جامعہ رضویہ قمر الاسلام خوشاب کی بہترین کارکردگی

مڈل سے ایم اے تک
ادارہ معین الاسلام
بیربل شریف
کے شاندار نتائج

سیاحِ حرمین
حضرت پیر سیّد طاہر حسین شاہ
103 برس
کی عمر میں
رحلت فرما گئے

قادیانیت کا منحوس پودا کاشت کرنے والی خبیث پاور اب اس کی پشت پناہی کر رہی ہے

پیر محمد عتیق الرحمان

جامعہ احیاء الاسلام بھر چونڈی شریف کے شاندار نتائج

مرکزی جماعت اہلِ سنت پاکستان (سندھ) کے زیرِ اہتمام سہون شریف میں **یارسول اللہ کانفرنس**
سے امیر اہل سنت شیخ المشائخ پیر میاں عبدالخالق قادری سجادہ نشین درگاہ قادریہ بھر چونڈی شریف کا خطاب

مرکزی جماعت اہلِ سنت پاکستان صوبہ سندھ کے زیرِ اہتمام

وادی مہران کے مشہور روحانی مرکز سہون شریف میں 18 ستمبر 2004ء کی تاریخی

یارسول اللہ ﷺ کانفرنس (کیمرہ کی آنکھ میں)

سندھ کی سرزمین پر پچاس ہزار فرزندانِ توحید کا عظیم اجتماع

چیف ایڈیٹر :- ملک محبوب الرسول قادری

ایڈیٹر :- محمد تاج قادری 0300-4746469

اسسٹنٹ ایڈیٹرز :- سید غفران شرف گیلانی
صاحبزادہ طاہر سلطان قادری

چیف ایگزیکٹو :- مفتی آصف محمود قادری

قیمت فی شمارہ 100 روپے

انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لائبریری بلاک نمبر ۴ جوہر آباد (پنجاب) پاکستان

Mob: 0300-9429027 Ph: 0454-721787

حسنِ ترتیب

مجلہ ''انوار رضا'' کے زیر نظر شمارہ میں تاریخ اشاعت کے حوالے سے ایک کنفیوژن پائی جا رہی ہے کہ اس کے صفحات پر ۱۹ ستمبر ۲۰۰۴ء درج ہے جبکہ سرورق کے علاوہ کچھ مضامین ۱۹۔ اکتوبر ۲۰۰۴ء کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جبکہ یہ شمارہ نومبر 2004ء میں منصۂ شہود پر آ رہا ہے اس سلسلہ میں التماس ہے کہ یہ شمارہ ستمبر ۲۰۰۴ء میں کسی حد تک تیار ہو گیا تھا مگر شائع ہوتے ہوتے رہ گیا اب ہم اس کو نومبر کے دوسرے عشرہ میں شائع کر رہے ہیں۔ قارئین کرام نوٹ فرما لیں اس بے جا زحمت پر ہم معذرت خواہ ہیں............ (ادارہ)

اپنی بات

سہون شریف (سندھ) کی

عظیم الشان یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس

مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان صوبہ سندھ نے سہون شریف میں 18 ستمبر 2004ء کو حضرت سخی شہباز قلندر قدس سرہٗ کے مزار مبارک کے زیر سایہ درگاہ قادریہ بھرچونڈی شریف کے سجادہ نشین اور مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی امیر، شیخ المشائخ امیر اہلسنت حضرت پیر میاں عبدالخالق قادری مدظلہ العالی کے ایماء پر عظیم الشان تاریخ ساز ''یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس'' منعقد کر کے ایک بڑے جمود کو توڑنے کی بھرپور اور کامیاب کوشش کی ہے۔

اس کانفرنس کی دو نشستوں میں وادیٔ مہران کے کونے کونے سے پچاس ہزار فرزندانِ اسلام نے شرکت کر کے تحفظ ناموس رسالت کے قانون 295 سی اور حدود آرڈیننس کے تحفظ کے عہد کی تجدید کی۔

آخری نشست کے صاحبِ صدر، مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کی سپریم کونسل کے چیئرمین، جمعیت علماء جموں وکشمیر کے سربراہ اور عظیم روحانی پیشوا حضرت قائد اہل سنتؒ کے خاص رفیق علامہ ومولانا پیر محمد عتیق الرحمٰن سجادہ نشین ڈھانگری شریف اپنے دورۂ برطانیہ کو دو روز کے لیے معطل کر کے سپیشل لندن سے کراچی کے راستے سہون شریف پہنچے اور پھر کانفرنس سے اگلے روز واپس برطانیہ چلے گئے۔ یونہی پورے سندھ سے علماء مشائخ کی بھاری تعداد نے کانفرنس میں شرکت کی ایک محتاط اندازے کے مطابق اسٹیج پر 500 کے لگ بھگ علماء ومشائخ جلوہ افروز تھے علامہ مولانا محمد شفیق احمد قادری نے نظامت ونقابت کے فرائض نبھائے مرکزی جماعت اہلسنت صوبہ سندھ کے امیر مفتی محمد جان نعیمی، حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی، مرکزی ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عرفان شاہ مشہدی، علامہ پیر

عبدالباقی سجادہ نشین ہمایوں شریف، پیر سید مرید کاظم شاہ بخاری میر پور ماتھیلو، مفتی عبدالحلیم ہزاروی کراچی، مفتی محمد ابراہیم قادری سکھر اور سردار محمد خان لغاری لاہور سمیت مقتدر اور نامور شخصیات نے خطاب فرمائے۔ کراچی سے خصوصی پریس ٹیمیں شریک ہوئیں اور کانفرنس ساری رات جاری رہنے کے بعد فجر کی اذان کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس نے اس عہد کی تجدید کی کہ ناموس رسالت کے تحفظ اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔

اس کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان صوبہ سندھ کی کابینہ، کانفرنس کمیٹی، انتظامی امور کے انچارج صاحبان اور تمام قائدین و کارکنان بجا طور پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ کریم ان کی سعی کو مشکور فرمائے۔

ہم حضرت امیر اہل سنت شیخ المشائخ پیر میاں عبدالخالق قادری مدظلہ العالی کو خصوصی طور پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور بجا طور پر توقع رکھتے ہیں کہ وہ سندھ کے ساتھ ساتھ چاروں صوبوں آزاد کشمیر، قبائلی علاقہ جات، اور شمالی علاقہ جات میں مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کو منظم کرنے کے لیے اپنی بہترین صلاحتیں اور وسائل بروئے کار لائیں گے اور جماعت کے شعبہ نشر و اشاعت کو بھی متحرک فرمائیں گے تاکہ صحت مند علمی اور تحقیقی لٹریچر معاشرے میں پھیلے اور صحت مند انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ان کی صلاحیتوں میں مزید برکتیں اور نکھار پیدا فرمائے اور ان کے ذریعے سے اللہ کریم اس ملک میں نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی راہیں ہموار کرے۔ تاکہ ہم اور ہماری آنے والی نسلیں اس مقدس اور نورانی نظام سے اپنی آنکھوں کو خیرہ کرسکیں اور اپنی دنیا و آخرت کو بہتر بنا سکیں۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین ﷺ

غبارِ راہ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

(مدیر اعلیٰ)

4 اکتوبر 2004ء

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گلہائے نعت

پیشکش...... پروفیسر قاری محمد مشتاق انور

مرحبا سید مکی مدنی العربی — دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را — برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم — زاں کہ نسبت بسگ کوئے تو شد بے ادبی

ماہمہ تشنہ لبا نیم توئی آب حیات — لطف فرما کہ زحد می گزرد تشنہ لبی

چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر — اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی — آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی

(جان محمد قدسی)

❁❁❁❁❁❁❁

نسیما! جانبِ بطحا گزر کن — ز احوالم محمد ﷺ را خبر کن

توئی سلطانِ عالم یا محمد ﷺ — ز روئے لطف سوئے من نظر کن

بہ بر ایں جان مشتاقم بہ آنجا — فدائے روضۂ خیرالبشر کن

مشرف گرچہ شد جامیؔ ز لطفش — خدایا! ایں کرم بار دگر کن

(عبدالرحمٰن جامیؔ)

❁❁❁❁❁❁❁

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں — جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں — جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

اک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا! — تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو — جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے — اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ ﷺ نے دریا بہا دیئے ہیں

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

(امام احمد رضا خان قادری)

❁❁❁❁❁❁❁

عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ
کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

مبارک رہے عندلیبو تمہیں گل
ہمیں گل سے بہتر ہے خارِ مدینہ

مری خاک یا رب نہ برباد جائے
پسِ مرگ کر دے غبارِ مدینہ

ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی
شب و روز خاکِ مزارِ مدینہ

جدھر دیکھئے باغِ جنت کھلا ہے
نظر میں ہیں نقش و نگارِ مدینہ

رہیں ان کے جلوے، بسیں ان کے جلوے
مرا دل بنے یادگارِ مدینہ

مرادِ دلِ بلبلِ بے نوا دے
خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ

شرف جن سے حاصل ہوا انبیاء کو
وہی ہیں حسنؔ افتخارِ مدینہ

(مولانا حسن رضا خان)

❁❁❁❁❁❁❁

نگاہ لطف کے امید وار ہم بھی ہیں
لیے ہوئے یہ دلِ بیقرار ہم بھی ہیں

ہمارے دستِ تمنا کی لاج بھی رکھنا
تیرے فقیروں میں اے شہر یار ہم بھی ہیں

تمہاری اک نگاہ کرم میں سب کچھ ہے
پڑے ہوئے تو سر راہ گذار ہم بھی ہیں

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور ﷺ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ادھر بھی تو ہوں عام حضور ﷺ کے جلوے
تمہاری راہ میں مشت غبار ہم بھی ہیں

ہماری بگڑی بنانا ان کے اختیار میں ہے
سپرد انہی کے ہیں سب کاروبار، ہم بھی ہیں

حسن! ہے جن کی سخاوت کی دھوم دو عالم میں
انہی کے تم بھی ہو اک ریزہ خوار ہم بھی ہیں

(استاد حسن رضا خان رضاؔ)

سلام بحضور سرورِ کونین ﷺ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہر یارِ ارم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

خلق کے داد رس سب کے فریاد رس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھنووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا خاں قادری)

حضور سرور عالم ﷺ نے خواب میں حضرت (شاہ عبدالرحیم والدِ حضرت شاہ ولی اللہ سے) فرمایا

فَقَالَ جَمَالِی مَسْتُوْر'' عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَلَوْ ظَھَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ اَکْثَرَ مِمَّا فَعَلُوْا حِیْنَ رَاَوْا یُوْسُفَ

میرا حسن و جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اگر میرا حسن ظاہر ہو تو لوگوں کا اس سے زیادہ حال ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

رحیم یار خان میں اہل سنت کی دینی درسگاہوں کا بہترین نیٹ ورک

مرکزی دار العلوم فیض رضا ٹرسٹ.........ایک تعارف

تحریر......علامہ حافظ محمد اکرم اویسی......خطیب اعظم رحیم یار خان

اسلامی علوم کی ترویج وترقی ایک اسلامی معاشرے کے قیام اور مخلوق خدا کی اصلاح و فلاح کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ آج جب کہ ہر طرف اسلام کے خلاف سازشیں ہو رہی ہیں فرزندان اسلام کو اسلامی علوم وفنون سے آشنا کرنا ایک اہم ترین فریضہ ہے یہی ایک ذریعہ ہے جس کو بروئے کار لاکر مبلغین اسلام صحیح اور مؤثر قسم کے کارکن فراہم کر سکتے ہیں۔ علماء کرام اور مفکرین اسلام نے مسلسل محنت اور جانفشانی سے غلبۂ دین اور اشاعت سے اسلام کے لیے جو طریقہ کار متعین کیا ہے۔ اس کی ابتداء دینی علوم سے ہی ہوتی ہے اگر ہم ان نقوش قدم پر چلتے ہوئے چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لیے تعلیم وتربیت کا ایسا اہتمام کر سکیں۔ اور قرآن پاک حفظ و ناظرہ تجوید وقرات کی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علوم جدیدہ کے ابتدائی مراحل بھی اسلامی تربیت کے ماحول میں ہی طے کریں اور پھر انہیں صالح اور خوف خدا رکھنے والے اساتذہ کرام کی نگرانی میں ایسا نصاب تعلیم پڑھنے کو ملے جو دینی تقاضوں کی تکمیل بھی کرے اور علوم جدیدہ کے حصول کے لیے بھی مدد ومعاون ثابت ہو تو ان شاء اللہ وہ وقت آئے گا جب ہم اپنی نسلوں کی طرف حقیقی دولت اسلام منتقل کرنے میں کامیاب ہوں گے اس اہم ضرورت کے پیش نظر اس دینی درسگاہ (مرکزی دار العلوم فیض رضا ٹرسٹ) کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں مقاصد بالا کی تکمیل کے لیے بہت سے ادارے کام کر رہے ہیں جو اپنی جگہ اہم بھی ہیں اور خود کفیل بھی ہیں لیکن رحیم یار خان شہر میں ایک ایسے ادارہ کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی تھی جو ابتدائی درجے کی تعلیم سے شروع کرکے بتدریج ایک عظیم درسگاہ کی صورت اختیار کرلے اس کام کے لئے ضلع جھنگ سے کسب حلال کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ صفت انسان حضرت الحاج فیض احمد سیال سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کو پسند فرمایا جنہوں نے عباسیہ ٹیکسٹائل ملز رحیم یار خاں میں مزدوری کرنے کے دوران رحیم یار خان شہر کی ایک قدیم درس گاہ جامعہ غوثیہ سعیدیہ سکول بازار

رحیم یار خان اس وقت جس کا کام نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس کا انتظام وانصرام سنبھال کر برسوں کا کام مہینوں میں کیا۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی ملک کے بڑے بڑے علماء قراء حضرات پڑھاتے رہے اور الحمد اللہ آج بھی پڑھا رہے ہیں۔ جس کی کارکردگی پر خراج تحسین پیش کیا جا رہا ہے اسی چشمہ غوثیہ سے چشمہ فیض رضا اور فیض مصطفیٰ نکلے یعنی نئی درسگاہوں معرض وجود میں آئیں جنہوں نے بہت قلیل مدت میں وہ عروج وترقی حاصل کی جو برسوں سے قائم ادارے بھی نہ کر سکے ان تینوں اداروں کی ترقی وکامیابی کا سہرا الحاج فیض احمد سیال سعیدی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔ جنہوں نے شب وروز محنت کی یہ ان کی محنت اور خلوص کی برکت تھی کہ ان اداروں میں غزالی زماں امام اہل سنت حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ خورشید احمد فیضی صاحب مدظلہ استاذ العلماء حضرت علامہ عبدالکریم فیضی رحمۃ اللہ علیہ مناظر اسلام حضرت علامہ منظور احمد فیضی مدظلہ اور دیگر جید علماء مشائخ ان اداروں میں تشریف لا کر حاجی صاحب مرحوم کی حوصلہ افزائی فرماتے اور دعاوں سے نوازتے رہے اور آج بھی نواز رہے ہیں۔

الحاج فیض احمد سیال سعیدی رحمۃ اللہ علیہ 1998 میں ایک حادثہ میں انتقال فرما گئے اللہ تعالیٰ ان کی مرقد مبارک کو نور سے معمور فرمائے۔ اب حاجی صاحب مرحوم کے بڑے صاحب زادے فاضل نوجوان جناب مولانا نور احمد سیال سعیدی اپنے برادران ومعاونین کے ساتھ مل کر ان اداروں کو بڑے احسن انداز میں چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ والا جذبہ شوق واستقامت نصیب فرمائے۔

دار العلوم کے اغراض ومقاصد اور قواعد وضوابط یہ ہیں۔

1۔ اس ادارہ کا نام دار العلوم فیض رضا ٹرسٹ (بائی پاس روڈ) رحیم یار خان ہوگا۔ 2۔ قرآن وسنت، فقہ حنفی، درس نظامی کی تعلیم وتدریس اور مسلک اہل سنت کی اشاعت کرنا۔ 3۔ الحاد اور فتنوں کو روکنا، ضرورت کے مطابق نشر واشاعت کا انتظام کرنا اور اس مقصد کے لیے جلسے یا کانفرنسیں بلانا۔ 4۔ نوجوانوں میں اسلامی اخلاقیات کی نشو ونما اور خدمت ملک وملت اور خدمت اسلام کا جذبہ بیدار کرنا۔ 5۔ تعلیمی واصلاحی اداروں کو قائم کرنا اور طلباء کو صنعت وحرفت سیکھنے میں مدد دینا۔ 6۔ علمی تحقیقی کتب کی تیاری اور ان کی اشاعت کا انتظام کرنا نیز دار المطالعہ قائم کرنا 7۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بقا واستحکام، ترقی وخوشحالی کے لیے ہر طرح سے جدوجہد کرنا۔ 8۔ تمام امور خیر انجام دینا اور ان میں تعاون کرنا۔ 9۔ مسلک اس دار العلوم کا مسلک خالص اہل سنت وجماعت کے مطابق حنفی ہوگا۔ 10۔ دار العلوم کی انتظامیہ کا نام منتظمہ کمیٹی ہے جس کے ارکان کی تعداد 7 ہوگی۔ 11۔ منتظمہ کمیٹی کے ہر رکن کا مسلک قرآن وسنت کی تشریحات، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہی مسلک حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وعلماء اہل سنت کے مسلک کے مطابق ہوگا جو ان کی تصانیف سے ظاہر ہے۔

21 مئی 2004ء کو منعقد ہونے والے جلسہ دستار فضیلت میں جو خوش نصیب طلبہ فارغ التحصیل ہوئے اور ان کی دستار بندی کرائی گئی ان میں حافظ عبدالرحمٰن (بستی امانت علی)، حافظ محمد الیاس سعیدی (مئو مبارک)، حافظ محمد شہزاد حبیب (بستی کھائی خیر شاہ)، حافظ محمد علی شوکت (گلشن عثمان)، حافظ محمد کاشف (گلشن عثمان)، حافظ محمد صہیب (گلشن عثمان)، حافظ محمد ناصر (گلشن عثمان)، حافظ آصف رگل (گلشن عثمان) حافظ محمد عامر (گلشن عثمان) حافظ محمد معیز (گلشن عثمان) حافظ محمد ثاقب (نئی سرور کالونی)، حافظ محمد اویس (نئی سرور کالونی)، حافظ محمد وسیم (گلشن عثمان)، حافظ محمد ذیشان (بستی کمہاراں)، حافظ محمد کاشف (ظاہر پیر)، حافظ فضل الرحمٰن شاہ (محلہ قمر آباد)، حافظ محمد آصف بھٹہ (بستی بھٹہ)، حافظ محمد اخلاق (بستی بھٹہ)، حافظ محمد مجاہد (بستی محمد نگر)، حافظ محمد عرفان سندھی (ڈھرکی)، حافظ محمد افتخار (لیاقت پور)، حافظ مقصود الحسن (وائرلیس پل)، حافظ محمد فیاض (دھوبی گھاٹ)، حافظ محمد ظفر، حافظ محمد افضل (غوث پور کالونی)، حافظ محمد یوسف، حافظ فخر عالم (مظفر گڑھ)، حافظ محمد شاہد (مظفر گڑھ)، حافظ محمد نادر (احمد پور لمہ)، حافظ عتیق احمد (قادر پور راں)، حافظ عبدالرؤف (قادر پور راں)، حافظ محمد عمر (قادر پور راں)، حافظ محمد مجاہد (ملتان شریف)، حافظ محمد شہزاد رفیق (قادر پور راں)، حافظ محمد شوکت (ملتان شریف)، حافظ محمد رمضان (ملتان شریف)، حافظ عبدالباسط (قادر پور راں)، حافظ عبدالراشد (قادر پور راں)، حافظ غلام محی الدین قادری (ملتان)، حافظ محمد مدثر (اوچ شریف)، حافظ محمد فیاض (ملتان شریف)، حافظ غلام شبیر (دنیا پور)، حافظ محمد شکیل (جلال پور پیر والا)، حافظ محمد اجمل (مظفر گڑھ)، حافظ محمد ساجد (مدینہ کالونی)، حافظ کنز الایمان شاہ (گلشن عثمان)، حافظ محمد اعجاز (گلرک اڈہ)، حافظ نجم الدین (غوثیہ کالونی)، حافظ محمد شاہد (ماچھی وال)، حافظ محمد اظہر (ترنڈہ محمد پناہ)، حافظ غلام مجتبیٰ (ترنڈہ محمد پناہ)، حافظ محمد قاسم (ترنڈہ محمد پناہ)، حافظ محمد آصف (ترنڈہ محمد پناہ)، حافظ محمد عارف (سلطان پور)، حافظ محمد راشد (جمالدین والی)، حافظ ابوبکر صدیق (مئو مبارک)، حافظ غلام محمد (لیاقت پور)، حافظ محمد اکرم، حافظ محمد اسلم (کراچی)، حافظ محمد معراج (رحیم یار خان)، حافظ عبدالخالق (حیدر آباد) شامل ہیں۔ اس زبردست کاوش پر محترم محمد فہیم خان (صدر) ڈاکٹر محمد ریاض خالد (جنرل سیکرٹری) ان کے تمام رفقاء اور احباب مبارکباد کے مستحق ہیں اس جلسہ دستار فضیلت میں جمعیت پاکستان کے مرکزی سینئر نائب ڈاکٹر ابوالخیر صاحبزادہ محمد زبیر الوری (ایم این اے) اور حضرت علامہ عبدالقادر کانجو نے خصوصی خطاب فرمایا جبکہ علامہ مولانا نور احمد سیال سعیدی نے شکریہ ادا کیا۔

اندرون سندھ میں دو روز

میر پور ماتھیلو سے سہون شریف کا ایک سفر

تحریر...... ملک محبوب الرسول قادری

وادئ مہران باب الاسلام (صوبہ سندھ) اولیاء کی دھرتی ہے برصغیر میں اسلام اسی خطے کے راستے داخل ہوا۔ یہاں قدم قدم پر اسلاف کی یادگاریں ہیں اور اس دھرتی کی ثقافت میں اسلامی ثقافت کا بھر پور غلبہ موجود ہے 17 ستمبر 2004ء کی شام چار بجے میرے موبائل کی گھنٹی بجی۔ یہ کراچی سے مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے سربراہ اور درگاہ قادریہ بھرچونڈی شریف کے سجادہ نشین حضرت امیر اہل سنت شیخ المشائخ پیر میاں عبدالخالق قادری مدظلہ کا فون تھا ان کا ارشاد تھا کہ کل بعد مغرب حضرت سخی شہباز قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کے زیر سایہ سہون شریف میں حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن سجادہ نشین ڈھاگری شریف کی زیر صدارت "یارسول اللہ ﷺ کانفرنس" ہے اس میں آپکی شرکت از حد ضروری ہے اور کوئی بہانہ کارگر نہیں۔ رات کا سفر کر کے صبح سویرے میں سندھ کے شہر میر پور ماتھیلو پہنچ گیا جہاں ہمارے مہربان اور کرم فرما دوست جمعیت علماء پاکستان کے ضلعی صدر حضرت پیر سید میرید حسین کاظم شاہ بخاری منتظر تھے انکی رفاقت میں نماز ظہر کے بعد ایک بڑے قافلے کے ساتھ حضرت پچل سرمست قلندر رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار مبارک (رانی پور) پر حاضری دیتے ہوئے نماز عشاء کے بعد سہون شریف کے عظیم الشان سٹیڈیم میں منعقدہ کانفرنس کے اسٹیج پر پہنچے سٹیج اور سیکورٹی کے انتظامات جماعت احیاء الاسلام بھرچونڈی شریف کے فقراء نے سنبھال رکھے تھے ڈھرکی سے اس جماعت کے فعال اور محنتی کارکن فقیر امداد علی قادری نے کمال مستعدی سے علماء مشائخ سے متعارف کرایا۔ ضلع گھوٹکی کے حضرت مفتی عبدالستار چشتی، محترم رئیس علی انور (امیر تحصیل میر پور) قاری امیر بخش اور حاجی گل حسن کے علاوہ بے شمار قائدین و کارکنان انتظامات میں مصروف تھے اسٹیج پر حضرت امیر اہل سنت پیر میاں عبدالخالق قادری مدظلہ، حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن (صدر کانفرنس) ناظم اعلیٰ شیخ الحدیث حضرت پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی، جگر گوشۂ شیخ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد انس نورانی، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر الوری (ایم این اے)، شیخ الحدیث مولانا محمد ابراہیم قادری سکھر، علامہ مفتی عبدالحلیم ہزاروی (کراچی) صوبائی راہنما پیر میاں عبدالباقی (ہمایوں شریف) مولانا مفتی محمد جان نعیمی (کراچی) سمیت بیسیوں اہم شخصیات موجود تھیں اس کانفرنس میں ایک سروے کے مطابق پچاس ہزار فرزندان توحید نے شرکت کی۔ واپسی پر حضرت شیخ المشائخ پیر میاں عبدالخالق قادری مدظلہ کے ہمراہ بھرچونڈی شریف کا سفر اپنے دامن میں خوبصورت یادیں لیے ہوئے تھا۔ وادئ مہران میں گزارے ہوئے یہ دو روز میری زیست مستعار کی حسین یادوں میں بہترین اضافہ ہے۔

بزم مقصودیہ پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات کی اقامت گاہ پر

ایک روح پرور

محفل میلاد مصطفےٰ ﷺ

حضرت علامہ پیر سید گل باقر شاہ نقشبندی سجادہ نشین کوٹ گلہ شریف نے صدارت فرمائی۔

رپورٹ...... صاحبزادہ سید محمد کمال الدین شاہ...... کوارڈینیٹر بزم مقصودیہ پاکستان

بزم مقصودیہ پاکستان کے سیکرٹری اطلاعات قاری ملک محمد اکرم اعوان اور محترم افتخار احمد (افتخار پلاسٹک) کی اقامت گاہ واقعہ فیصل ٹاؤن لاہور میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا حضرت علامہ پیر سید محمد باقر شاہ مدظلہ العالی سجادہ نشین کوٹ گلہ شریف (تلہ گنگ) کی زیر صدارت ایک عظیم الشان روح پرور محفل میلاد مصطفیٰ ﷺ منعقد ہوئی جس میں فاضل نوجوان علامہ صاحب زادہ پیر سید گل حیدر شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عظمت رسول ﷺ کے لئے قربانیاں دینا ہمیشہ سے اہل ایمان کا طریقہ اور وطیرہ رہا ہے۔ عہد صحابہ میں اسلام کا نور چار دانگ عالم میں پھیل چکا تھا۔ اسلام میں حب رسول اللہ ﷺ کا فروغ ہی مرکزی نکتہ ہے۔ اسلامی سوسائٹی اتباع رسول کے ذریعے ہی کائنات کی افضل ترین سوسائٹی کا مقام حاصل کر گئی۔ حضور ﷺ خاتم الانبیاء اور سید المرسلین ہیں آپ کی شریعت تمام انبیاء کی شریعتوں کی خاتم ہے اور آپ ﷺ کی امت تمام امتوں کی خاتم ہے آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کا کوئی تصور نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اولیاء کا روحانی فیضان ہے اور اس دھرتی پر مسلک اولیاء کے حامل ہی بھاری اکثریت میں ہیں اس لئے یہاں داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مسعود، حضرت مجدد الف ثانی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے پاکان امت کے طریقے اور نہج پر کیا جانے والا تبلیغی کام ہی رنگ لائے گا۔

محفل میں مجلہ "انوار رضا" جوہر آباد کے چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری، پنجاب سپورٹس بورڈ کے ڈائریکٹر جنرل سید خاور شاہ، سید محمد جعفر شاہ، مولانا عبدالعزیز (فیصل آباد)، مولانا علامہ شبیر احمد فاروقی، مولانا قاری محمد فیروز صدیقی، قاری دوست محمد، عبدالمجید کوکب، قاری محمد اشرف اعوان، حافظ ناصر محمود ایڈووکیٹ، ملک محمد رفیق اعوان اور حافظ منظور احمد سیفی سمیت متعدد اہم شخصیات نے شرکت کی۔ صاحبزادہ

سید محمد کمال الدین شاہ (راقم الحروف) صابر ملتانی محمد سلیم ہاشمی حافظ محمد جاوید نقشبندی اور عطا المصطفیٰ سیالوی (فیصل آباد) نے بارگاہ رسالت میں گل ہائے نعت پیش کئے۔ نقابت کے فرائض حافظ محمد یونس ندیم نے نبھائے محفل شریف شام سات بجے شروع ہو کر رات گیارہ بجے بارگاہ رسالت میں ہدیۂ درود و سلام پر اختتام پذیر ہوئی بعد ازاں باجماعت نماز عشاء ادا کی گئی اور پھر جملہ شرکاء کے اعزاز میں پر تکلف ''میلاد ڈنر'' دیا گیا۔ حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر شاہ نقشبندی مدظلہ تعالیٰ نے کمال شفقت سے تمام عقیدت مندوں اور مہمانوں کو اپنی دعاؤں سے نوازا۔ آپ نے قاری ملک محمد اکرام اعوان کے والد گرامی ملک غلام محمد اعوان (سابق کونسلر یونین کونسل کلی شریف) کی جلد صحت یابی کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

بزم مقصودیہ لاہور کی دعوت پر مبلغ اسلام حضرت قبلہ پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری مدظلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کوٹ گلہ شریف نے لاہور کا دورہ فرمایا جس میں آپ ۲۵ ستمبر ۲۰۰۴ء ہفتہ بعد از نماز عشاء حافظ محمد ناصر محمود صدیقی کی دعوت پر لیاقت آباد کوٹ لکھپت میں بزم بوصیری کی طرف سے منعقدہ محفل نعت میں شریک ہوئے آپ چیف گیسٹ تھے۔ ۲۶ ستمبر اتوار بعد از نماز مغرب ہاکی سٹیڈیم لاہور میں محفل نعت بزم مقصودیہ کے روح رواں قاری ملک محمد اکرم اعوان اور افتخار احمد کی اقامت گاہ ۳۷۶ سی۔ فیصل ٹاؤن میں محفل میلاد کی صدارت فرمائی۔

۲۸ ستمبر منگل بعد مغرب فردوس مسجد باغبانپورہ میں محفل نعت۔ ۲۹ ستمبر بدھ بعد عشاء مسجد تہہ خانہ والی مغل پورہ میں جلسہ میلاد النبی ﷺ اور یکم اکتوبر بعد عشاء مسجد بوہڑ والی غازی آباد مین بازار میں محفل میلاد کی صدارت فرمائی آپ نے اپنے اس دورہ کے دوران اپنے خاص احباب محمد بشیر نیازی، حاجی محمد سلیم، عبدالرشید، محمد سعید احمد، محمد شاہد احمد، محمد آصف اور نادر آباد میں بھائی محمد ظریف کی دعوتوں میں بھی شرکت فرمائی۔

دُعائے صحت کی اپیل

تقریباً گذشتہ آٹھ سال سے حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ لاہور گلے، زبان، سر اور جبڑے کے درد میں مبتلا ہیں اور یہ تکلیف جو شروع میں کم تھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اتنی زیادہ ہوگئی ہے کہ نومبر ۲۰۰۰ء سے جمعہ پڑھانا چھوڑ دیا اور تقریباً دو سال سے تدریس کا مشغلہ بھی معروف انداز میں عملاً موقوف ہے۔ مورخہ ۱۳ اپریل ۲۰۰۴ء کو زبان کا ایک آپریشن ہوا ہے اس وقت بھی علاج جاری ہے تاہم صحت پہلے کی نسبت کچھ بہتر ہے۔ تمام علماء و مشائخ اور عوام اہلسنت بالخصوص معزز قارئین سے حضرت کی صحت کے لئے دُعا کی اپیل ہے۔

قرآن حکیم کے دس اصول

تاج العلماء مولانا سید شاہ اولاد رسول میاں قادری برکاتی مارہرہ شریف

آج مسلمان تاریخ کے جس نازک دور سے گزر رہا ہے کم از کم ہندستان کی اسلامی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

ایک ہنگامہ محشر ہو تو اس کو بھولوں
سیکڑوں باتوں کا رہ رہ کے خیال آتا ہے

معاملہ ہماری عبادت گاہوں کا ہو یا فرقہ وارانہ فسادات کا ہر منزل پر ہمیں کچل دینے کی منظم سازشیں کی جارہی ہیں۔ آئے دن تقریر و تحریر کے ذریعہ اسلام اور پیغمبر اسلام کی شان میں بدترین گستاخیاں کر کے ہماری غیرت ایمانی کا خون کیا جارہا ہے، فسادات کی آڑ میں مسلمانوں کی معیشت تباہ کی جارہی ہے۔ مذہبی، سیاسی، علمی، معاشی ہر محاذ پر مسلمانوں کو شکست فاش دے کر محکوم بنانے کا سامان فراہم کیا جارہا ہے۔

ایسے کرب ناک ماحول میں حالات یا حکومت وقت کا دست نگر بننے کے بجائے مسلمانو! آؤ ہم ایک نظام کے پابند ہو جائیں جس کی بنیاد پر کائنات کا حاکم مطلق اپنی حمایت و نصرت کا وعدہ فرماتا ہے، اور اللہ جس کی حمایت و نصرت فرمائے، دنیا کی کون طاقت اسے مغلوب کر سکتی ہے؟ قرآن فرماتا ہے:

اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۝ (سورہ العمرٰن: ۱۶۰)

ہماری قوم کی تو ہے بنا ہی دین و ایماں پر
ہماری زندگی موقوف ہے تعمیل قرآں پر
ہماری فتح یابی منحصر ہے فضل یزداں پر
نہ قوت پر نہ طاقت پر نہ شوکت پر نہ ساماں پر

تعلیمات قرآنی پر عمل پیرا ہونے کے علاوہ اور کوئی تدبیر نہ تو ہمیں سکون و راحت دے سکتی ہے نہ ہ[illegible]
ہماری عظمت رفتہ کو واپس دلا سکتی ہے۔ ذیل میں ہم زندگی و بندگی سے متعلق ''قرآن کے دس حیات[illegible]

آفریں اصول'' پیش کر رہے ہیں۔ جو مرد مومن کے لیے دنیا اور آخرت کی ہر کامیابی کی ضمانت ہے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک ہر مسلمان کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۱) ایمان اور اسلام پر ثابت قدم رہو :

اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ''دین اسلام'' کے علاوہ کوئی دین، نہیں نہ ہی اسلام کے علاوہ دنیا کا کوئی مذہب اس کی بارگاہ میں قابل قبول ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ۵ (پ:۱- ع:۱۰)

بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی ہے۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ۵ (پ:۳- ع:۱۷)

اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

جابجا خدائے وحدہٗ لاشریک نے اپنے اور اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل ایمان لانے کا مطالبہ کیا ہے، اور اسی دین پر قائم رہنے کی صورت میں فتح وکامرانی کی بشارت دی ہے۔ فرماتا ہے :

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ ۵ (پ:۵- ع:۱۷)

اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر یعنی ایمان پر ثابت قدم رہو۔

وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۵ (پ:۴- ع:۵)

تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی دین پر کاربند رہنے والوں کی امداد اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے :

کَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۵ (پ:۲۱)

اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔

اور فرماتا ہے :

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ اَنِّیْ مَعَکُمْ ۵ (پ:۹- ع:۱۶)

جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

اور فرماتا ہے :

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ۵ (پ:۲۴- ع:۱۸)

بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے

اترتے ہیں۔

اور ایسا بھی نہیں ہے کہ ایمان پر ثابت قدم رہنا بہت دشوار امر ہے۔ جو ثابت قدم رہنے کا عزم کرلے تو اللہ اسے ثبات کی قوت عطا فرماتا ہے۔ فرماتا ہے :

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۵ (پ:۱۳- ع:۱۶)

اللہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے۔

(۲) شریعت مطہرہ کی کامل پیروی کرو :

آدھا تیتر آدھا بٹیر بننے کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے ایمان کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کا مطالبہ ہے کہ مسلمان زندگی کے کسی شعبہ میں کسی قوم، کسی مذہب، کسی حکومت کی روش پر ہرگز نہ چلے بلکہ اپنے ہر معاملہ میں صرف اور صرف اسلامی قانون کا پابند ہو جائے۔ قرآن فرماتا ہے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ۵ (پ:۲- ع:۹)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ۔

اور فرماتا ہے :

فَاتَّبِعُوْنِیْ ۵ (پ:۳- ع:۱۳) تم میرے فرماں بردار ہو جاؤ۔

اور فرماتا ہے :

فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۵ (پ:۵- ع:۶)

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب اپنے آپس کے جھگڑے میں تمھیں حاکم نہ بنالیں، پھر جو کچھ تم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رُکاوٹ نہ پائیں، اور جی سے مان لیں۔

اور فرماتا ہے :

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۵ (پ:۵- ع:۵)

یعنی حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔ (یعنی مسلم امرا، اور حکام کا)

اور فرماتا ہے :

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۵ (پ:۵- ع:۸)

جس نے رسول کا کہنا مانا اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اور فرماتا ہے :

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۝ (ب : ٢٢ — ع : ٢)

اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو حق ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کچھ حکم فرمادیں تو انھیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔

اور فرماتا ہے :

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ ۝ (ب : ٢٦ — ع : ٥)

اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

اور فرماتا ہے :

وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۝ (ب : ٢٨ — ع : ٤)

یعنی جو کچھ تمھیں رسول عطا فرمائیں وہ لے لو۔

(٣) علم دین حاصل کرو :

علم فضل الٰہی ہے۔ قرآن وسنت کے ذخیرے علم اور علما کی فضیلت سے معمور ہیں۔ علم دین ہی کے ذریعہ انسان شکوک وشبہات کے دلدل سے نکل کر ایمان ویقین کے اُجالے میں آسکتا ہے۔ عدل وانصاف کا شعور، خشیت الٰہی، درجات کی بلندی، توحید کی متاع بے بہا علم ہی کی بدولت مل سکتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے :

وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ آمَنَّا بِهٖ ۝ (ب : ٣ — ع : ٩)

اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔

اور فرماتا ہے :

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۝ (ب : ٣ — ع : ١٠)

اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور علم والوں نے انصاف سے قائم ہو کر۔

اور فرماتا ہے :

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۝ (ب : ٢٢ — ع : ١٦)

اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اور فرماتا ہے :

يَرْفَعُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۝ (ب : ٢٨ — ع : ٢)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے درجے جو تم میں ایمان لائے اور ان کے درجے جنھیں علم دیا گیا بلند فرمائے گا۔

(٤) اعمال صالحہ کا پیکر بن جاؤ :

جس ایمان کی بدولت خدائے وحدہ لاشریک نے دارین کی کامل صلاح وفلاح کا وعدہ فرمایا ہے، اس کا لازمی جز عمل صالح ہے، عمل صالح کے بغیر حقیقی کامیابی مل نہیں سکتی۔ قرآن فرماتا ہے :

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ ۝ (ب : ١٨ — ع : ١٣)

اللہ نے وعدہ فرمایا ان سے جو تم میں ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ضرور انھیں زمین میں خلافت دے گا۔

اور فرماتا ہے :

وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۝ (ب : ٢٢ — ع : ١٤)

اور جو نیک کام ہے وہ اسے بلند کرتا ہے۔

اور فرماتا ہے :

وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (ب : ٣٠ — ع : ١٨)

قسم ہے زمانہ محبوب کی! بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

(٥) متحد ہو جاؤ :

آپس میں افتراق وانتشار کی اسلام سخت مذمت کرتا ہے۔ قرآن نے ایک مومن کو دوسرے مومن کا بھائی قرار دے کر میل محبت سے رہنے کا حکم عطا فرمایا ہے۔ ارشاد ہے :

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ۝ (ب : ٦ — ع : ١٣)

تمہارے دوست نہیں، مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے جو نماز قائم کرتے ہیں

اور زکوۃ دیتے ہیں، اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا ○ (پ: ۱۰ – ع: ۲)

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

اور فرماتا ہے:

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ○ (پ: ۱۰ – ع: ۱۵)

اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

اور فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ○ (پ: ۲۶ – ع: ۱۲)

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

(۶) دین اسلام کے دشمنوں سے ہوشیار:

اسلام دشمن طاقتوں نے ہر دور میں طرح طرح کے حربوں سے اسلام اور مسلمانوں کو زندگی سے بے دخل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے قرآن نے مسلمانوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ بدمذہبوں سے میل جول نہ رکھیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کے ایمان ہی پر ہاتھ صاف کردیں اور آپ کو احساس بھی نہ ہو۔ قرآن فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا یَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ○
(پ: ۴ – ع: ۳)

اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ وہ تمہاری برائی میں کمی نہیں کرتے۔

اور فرماتا ہے:

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ○ (پ: ۴ – ع: ۳)

تمھیں کوئی بھلائی پہنچے تو انھیں برا لگے۔

اور فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ○ (پ: ۴ – ع: ۷)

اے ایمان والو! اگر تم کافروں کے کہے پر چلے تو وہ تمھیں اُلٹے پاؤں لوٹا دیں گے پھر ٹوٹا کھا کے پلٹ جاؤ گے۔

اور فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ ○ (پ: ۶ – ع: ۱۲)

اے ایمان والو! جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے، وہ جو تم سے پہلے کتاب دیے گئے اور کافران میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

اور فرماتا ہے:

لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ○ (پ: ۱۰ – ع: ۸)

کسی مسلمان میں قرابت کا لحاظ کریں نہ عہد کا۔

اور فرماتا ہے:

وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ○ (پ: ۸ – ع: ۱)

اور اگر تم ان کا کہنا مانو تو اس وقت تم مشرک ہو۔

اور فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ○ (پ: ۲۸ – ع: ۵)

کیا تم نے منافقوں کو نہ دیکھا کہ اپنے بھائی کتابیوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے گئے تو ضرور ہم تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہرگز تمہارے بارے میں کسی کی نہ مانیں گے۔

(۷) اللہ پر اعتماد کامل رکھو:

تقدیر کے نوشتہ کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ کسی طاقت سے نہ تو مرعوب ہونے کی ضرورت ہے، نہ کسی سے کچھ امید رکھنے کی۔ اللہ پر اعتماد کرو، وہ بہترین کارساز ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ○ (پ: ۴ – ع: ۹)

لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈرو، تو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے اللہ ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کارساز ہے۔

اور فرماتا ہے:

لَنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا وَهُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

○ (ب: ١٠ – ع: ١٣)

ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے کچھ لکھ دیا۔ وہ ہمارا مولیٰ اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

اور فرماتا ہے :

وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ○ (ب: ٢٨ – ع: ١٧)

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

(٨) باہمی تعاون سے نیکیوں کو فروغ دو :

قرآن فرماتا ہے :

تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ○ (ب: ٦ – ع: ٥)

نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔

(٩) صبر وتقویٰ کے ذریعہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرو:

اگر مسلمان صبر وتقویٰ اختیار کرلے تو پھر اس کے دشمنوں کی چال ہرگز کارگر نہیں ہوسکتی۔ ہر طاقت سے مقابلہ کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو دو ہتھیار دیے ہیں ایک کا نام ہے صبر دوسرے کا تقویٰ۔ فرماتا ہے :

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ ○ (ب: ٤ – ع: ٣)

اور تم صبر کرو اور پرہیزگاری کیے رہو تو ان کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

اور فرماتا ہے :

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا ○ (ب: ٤ – ع: ١١)

اے ایمان والو! صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو۔

اور فرماتا ہے :

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ، وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (ب: ١٠ – ع: ٢)

اے ایمان والو! جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچو اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی

کروگے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی، اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(١٠) ایثار وقربانی :

دنیا کی کوئی متاع دین اور فلاح آخروی سے قیمتی نہیں۔ خدا نے آپ کو موقع عطا فرمایا ہے کہ بوقت ضرورت اپنے دین اور ایمان کے تحفظ کے لیے جان ومال کی حقیر قربانی دے کر آخرت کی لازوال اور عظیم دولت سے بہرہ ور ہوجائیں۔ قرآن فرماتا ہے :

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ○ (ب: ٤ – ع: ١)

تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

اور فرماتا ہے :

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ○ (ب: ١٠ – ع: ١٢)

اے ایمان والو! تمہیں کیا ہوا جب تم سے کہا جائے کہ خدا کی راہ میں کوچ کرو تو بوجھ کے مارے زمین پر بیٹھے جاتے ہو، کیا تم نے دنیا کی زندگی آخرت کے بدلے پسند کرلی۔ اور جتنی دنیا کے اسباب آخرت کے سامنے بہت تھوڑے ہیں۔ اور فرماتا ہے :

وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ○ (ب: ١٠ – ع: ١٢)

اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے۔

اور فرماتا ہے :

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ○ (ب: ٢٨ – ع: ٤)

اور اپنی جانوں پہ انھیں ترجیح دیتے ہیں۔ اگر چہ انھیں شدید محتاجی ہو۔

❁❁❁❁❁
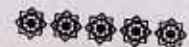
وادیٔ مہران کے تاجدار، والیٔ بھر چونڈی شریف، جنید وقت

حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

برصغیر پاک و ہند میں اسلام، وادیٔ مہران کے راستے نوجوان مجاہد محمد بن قاسم کے ذریعے آیا اور یوں صوبہ سندھ کو "باب الاسلام" ہونے کا اعزاز بھی ملا۔ ویسے تو پاک و ہند اور بالخصوص سندھ میں بے شمار بندگان خدا نے اپنے اپنے دور میں اسلام کی ترویج و اشاعت اور مخلوق خدا کی خدمت میں اپنا سب کچھ صرف کر دیا لیکن آج سندھ کی جس عظیم ہستی کا ذکر خیر مقصود ہے وہ جنید وقت حضرت حافظ الملت سید العارفین حافظ محمد صدیق رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۲۳۴ـ۱۳۰۸ھ) بانی خانقاہ قادریہ بھر چونڈی شریف کی ذات گرامی ہے جن کو دنیا سے گذرے ۱۱۶ برس بیت گئے ہیں لیکن اس مقدس سرزمین سے آج بھی ان کے پیار کی خوشبو، اس فضا میں ان کی باتوں کی لذت اور اس خطے میں ان کے افکار عالی کا رنگ نمایاں طور پر دکھائی پڑتا ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

حضرت حافظ الملت حافظ محمد صدیق قادری رحمہ اللہ تعالیٰ مجمع خوبی تھے۔ رب نے ان کو بے پناہ خوبیوں، خصوصیات اور صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ خدمت خلق اور ذوق عبادت ان کی طبیعت ثانیہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام قرآن حکیم کے ساتھ ان کی رغبت کی مثال اس عہد یا بعد میں کہیں نظر نہیں آتی، وہ مثالی مصلح اور بے مثال مبلغ اسلام تھے گویا سارے جہان کی خوبیاں اور صلاحیتیں اس ایک فرد فرید میں جمع ہو گئی تھیں اور یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لیے یہ امر محال نہیں ہے کہ وہ سارے جہان کی خوبیاں کسی ایک ہستی میں جمع فرما دے۔ کسی عرب شاعر کا ایک شعر ہے اور بالکل حضرت حافظ الملت رحمہ اللہ تعالیٰ کے حسب حال ہے کہ۔

ولیس علی اللہ بمستکر
ان یجمع العالم فی واحد

واقعی "آپ کی ذات گرامی اپنے دور میں علم و ادب کا بحر محیط، شریعت و طریقت کا منبع اور آزادی و حریت کا ستون تھی"۔ حضرت حافظ الملت نے راشدیہ خاندان کے روحانی فیضان کو عام کیا وہ سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خاص نمائندے کی حیثیت سے اپنی منفرد شان کے ساتھ خم ٹھونک کر مختلف محاذوں پر برسر پیکار رہے۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۳۴ھ میں سندھ کی مشہور قوم سمہ کے ایک معزز گھرانے میں ہوئی بچپن ہی میں شفقت پدری سے محروم ہو گئے والدہ محترمہ نے عمدہ تربیت فرمائی اور قرآن کریم کی تعلیم کے لیے اس زمانے میں اپنے علاقہ کی مشہور درس گاہ ماڑی جندو میں داخل کرایا۔ زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت مخدوم کرم دین رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیکھا تو فرمایا"۔ ایک وقت آئے گا کہ اس در یتیم کے آستان پر بڑے بڑے قہرمان وقت اپنی گردنیں جھکائیں گے"۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنی خاص دعاؤں اور ایک مبارک چادر سے نوازا۔ وقت گذرتا گیا جب آپکی عمر تقریبا گیارہ برس کی ہو گئی تو آپ کی والدہ محترمہ نے بھر چونڈی شریف کے قریب ہی واقع ایک بستی "سوئی" میں تشریف فرما، خاندان راشدیہ قادریہ (درگاہ شریف) کے ایک عظیم و جلیل خلیفہ حضرت زینت السادات ولی کامل سید محمد حسن جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کیا۔ انہوں نے سعادت ابدی کے آثار کو ملاحظہ فرمایا۔ شرف بیعت عطا فرمایا اور پھر قرآن کریم حفظ کرنے کی ہدایت فرمائی۔

آپ نے قرآن کریم کی تعلیم اور ساتھ ہی طریقت کے اسباق اپنے پیر و مرشد کی براہ راست نگرانی میں پڑھنا شروع کیے حتی کہ نو سال کے بعد ۱۲۵۴ھ میں حضرت قبلہ جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وصال فرمایا اور حضرت میاں محمد حسین رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب سجادہ ہوئے۔ انہوں نے وصیت فرمائی کہ "حضرت جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسند رشد و ہدایت کے صحیح وارث حضرت حافظ محمد صدیق رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ لہٰذا میں اپنے بعد انہی کو سجادہ نشین نامزد کرتا ہوں"۔ مگر ان کے وصال کے بعد حضرت حافظ الملۃ نے اپنے مرشد طریقت کے سجادہ مبارکہ پر متمکن ہونا ادب کے تقاضے کے منافی خیال

فرمایا اور جماعت کے ایک درویش خدامست حضرت میاں ابوبکر عرف سانول سائیں رحمۃ اللہ علیہ کو سجادۂ مشیخیت پر بٹھادیا۔ (جام عرفان)

عقیدۂ توحید آپ کے مزاج مبارک میں اس طرح راسخ تھا جس طرح کسی انسان کے جسم میں خون گردش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سالکین راہ حق کو کلمہ توحید کے ورد کی کثرت پر لگا دیتے تھے اور پھر آہستہ آہستہ یہ مبارک کلمہ ان کے وجودہ پر مکمل راج کرتا تھا۔ آج بھی اس مقدس درگاہ کی مبارک فضاؤں میں اس مبارک کلمہ کی کانوں میں رس گھولتی آواز برابر گونج رہی ہے اور حضرت حافظ الملت رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیضان جاری وساری ہے۔

حضرت حافظ الملت قدس سرہٗ نے **1258**ھ میں یہاں مستقل طور پر درگاہ قادریہ کی بنا رکھی۔ آپ نے بدی، بدعقیدگی اور جہالت کے خلاف عملی جہاد کیا۔ اور صوفیاء کے طریقہ قادریہ کی شمع روشن فرمائی جس کی روشنی آج بھی پوری آب وتاب کے ساتھ پورے ملک میں روحانی فیضان کو عام کررہی ہے۔

آپ کے فیض یافتگان کے نام گنوائے جائیں تو نہیں گنوا سکتے کہ ان کی تعداد تو تین لاکھ سے متجاوز ہے۔ لیکن دین پور کی خانقاہ کے شیخ اول حضرت خلیفہ غلام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کے باقاعدہ مرید، خلیفہ اور تربیت یافتہ تھے راسخ العقیدہ تھے اور ایک صالح بزرگ، اسی طرح امروٹ شریف کے خلیفہ تاج محمود امروٹی بھی آپ کے دست مبارک پر سلسلۂ عالیہ قادریہ کے وابستگان میں شامل ہوئے اور بیعت ہوئے۔ منازل سلوک طے کیں۔ خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ نامور ادیب وصحافی صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی مرحوم کے مطابق ''انگریزی استعمار کے خلاف مجسم تحریک، پیکر بغاوت اور شعلۂ جوالا مولانا عبیداللہ سندھی کو نور ایمان، ذوق عرفان اور جوہر ایقان حضرت حافظ الملتؒ کے قدموں میں بیٹھنے سے ملا''۔

جب مولانا سندھی آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ ''عبیداللہ نے ہم کو اپنا ماں باپ بنایا ہے''۔ مولانا سندھی کہا کرتے تھے کہ ''حضرت کے ان الفاظ کی تاثیر آج تک میرے

دل ودماغ میں موجود اور محفوظ ہے۔ میں انہیں اپنا دینی باپ سمجھتا ہوں اس لیے سندھ کو اپنا مستقل وطن بنایا۔ میں نے قادری طریقے میں آپ سے بیعت کی۔ اس کا یہ نتیجہ مرتب ہوا کہ بڑے سے بڑے آدمی سے میں مرعوب نہیں ہوتا''۔ (کابل میں سات سال...... مولانا عبیداللہ سندھی)

حضرت حافظ الملت حافظ محمد صدیق قدس سرہٗ کے لیے ہی مولانا عبیداللہ سندھی ''جنید وقت'' کے لقب کو شایان شان سمجھتے ہیں۔ متذکرہ بالا شخصیات سب کے سب حضرت حافظ الملت رحمہ اللہ تعالیٰ کے دامن کرم ہی کے ساتھ وابستہ تھے ان کے تربیت یافتہ تھے اور انہی کے عقائد ونظریات کے ساتھ نہ صرف متفق بلکہ انہی پر مکمل کاربند تھے ان کے معمولات بھی آپ کے معمولات کے عین مطابق بلکہ تابع تھے ان کے ہاں نہیں بلکہ ان کے انتقال کے بعد ان کے وابستگان یا ورثاء کے ہاں فکری تبدیلی ان لوگوں کے کچے ماحول کے نتیجہ میں رونما ہوئی۔ حضرت حافظ الملت رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیضان صرف وادیٔ مہران (سندھ) تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ شرق سے غرب تک اور عرب وعجم تک پھیلا۔ عراق کے خلیفہ محمد عمر شاہ ہوں یا وادیٔ بولان (بلوچستان) کے خلیفہ ابوالخیر، چشمہ والے۔ افغانستان کے خلیفہ عبدالرحمٰن کابلی ہوں یا جیکب آباد کے خلیفہ دل مراد خان (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سب کے ہاں آپ کے روحانی فیضان کا پرچم لہرا رہا ہے۔

آپ نے ہمیشہ انسانیت کی خدمت کی اور انسانیت کی خدمت ہی کا درس دیا اور بالآخر ۱۰ جمادی الآخر ۱۳۰۸ھ کو آج سے ۱۱۷ سال قبل واصل بحق ہوئے درگاہ قادریہ بھرچونڈی شریف تحصیل ڈہرکی ضلع گھوٹکی میں موجودہ سجادہ نشین حضرت امیر اہل سنت پیر میاں عبدالخالق قادری مرکزی امیر، مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کی براہ راست نگرانی میں آپ کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہوتا ہے جس میں دنیا بھر سے عقیدت مند شرکت کرتے ہیں۔ شریعت مطاہرہ کے مطابق نہایت پاکیزہ ماحول اس خانقاہ کی انفرادیت ہے اور یہ امر بھی قابل رشک ولائق تحسین بلکہ قابل تقلید ہے کہ اس مرکز علم وعرفان سے باقاعدہ طور پر تحقیق کا سلسلہ برابر جاری وساری ہے۔ وطن عزیز کی عظیم علمی وروحانی شخصیت حضرت پیر سید محمد فاروق القادری (سجادہ نشین شاہ آباد شریف) مدظلہ اور

دنیائے شعروسخن کے تاجدار علامہ ابو البیان میر الحیدری سہروردی زید مجدہٗ کی کوشش سے متنوع موضوعات پر علمی و تحقیقی اور سنجیدہ لٹریچر فروغ پا رہا ہے حضرت سجادہ نشین شیخ المشائخ امیر اہل سنت پیر میاں عبدالخالق قادری مدظلہ العالی کی نگرانی میں اس سب کچھ کے ساتھ ساتھ گذشتہ دو دہائیوں سے سالانہ ''حافظ الملت کانفرنس'' کا بہت اعلیٰ پیمانے پر انعقاد کیا جاتا ہے ملک بھر کے کونے کونے سے اہل علم و دانش اور اصحاب تحقیق و عرفان شرکت کر کے تحقیقی مقالات منظوم و منثور خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اگر ان مقالات و مناقب کی اشاعت کا اہتمام بھی کر دیا جائے تو یہ بہت بڑی دینی خدمت کے مترادف ہوگا۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اس مرکز کو آباد و سلامت رکھے اور حضرت حافظ الملت رحمہ اللہ تعالیٰ کے فیضان کو عام فرماتے۔ آمین۔

وادیٔ مہران کے عظیم روحانی مرکز، بھرچونڈی شریف میں حضرت حافظ الملتؒ کانفرنس 2004ء سے سجادہ نشین حضرت شیخ المشائخ پیر سائیں میاں عبدالخالق قادری دامت برکاتہم العالیہ کے لخت جگر اور نور نظر گرامی قدر

صاحبزادہ عبدالمالک قادری ''مجن سائیں'' حفظہ اللہ تعالیٰ

کا فکر انگیز اور روح پرور خطاب

بحمدہ تعالیٰ وتقدس وبصلاۃ وسلام محبوبہ الا نفس وآلہ الا جود والالطف واصحابہ الارحم والاقدس اما بعد فقد قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی کلامہ المجید اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم یا یھا النبی انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً صدق اللہ مولانا العظیم وبلغنا رسولہ النبی الکریم والامین۔

حضور مرشدی والدی المحترم سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھرچونڈی شریف وجمیع فقراء جماعت و قابل صد احترام اساتذۂ وضیوف الکرام ومشائخ اسلام وتمام شرکاء کانفرنس دامت برکاتکم العالیہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اس فقیر کے آج کے اس مقالے کا موضوع سراج منیر ہے برادران ملت وبزرگان امت! دائمی اور حقیقی آفتاب، آفتاب نبوت محمد ﷺ ہی ہے جس سے ہزاروں آفتاب مہتاب وجود میں آگئے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ سب آفتابوں اور چراغوں سے زیادہ روشنی آفتاب نبوت نے ہی کائنات کو بخشی ہے اس آسمانی سورج کا درجہ کمال بھی درجۂ زوال بھی طلوع بھی ہے اور غروب بھی ہے لیکن آفتاب مصطفوی وہ ہے جو درجۂ کمال تو رکھتا ہے لیکن زوال نہیں اور قیامت تک آفتاب نبوت محمدی کی روشنی میں اضافہ تو جاری وساری رہیگا مگر کمی ممکن نہیں (کلام الٰہی اس پر گواہ ہے) کقولہ تعالیٰ وللاخرۃ خیر لک من الاولی۔ اے محبوب ﷺ! آپ کے لیے آنے والی

ساعت پہلی ساعت سے بہتر ہے۔ یہی شان درحقیقت حقیقی سراج منیر کی ہے۔

قبل از ظہور پاک اہل عرب و وادی مکہ کی اخلاقی وروحانی زبوں حالی پر فطرت اشکبار تھی خدا شناسی سے کوسوں دور اور شعائر اللہ کی تکریم سے قطعی بے خبر استنجا سے بچا ہوا پتھر قابل پرستش سمجھا جاتا تھا، کعبہ معظمہ کا طواف ننگے ہو کر کرنا ان کا مردود و باعث شرم طریق، عبادت تھا۔ ظلم کی حالت یہ تھی کہ بچیوں کو زندہ درگور کرنا قابل فخر سمجھا جاتا عورت فقط تکمیل ہوس سمجھی جاتی تھی اور اسے حقوق سے بالکل محروم رکھا جانا باعث عار نہ تھا۔ اخوت، محبت نام کی کوئی شے نہ تھی قبائلی ونسلی آگ کا بھڑکتے رہنا معمول تھا گورے کالے میں نمایاں فرق ذاتی عصبیت کی بیماری میں مبتلا ایسے لاعلاج مرض سود خوری عام اور شب بھر مئے نوشی سے پورا معاشرہ مست (الا ماشاء اللہ) حماقت کو عبادت کا نام اور عابد کو معبود کا مقام دے دیا گیا تھا انسانیت کو ذلت کی تصویر بنا دیا گیا۔

آدم و اولاد خلیل ہر اعتبار سے پستی کی انتہا کو پہنچ چکی تو یکا یک آفتاب نبوت یعنی سراج منیر طلوع ہوتا ہے بت گر جاتے ہیں۔ بیوت اللہ مرکز تجلیات الہی اور صدر انبیاء کے مقام ظہور پر بحکم الہی صدر الملائکہ حضرت روح الامین عالم ملکوت کے مرکز عبادت بیت المعمور اور عالم دنیای کے بیت المقدس اور بیت اللہ پر جھنڈیاں نہیں بلکہ جھنڈے گاڑ دیتے ہیں۔ واضح رہے کہ جھنڈے قومی ایام یا سربراہ مملکت کی آمد پر اہم اہم ایوانوں، مکانوں پر گاڑے جاتے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آنے والا کتنا اہم ہے کیونکہ روئے کائنات پر ان مقدس مکانات سے باعتبار عظمت کوئی اور مقام مقدس نہ تھا۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیر ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

اس سے یقین ہوا حاصل کائنات آپکی ذات اقدس ہے اور آئندہ سکہ آپ کے نام کا چلے گا۔ انسانیت اپنے عظمت رفتہ پھر انہی کے نور سے حاصل کر سکے گی۔ سچائی وطہارت وپاکیزگی انہی کے دامن سے وابستہ ہونے پر مل سکے گی۔ بے کسوں کی دستگیری، بے بسوں کی حمایت انہی کے مشن کا حصہ ہو گا۔ آئندہ انتقام نہیں بلکہ عفو و درگذر کا دور دورہ ہو گا آپس کی سخت مزاجی اور سختی

(رحماء بینھم) کی رنگ میں رنگ جائیگی المختصر کہ ذرے آفتاب کو شرمندہ کرنے لگیں گے۔

اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کر دیا

طلوع آفتاب رسالت کے بعد وحی آسمانی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ تو رب العالمین جل مجدہٗ نے اپنے پاکیزہ کلام سے یوں مخاطب فرمایا، اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو گواہی دینے اور خوشخبری سنانے والا اور ہر وقت ہوشیار کرنے اور خدائی اذن سے داعی الی اللہ اور آفتاب، روشن کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اس میں جن خطابات وصفات سے آخری پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا انکے مطالب ومعانی کماحقہٗ بیان کرنے سے ذہن قاصر ہے، مگر خاص آخری دو لفظوں سراجا منیرا پر غور کرنے پر مقام ختمی مرتبت صلوٰت اللہ علیہ وسلامہ بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ آفتاب ہیں اور آفتاب عالمتاب! صدیوں کی جہالت وظلمت کو اس کی روشنی سے کافور کر دیا گیا، چشم فلک نے دیکھا کہ حضرت سلمانؓ پارس سے حضرت صہیبؓ روم سے حضرت بلال حبش سے حضرت اویسؓ قرن سے آکر اس آفتاب سے جو روشنی حاصل کی انکا یہ عالم تھا کہ وہ خود رشد وہدایت کے تابندہ و درخشندہ آفتاب بن گئے۔ تا قیامت اس آفتاب نبوت نے اپنے حسن اخلاق سے بداخلاقوں کو اخلاقی قوتوں کا امام اور جہالت زدہ انسانوں کو اپنے نور علم سے اور درس نظر سے اہل دانش و صاحبان عقل وخرد کا رہنما بنا دیا، عجیب انقلاب اور حیران کن تبدیلی ظہور میں آئی۔

کیا تو نے صحرا نشینوں کو یکتا
نظر میں، خبر میں، اذان سحر میں

ہم تمام پیغمبروں کا احترام کرنے والے اور انکی پیغمبری پر یقین رکھتے ہیں۔ مگر بقول قرآن پاک بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے، کہ آخری کامل انسانی سیرت ہونے کی حیثیت سے جو مقام ہمارے پیغمبر ﷺ کا ہے وہ دوسرے پیغمبروں کو حاصل نہیں یہی وجہ ہے کہ انکو آخری دائمی پیغمبر نہیں بنایا گیا، انکی سیرت کا مطلب ایک خاص وقت تک نمونہ دینا تھا، یوں تو ہر نبی بے شمار کمالات وصفات کا حامل بن کر دنیا میں آیا تھا مگر وہ صفات وکمالات ان میں

یکساں رونما نہیں ہوئے، بہت سے پیغمبر شاہد ہوئے اور بہت سے مبشر بن کر آئے اور کافی سے نذیر ہوئے اور وہ داعیِ حق کی منصب پر کامل اترے مگر وہ ہستی جو بہ یک وقت بے حساب کمالات کی مالک ہو جسکی ذات میں یہ سب صفات عملاً موجود ہوں وہ صرف اور صرف ہمارے پیغمبر ﷺ ہی ہیں۔ اس لیے کہ آپ ﷺ ہی اس کائنات کے آخری پیغمبر اور فیض قدرت کے آخری شہکار ہیں اور آسمان نبوت کے تا قیامت سیرتاً بھی اور صورتاً بھی سراج منیر ہیں۔

ولکل نبی فی الانام فضیلۃ — وجملتھا مجموعۃ لمحمد

اور بزبان فارسی

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچہ خوباں ہمہ دارند و تو تنہا داری

یہی نمایاں وجہ ہے کہ آپ کو صرف سراج نہیں بلکہ منیر بھی ساتھ بنایا گیا جس سے پتہ چلا کہ آپکا فیضان دائمی ہے جو کسی وقت کسی ایک قوم یا کسی مکان و زمان تک محدود و محصور نہیں۔ ہمارا ایمان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی بقاء لازم ہے اور اسی طرح ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ پیغمبر خدا کو بحیثیت خاتم الانبیاء اور سراج منیر دوام ثابت ہے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

لنا شمس وللافاق شمس — وشمسی خیر من شمس السماء

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقیدہ ہے کہ آسمانی آفتاب سے آفتاب نبوت بہتر و برتر ہے یہ اس لیے کہ آسمانی آفتاب دائمی روشن و تابندہ نہیں لیکن آفتاب نبوت دائمی روشن اور روشنی دینے والا ہے یعنی صرف سراج نہیں بلکہ منیر بھی ہے۔

یہ زمانہ رہتی دنیا تک سنائے گا زمانے کو — اذان انکی، قرآن انکا، مقام انکا، نشان انکا

حضور والدی المحترم دامت برکاتہم کے ظل عاطفت میں بہ برکات فیوضات جنید العصر حضرت حافظ الملت قدس سرہٗ العزیز اور ان کی یاد میں منعقدہ اس کانفرنس کے انوار کے صدقہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب اہل اسلام کو اس آفتاب عالمتاب سراج منیر ﷺ کے فیضان بے حساب سے معمور فرمائے۔ لسانی وگروہی سوچ کی بجائے ملۃ واحدۃ، امۃ مسلمہ کے رنگ میں

رنگ دے (آمین)۔

محترم بزرگو..........

آخر میں مرحوم نواب امیر عثمان علی خان (والیٔ حیدر آباد دکن ہند) کی طرف سے جو گلہائے عقیدت اس بارگاہ عالیہ سراج منیر میں پیش کیے گئے ہیں، یہ فقیر بھی وہی بطور ہدیہ نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر کے اپنے اس طویل مضمون کو (جو اہل علم کی اس عظیم محفل میں سمع خراشی سے کم نہیں) سمیٹتے ہوئے اور سیدنا حضور حافظ الملت رحمہ اللہ کی یاد میں منعقدہ اس مقدس و بابرکت کانفرنس کے تمام شرکاؤ فقراء جماعت سے بالعموم اور مہمانان گرامی قدر حضرات اساتذہ و مشائخ کرام و علماء و ادباء، قراء و فصحاؤ شعرائے باوقار اور پھر اپنے والدی المرشدی المحترم ادام اللہ ظلہم زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضور بھرچونڈی شریف سے بالخصوص بصد معذرت و آداب و دعائے خیر کی طلب سے ملتجی اجازت ہوتا ہوں اس امید کے ساتھ کہ یہ تمام بزرگ ہستیاں اپنے اس کم علم فقیر برخوردار طالب علم کی کسی بھی اس محفل میں علمی کمزوری پر صرف نظر اور پردہ پوشی کی رسم درویشانہ سے کام لیتے ہوئے ہمیشہ اصلاح کی دعاؤں سے نوازیں گے شکریہ...... ؎ ایں کار از شما آید و بزرگاں چنیں کنند

کریماں کہ اندر کرم بالا ترند
عزیزاں پرورند و چناں پرورند

مرحوم والی حیدر آباد دکن (ہند) کے یہ ہیں وہ گلہائے عقیدت، سنیے اور ذوق حاصل فرمائیے۔

قوسین چوں گویم ابروئے مصطفیٰ را — از طاعت الٰہی دیدم جمال احمد
مازاغ گفتہ ایزد آں چشم حق نمارا — واز حب مصطفائی دریافتم خدارا
اے خسرو حسیناں اے شاہ نازنیناں — تاج کج کلاہاں اے سلطان دیں پناہاں
روشن کن از تجلی کاشانہ گدارا — برحال زار عثماں چشم کرم خدارا

سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین......(والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ)

اس مادرِ علمی سے ابتک ڈیڑھ سو طلبہ اور چھ طالبات قرآن مجید حفظ کر چکی ہیں

جامعہ رضویہ قمر الاسلام اور اس کی کارکردگی

ماہ رمضان کے فوراً بعد تجوید و قرأت اور درس نظامی کی کلاسوں کا اجراء کیا جا رہا ہے

تحریر...... محمد فاروق اعظم سیالوی

الحاد و بے دینی کے اس پرفتن اور پر آشوب دور میں احقاق حق اور ابطال باطل کے فرائض کو سر انجام دینا نہایت سعادت مندی ہے۔ یہی وہ دور ہے جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پیغمبر امن و رحمت ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی میری ایک سنت کو زندہ کرے گا سو شہیدوں کا ثواب پائے یوں تو تاجدار عرب و عجم ﷺ کی سنت مقدسہ زندگی کے ہر شعبے میں ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ لیکن تعلیم و تعلم کے حوالے سے دینی درس و تدریس ہمارے محبوب کریم ﷺ کی بڑی سنت ہے۔ اس سنت کے احیا کے لیے شہر خوشاب میں ایک درس گاہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کا افتتاح ۲۴ نومبر ۱۹۹۱ کو حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد اشرف سیالوی (سیال شریف) اور جامعہ محمدیہ غوثیہ لاہور کے پرنسپل علامہ حافظ خان محمد قادری کے درس قرآن مجید سے ہوا۔ جس میں مرحلہ وار علوم اسلامیہ کی تعلیم شروع ہو چکی ہے۔ ابتدائی طور پر حفظ و ناظرہ قرآن مجید، دوسرے شعبہ میں درسِ نظامی، ادیب عربی اردو فاضل، عربی فاضل کے کورس کے علاوہ پرائمری سے ایف، اے تک مفت تعلیم۔

تحصیل علم کے ساتھ ساتھ طلبہ کی اخلاقی، روحانی تربیت ادارہ کا خصوصی امتیاز ہے۔ بیرونی طلبہ کے لیے رہائش، خورد و نوش اور علاج معالجہ کا انتظام بذمہ ادارہ ہے۔ آیئے! ہدایت و علم کے راستے میں، بدی اور جہالت کے خلاف عَلَم جہاد بلند کریں اور علم کے چراغ روشن کر کے ہر طرف نور اجالا کر دیں۔

جامعہ کے تدریسی نظام کو بہتر بنانے کے لیے استاد موجود ہیں۔ جبکہ تجوید و قرأت کے لیے ایک تجربہ کار قاری صاحب کا انتظام کیا گیا ہے۔ بیرونی طلباء کے لیے قیام و طعام کا بہترین انتظام

موجود ہے۔

جامعہ رضویہ قمر الاسلام خوشاب کے قواعد و ضوابط طلباء کے داخلے کی شرائط یہ ہیں۔

(۱) طالب علم پر شعائر اسلام اور ارکان دین پر کاربند رہنا لازمی ہوگا (۲) اساتذہ کا احترام لازمی ہوگا (۳) طالب علم کو کسی دوسرے طالب علم سے کوئی شکایت ہو تو کسی استاد یا ناظم اعلیٰ سے رجوع کرنا ہوگا (۴) کسی امر کے متعلق گھر والوں کو ملوث نہ کرے گا جبکہ جامعہ میں ہی اس کا ازالہ ہو جائے گا (۵) داخلہ کے وقت طالب علم کے ساتھ سرپرست یا والدین کا ہونا ضروری ہوگا (۶) اوقات تدریس میں مکمل وقت کلاس میں رہنا لازمی ہوگا (۷) طالب علم کا کوئی رشتہ دار یا عزیز دوران تدریس طالب علم سے نہ مل سکے گا (۸) طالب علم کے لیے تعلیمی سیشن مکمل کرنا ہوگا۔ تربیتی نشست میں حاضری ضروری ہوگی۔

داخل شدہ طلباء کیلئے قواعد و ضوابط یہ بنائے گئے ہیں۔ (۱) بوقت افتتاح تدریس و حاضری ہر طالب علم کا موجود ہونا لازمی ہوگا۔ (۲) بیرونی طلباء کے لیے بوقت طعام جامعہ میں رہنا لازم ہو گا۔ (۳) نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہوگا۔ (۴) اسباق کے اختتام پر ایک گھنٹہ دینی کتب کا مطالعہ کرنا لازمی ہوگا۔ (۵) طالب علم ایک ماہ میں صرف دو چھٹیاں کر سکے گا۔ جس کے لیے ادارہ کے ناظم اعلیٰ کو درخواست دینا لازمی ہوگا۔ (۶) بعد از نماز عشاء ایک گھنٹہ پڑھائی ہوگی اور پڑھائی کے بعد طالب علم جامعہ سے باہر نہ جا سکے گا۔ (۷) جو طالب علم چھ دن سے زیادہ غیر حاضر ہوگا۔ اس کا نام جامعہ سے خارج کر دیا جائے گا۔ قواعد و ضوابط کی پابندی نہ کرنے پر طالب کو جامعہ سے فارغ کر دیا جائے گا۔ (ہفتہ میں دو دن پیر اور جمعرات کو صفائی کرنا لازمی ہوگا۔ (۸) مقیم طلباء پر لازم ہوگا کہ کمرہ سے نکلتے وقت بلب، ٹیوب یا پنکھا بند کر دیں۔

ہمارے اساتذہ کیلئے بھی شرائط مثلاً

(۱) اساتذہ کو شعائر اسلام و ارکان اسلام کا پابند ہونا ضروری ہوگا۔ (۲) دوران تدریس کسی دوست یا عزیز سے بلا ضرورت ملاقات نہ کرینگے۔ (۳) طلباء کی تربیتی نشست کا اہتمام کریں

گے۔(۴) ایک ماہ میں ہر استاد کو دو چھٹیاں ہوں گی۔ البتہ ہنگامی صورت میں زیادہ چھٹیوں کے لیے ناظم اعلیٰ سے رجوع کریں۔

ناظم اعلیٰ کے اپنے فرائض یہ ہیں۔

(۱) ناظم اعلیٰ اساتذہ اور طلباء کے قیام و طعام و دیگر سہولیات مہیا کرنے کا پابند ہوگا۔(۲) جامعہ کے نظام پر ہر وقت نظر رکھے گا اور ہر قسم کی خامیوں کا ازالہ کرنے کے لیے تمام کوششیں بروئے کار لائے گا۔(۳) طلباء کی تربیت کے لیے پندرہ روزہ ٹیسٹ لے گا اور طلباء کی کارکردگی رپورٹ والدین یا سرپرست تک پہنچائے گا۔(۴) طلباء کی تعلیم و تربیت کے لیے اساتذہ کی راہنمائی کرے گا۔(۵) کسی استاد یا طالب علم کو قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی پر وارننگ دے گا۔ بصورت دیگر جامعہ سے خارج کرنے کا مجاز ہوگا۔

دوسرا وقت: اوقات تدریس موسم گرما میں: صبح ۷ بجے تا ۱۱ بجے دن جبکہ موسم سرما میں: صبح ۸ بجے تا ۱۲ بجے دن ۱۱ تا ۱۲ بجے دن مطالعہ دینی کتب، بعد ازاں ۲ بجے تک آرام، بعد از نماز ظہر تا نماز عصر نظر ثانی، بعد از نماز عصر تا مغرب........وقفہ، بعد از نماز مغرب........طعام، بعد از نماز عشاء ایک گھنٹہ پڑھائی۔

اس وقت ادارہ میں حفظ و ناظرہ کے تین اساتذہ کرام تدریسی فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن میں قاری عمر فاروق، قاری محمد انور شاکر اور قاری غلام رسول نعیمی شامل ہیں محترم قاری غلام رسول نعیمی صدر مدرس کے عہدہ پر بھی فائز ہیں۔ کل 140 طلبہ ہیں جن میں سے 45 طلبہ کی اقامت، طعام اور علاج معالجہ وغیرہ کا مدرسہ کفیل ہے اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تجوید و قراٰت اور درس نظامی کی باقاعدہ کلاسوں کا اجراء اس سال عید الفطر کے بعد کر دیا جائے گا۔ الحمد للہ ادارہ باقاعدہ طور پر تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے ساتھ ملحق ہے اب تک ڈیڑھ سو طلبہ اور چھ طالبات قرآن مجید حفظ کر چکے ہیں جبکہ ناظرہ قرآن کریم پڑھنے والوں کی تعداد کا شمار نہیں۔

جامعہ رضویہ قمر الاسلام خوشاب میں سالانہ جلسہ دستار فضیلت حضرت مولانا دلدار حسین رضوی

کی زیر صدارت منعقد ہوا جسمیں تنظیم الاعوان پاکستان کے سربراہ الحاج ملک محمد بشیر اعوان مہمان خصوصی تھے شجاع آباد سے نامور دینی سکالر اور انجمن طلبہ اسلام کے سابق مرکزی صدر علامہ محمد اقبال اظہری کے علاوہ ضلع خوشاب کے نامور سکالر اور ماہر تعلیم علامہ صاحبزادہ پروفیسر محمد ظفر الحق بندیالوی خطاب کے لیے تشریف لائے ملک کے نامور قاری اور نعت خوان پروفیسر قاری محمد مشتاق انور نے تلاوت قرآن کریم اور بارگاہ نبوی میں گلہائے نعت سے حاضرین کے قلوب کو روشن کیا ہماری دعا ہے کہ اللہ کرے علم کا یہ چراغ روشن رہے اور مولانا دلدار حسین رضوی کی زیر نگرانی اہل علاقہ ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عہد رفتہ کی بہترین یادگار

الحاج بشیر احمد خان......لاہور

حضرت بابا جی پیر سید طاہر حسین شاہ قدس سرہٗ سے میری پہلی ملاقات 90-89ء میں ہوئی اور پھر یکے بعد دیگرے مختلف اوقات میں پندرہ یا سولہ ملاقاتیں کرنے کا موقع ملا دو مرتبہ جوہر آباد بھی حاضر ہوا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے میں نے جو محسوس کیا انہیں حضور ﷺ سے بڑی محبت تھی شرقپور شریف کے حوالے سے طریقت میں ہمارا اور ان کا ایک ہی سلسلہ تھا۔ البتہ ان کا تعلق گولڑہ شریف میں بھی تھا۔ وہ دلوں پر تصرف رکھتے تھے اس طرح کا ایک واقعہ، ہمارا دوست علی اشرف خود بھی سناتا ہے کہ پاک پتن شریف میں بابا جی علیہ الرحمہ کے ہمراہ عرس مبارک میں حاضری ہوئی۔ تو ایک شخص غالباً کسی دوسرے مکتبہ فکر سے متعلق تھا اس نے ''بہشتی دروازہ'' پر اعتراض کرنا شروع کر دیئے۔ میں (علی اشرف) اس سے بحث کرتا رہا مگر وہ کچھ نہ مانا۔ بابا جی نے فرمایا اس کو ادھر لاؤ۔ وہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ فلاں دن تمہاری ہمسایہ عورت نے تمہیں جوتیاں کیوں ماری تھیں؟ حالانکہ اس دن بابا جی کی خدمت میں وہ ابھی آ کر بیٹھا تھا اس پر وہ سخت نادم اور شرمندہ ہوا اور جان چھڑا کر بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔

بابا جی بتاتے تھے کہ میں تھانہ بھون میں مشہور دیوبندی عالم مولانا اشرف علی تھانوی کے پاس کئی مرتبہ گیا ان کے بڑے بھائی اکبر علی انگریزی حکومت میں سی آئی ڈی کے ملازم تھے ان سے بھی کئی مرتبہ وہیں ملاقات ہوئی۔ حضرت بابا جی، مولانا تھانوی کی طرف سے اس واقعہ کے بھی عینی شاہد تھے جب 1921ء میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی رحلت کی خبر پا کر مولانا تھانوی نے اعلیٰ حضرت کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کرائی تھی اور جب کسی نے کہا کہ وہ تو آپ کو کافر کہتے تھے اور آپ ایصال ثواب کروا رہے ہیں تو مولانا تھانوی نے اسے یہ کہہ کر چپ کرایا کہ ''وہ عشق رسول ﷺ کی بنیاد پر ہمیں کافر کہتے تھے اگر ہماری عبارات کو گستاخانہ سمجھتے ہوئے بھی ہمیں کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے'' حضرت بابا طاہر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ عہد رفتہ کی بہترین یادگار تھے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی قبر کو روشن فرمائے۔ آمین

حمد و نعت

اللہ ہو ، اللہ ہو ، اللہ ہو

تو کسی جا نہیں اور ہر جا ہے تو — تو منزہ مکاں سے مبرہ ز سو
علم و قدرت سے ہے ہر جا تو کو بہ کو — تیرے جلوے ہیں ہر ہر جگہ اے عفو

اللہ ہو ، اللہ ہو ، اللہ ہو

قلب کو اس کی رویت کی ہے آرزو — جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر سو چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سبحنہٗ — عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو

اللہ ہو ، اللہ ہو ، اللہ ہو

سارے عالم کو ہے تیری ہی جستجو — جن و انس و ملک کو تری آرزو
یاد میں تیری ہر ایک ہے سو بہ سو — بن میں وحشی لگاتے ہیں ضربات ہو

اللہ ہو ، اللہ ہو ، اللہ ہو

(حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان)

☆☆☆☆☆☆☆☆

غم محشر سے ہوں آقا ﷺ بہت ترسیدہ ترسیدہ — کرم فرماؤ، ہوں میرے گناہ بخشیدہ بخشیدہ
ترے جلووں کی تابانی زمینوں آسمانوں میں — وہ کیا دیکھیں بھلا جو لوگ ہیں بے دیدہ بے دیدہ
تعالیٰ اللہ عجب ہیبت ہے دربار مقدس کی — شہنشاہان عالم ہیں جہاں لرزیدہ لرزیدہ
مشرف جو زیارت سے ہوئے ان کا تو کیا کہنا — کروڑوں ان پہ قرباں ہو گئے نادیدہ نادیدہ
ہوئے سب منکشف سرکار پر اسرار سربستہ — جو اب تک چشم عالم سے رہے پوشیدہ پوشیدہ
خدا شاہد یہ تیری تابش رخ کی عنایت ہے — فلک پر ہیں شمس و قمر تابیدہ تابیدہ
ترا پروردہ لطف و کرم اے! خواجۂ عالم ﷺ — بھلا میدانِ محشر میں ہو کیوں لغزیدہ لغزیدہ
تمنا ہے فقیرِ بے نوا کی تادمِ آخر — ترے جلوے رہیں پیشِ نظر رخشیدہ رخشیدہ

(مولانا صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی)

اظہار خیال

وادیٔ جموں وکشمیر کے عظیم روحانی پیشوا، نامور سیاستدان مجاہد کشمیر

حضرت پیر **محمد عتیق الرحمن** دامت برکاتہم العالیہ

کہتے ہیں

قادیانیت کا منحوس پودا کاشت کرنے والی خبیث پاور اب اس کی پشت پناہی کر رہی ہے

رپورٹ......ملک محبوب الرسول قادری

جمعیت علماء آزاد جموں وکشمیر کے بانی سربراہ، درگاہ عالیہ ڈھانگری شریف کے سجادہ نشین اور آزاد کشمیر اسمبلی کے منتخب ممبر علامہ پیر محمد عتیق الرحمٰن نقشبندی مجددی نے کہا ہے کہ پاکستان، برصغیر کے مسلمانوں کی طویل جدوجہد سے حاصل کیا گیا تھا دسویں صدی ہجری میں امام ربانی حضرت مجدد الف الثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ نے اکبر اور جہانگیر کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر کے دوقومی نظریے کی بنیاد رکھی اسی کی پاداش میں علامہ فضل حق خیر آبادی کو کالے پانی کی سزا انگریز راج نے سنائی تھی لیکن حضرت کے پائے استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی تھی۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے اپنے دورۂ لاہور کے موقع پر پی سی ہوٹل میں ملاقات کرنے والے مختلف وفود سے بات چیت کرتے ہوئے کہا۔ ان کے ہمراہ علامہ محمد معروف، آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کنور شریف (وادیٔ نیلم) مظفر آباد آزاد کشمیر کے مولانا صاحبزادہ فیض الرسول رضا نورانی اور مولانا محمد شعیب خان ہزاروی نورانی بھی تھے۔ حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن نے کہا کہ پاکستان دوقومی نظریے کی بنیاد پر وجود میں آیا ہے اور اب اس خطے میں اس نظریے کے نفاذ پر وہ توجہ نہیں دی جا رہی جو اس نظریے کا اصل مقصد ہے اور جس کا یہ مستحق ہے قیام پاکستان کے بعد کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کے دوران قائداعظم سے جب سوال پوچھا گیا کہ اس ملک میں آپ کون سا قانون نافذ کریں گے

انہوں نے کہا کہ وہ قانون تو نافذ کیا جائے گا جو چودہ سو سال پہلے حضور ﷺ نے دیا تھا۔

اب انہوں نے کہا بدقسمتی پاکستان میں اسلام دشمن قوتوں کے اشاروں پر بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے کوشش کی جا رہی ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان مضبوط ہوگا تو ملت اسلامیہ کی بنیادیں مزید مضبوط ہوں گی۔ یہاں کمال اتاترک کے وضع کردہ نظام، کمیونزم اور شوشلزم یا کسی بھی ایسے نظام کے نفاذ کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ یہاں صرف اور صرف نظام مصطفےٰ ﷺ کا نفاذ عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ پیر محمد عتیق الرحمٰن نے کہا کہ حدود آرڈیننس اور توہین رسالت کے قانون کو بدلنے کے لیے جو اشارے مل رہے ہیں اس کے سبب پوری ملت اسلامیہ اضطراب میں ہے امریکہ، برطانیہ اور دیگر ممالک کو گوارا نہیں ہے کہ ان کے ملک کے داخلی معاملات میں کوئی باہر سے مداخلت کرے ہمیں بھی یہ کسی صورت گوارا نہیں ہے کہ ہمارے ملک کے داخلی معاملات میں اور وہ بھی حدود آرڈیننس اور توہین رسالت جیسے حساس قوانین میں جو ہمارے ایمان کا حصہ ہیں ان میں کوئی مداخلت کرے ہم اس کی کبھی کسی کو اجازت نہیں دے سکتے اور کسی نے جب بھی ان قوانین کو بدلنے کی کوشش کی وہ اپنی عاقبت اور آخرت کو خراب کرے گا امت مسلمہ کے اندر اس وقت مکمل اتحاد و اتفاق کی ضرورت ہے مختلف ایجنسیوں کی اطلاعات کے مطابق مسلمانوں کی تعداد ایک ارب پچیس کروڑ سے زیادہ ہو چکی ہے اس بڑی تعداد کے خلاف مسلمانوں کے دشمن طرح طرح کے منصوبے بنا رہے ہیں ان منفی منصوبوں کو ملیا میٹ کرنے کے لیے تمام مسلمان ممالک کو مل کر ایک ''اسلامی بلاک'' کی بنیاد رکھنی چاہیے اگر ایسا کر لیا گیا تو وہ اسلامی بلاک دنیا کی سب سے بڑی پاور ثابت ہوگا یہود ہنود ہم سے کبھی مخلص سے تھے نہ کبھی ہونگے یہ سچ ہے شر سے خیر کی توقع رکھنے والے احمقوں کی دنیا میں بستے ہیں آج مسجد اقصیٰ بیت المقدس، کشمیر، عراق، افغانستان، بوسنیا، چیچنیا اور دیگر متعدد مقامات پر مسلمانوں کو ہراساں کیا جا رہا ہے اس کے پیچھے یہودی لابی کا بڑا کردار ہے۔

انہوں نے کہا عالمی امن اور انسانی حقوق کے علمبرداران مظالم پہ بالکل خاموش ہیں جس سے

ان کی اسلام دشمنی واضح طور پر سامنے آتی ہے اسلامی ممالک کے اتحاد و اتفاق کے لیے حکومت پاکستان کو کردار ادا کرنا چاہیے کیونکہ یہ ملک اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا۔ تحریک آزادی کشمیر میں گذشتہ کئی عشروں میں ایک لاکھ فرزندان توحید جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ آج سے نصف صدی قبل اقوام متحدہ نے کشمیری عوام کا حق خود ارادیت تسلیم کیا تھا۔ لیکن بھارت کا ظلم و تشدد کشمیریوں پر آج بھی جاری ہے اور وہ انہیں حق خود ارادیت دینے پر تیار نہیں ہیں۔ مسئلہ کشمیر پر تین بڑے فریق ہیں۔ پاکستان، ہندوستان اور کشمیری کشمیری عوام بنیادی فریق ہیں اور انہیں نظر انداز کر کے جو بھی فیصلہ کیا گیا اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ حکومت پاکستان کو اپنی کشمیر پالیسی کو نہ صرف قائم رکھنا چاہیے بلکہ اسے بھرپور اور منظم طریقے سے آگے بڑھانا چاہیے۔ پیر صاحب نے زور دے کر کہا کہ ایک بہت بڑی سازش کے تحت آزاد کشمیر میں مرزائیوں کی سرگرمیاں بڑھ رہی ہیں اور ضلع کوٹلی کے کچھ مقامات پر وہ سرعام لاؤڈ سپیکر کے استعمال کی کوشش کرتے ہیں یہ مسئلہ کشمیر اور ملکی استحکام کے خلاف بہت بڑی سازش ہے اور جس خبیث پاور نے مرزا قادیانی کا پودا کاشت کیا تھا وہی آج مرزائیوں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کا اور قادیانیوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے یہ عقیدہ رکھنے والے کہ حضور ﷺ کے بعد اگر کوئی نبی آ جائے تو آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یا یہ عقیدہ رکھنے والے کہ مرزا قادیانی نبی ہے ہمارے نزدیک یہ سب کافر ہیں اور پاکستان کی پارلیمنٹ کا تاریخی فیصلہ ایک نشان منزل ہے پیر صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی دوبار مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی ہے اور اس وقت ان کی ریشہ دوانیوں کو ناکام بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ یہ سلسلہ اگر جاری رہا تو آزادی کشمیر اور ملکی استحکام کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔

پیر محمد عتیق الرحمن نے کہا کہ صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف سے میری اب تک ۱۲ ملاقاتیں ہوئی ہیں اور دوران گفتگو میں نے ان کو کشمیر پالیسی پر نہایت مضبوط پایا ہے لیکن میں ان کو ایک بار پھر یہ تجویز دیتا ہوں کہ کشمیر کے مسئلہ پر جب بھی کوئی بات ہو کشمیری قیادت کو اعتماد میں لیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ جنرل ضیاء الحق سے لے کر جنرل مشرف تک اکثر حکمران جب بھارت کے

دورے پر جاتے یا مذاکرات کرتے تو سب سے پہلے ہم سے ان کے مذاکرات ہوتے رہے ہیں اور وہ خود ہمیشہ مذاکرات کرتے رہے ہیں۔ آئندہ جب بھی بھارت سے مذاکرات کیے جائیں مسئلہ کشمیر کے حل کے لیے ضرور بات ہونی چاہیے اور اس مسئلہ کو ہمیشہ سرفہرست رکھا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو میں اس کو شہدائے کشمیر کے خون سے غداری قرار دوں گا۔

انہوں نے کہا کہ اسی طرح خواتین کے جو وفد انڈیا سے بھارت آ رہے ہیں جا رہے ہیں یہ غلط ہے یہ کشمیریوں کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے کنٹرول لائن کو ہم اب بھی کنٹرول لائن ہی سمجھتے ہیں اس کو مستقل سرحد کی لائن کی حیثیت کبھی حاصل تھی نہ ہے نہ مسئلہ کشمیر کے حل تک حاصل ہوگی اور اس قسم کے اقدامات سے تحریک آزادی پر غلط اثرات مرتب ہو سکتے ہیں میں مقبوضہ کشمیر کے راستے کھولنے کے حق میں ہوں اور تاہمیں ریاست کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں آنے جانے کی اجازت عام ہونی چاہیے اور اس سلسلہ میں ویزہ کی پابندی درست نہیں ہے اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں ویزہ کی پابندی بالکل ایسا ہی ہے جیسے لاہور سے قصور یا گوجرانوالہ جانے کے لیے ویزہ کی پابندی لگا دی جائے ہمارے نزدیک اس کے لیے ریاست کی رہائش کا سرٹیفکیٹ ہونا کافی ہے۔ ہم مظفر آباد سے سری نگر بس چلانے کے حق میں ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں جدوجہد کرنے والے ایک ایک فرد ایک ایک گروہ سب کو درست سمجھتا ہوں۔ انہیں چاہیے کہ وہ باہمی اختلافات خود دور کر لیں۔

پیر آف ڈھانگری شریف نے مزید کہا کہ بھارت مسئلہ کشمیر میں کبھی سنجیدہ نہیں رہا۔ سانپ سے دوستی رکھنے والا ہمیشہ خطرے میں ہوتا ہے۔ بھارت سے مجھے کوئی زیادہ خیر کی توقعات نظر نہیں آ رہی ہیں۔ اس نے ماضی میں جو کشمیریوں میں ظلم کیا ہے اگر تاریخ کے مظالم جمع کیے جائیں تو بھارت کے مظالم زیادہ ہوں گے۔ انہوں نے بڑے وثوق سے کہا کہ مجھے ہندوستان کے اندر آٹھ دس پاکستان نظر آ رہے ہیں۔ جب وہ بنیں گے تو سانپ خود مر جائے گا اور انشاء اللہ ہم اپنی زندگی میں وہاں پاکستان بنتے دیکھیں گے۔

میرے کشمیر تجھے جنت نظیر کہتے ہیں
گناہ گار کوئی جنت میں جا نہیں سکتا

مصنوعی دور میں حقیقی انسان

حضرت بابا سید طاہر حسین شاہ

پروفیسر سید احمد سعید ہمدانی کی زندہ و جاوید تحریر

مجھے اہل اللہ کی زیارت کا شوق ہے ۔۔۔۔

کچھ مدت پہلے کسی نے مجھے کہا: "آپ کبھی بابا طاہر شاہ سے بھی ملے ہیں؟"

میں نے کہا: نہیں' اور پوچھا وہ کہاں رہتے ہیں؟

بتایا "کہ وہ تو پھرتے رہتے ہیں۔ اتفاقاً" کسی کو خبر ہو جائے کہ فلاں جگہ ہیں تو مل سکتے ہیں۔" میں نے سوچا کہ اگر ایسے ہیں' پھر تو ان سے ملنا مشکل ہے۔ اتفاقاً "ہمارے ایک عزیز (سید افتخار حسین ہمدانی) ان کے عقیدت مند ہو گئے' ان سے ملنا ہوا تو انہوں نے بتایا کہ بابا جی آج کل جوہر آباد میں مقیم ہیں۔ گو ادھر ادھر آتے جاتے رہتے ہیں مگر انہوں نے جوہر آباد میں ڈیرہ جما لیا ہے۔ وہاں پر ان کے آنے جانے کے بارے میں پتہ کر کے ان سے ملا جا سکتا ہے۔

کچھ دن ہوئے' وہ عزیز کسی کام سے نوشہرہ آئے تو خبر دی کہ آج بابا جی جوہر آباد میں ہیں اور ان سے ملا جا سکتا ہے۔

ایک دو گھنٹے کے سفر کے بعد ہم بچوں سمیت بابا طاہر شاہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ سن رسیدہ بزرگ (عمر نوے سال)' ساٹھ ستر سال سے زیادہ کے نظر نہیں آتے۔ داڑھی میں ابھی تک کالے بال باقی ہیں۔ جسم نہ بہت لاغر نہ فربہ' لباس سفید' تہبند' کرتا اور سفید کپڑے کی ٹوپی' چال ڈھال درویشانہ' انداز گفتگو فقیرانہ

ہم نے حضرت سلطان باہوؒ کا رسالہ "روحی" بمع شرح پیش کیا تو اس کے اوراق الٹ پلٹ کے دیکھنے لگے مگر ہم سمجھ رہے تھے کہ وہ اسے پڑھ رہے تھے' اپنے انداز میں جانچ رہے تھے اور اس الہامی رسالہ سے نکلنے والی غیر مرئی شعاعوں کو انگلیوں

سے چھو رہے تھے' دیکھ رہے تھے' دیکھتے جاتے تھے اور مہربان ہوتے جاتے تھے اور مہمان کے اکرام میں مبالغہ کرتے جا رہے تھے۔

پھر انہوں نے اس فقیر کو اس قابل سمجھا کہ کچھ منتشر اوراق نکالے جن پر ان کے ابیات لکھے ہوئے تھے۔

خود پڑھے اور مجھ فقیر سے پڑھوائے۔ میں نے ان میں صوفیانہ کلام کی جھلکیاں دیکھیں تو سمجھ گیا کہ اس کلام میں پنجابی زبان کے کلاسیکل صوفی شعراء کی ساری خصوصیات موجود ہیں۔ انہوں نے بظاہر لاپرواہی کے ساتھ وہ اوراق میرے حوالے کئے اور کہا کہ جا کر ان کی شرح لکھئے۔ میں نے نیاز مندی کے ساتھ ان کے فرمان کو قبول کیا۔

ہم جب اٹھے تو انہوں نے خانقاہ میں آئے ہوئے نذرانوں سے ہمیں لاد دیا۔ بچوں کے لئے سو سو کے نوٹ' مٹھائیاں' چند صوفیانہ گفتگو رہی اور پھر بہت سے حوصلہ افزا توصیفی کلمات کے ساتھ رخصت کیا۔ من جملہ اور باتوں کے یہ دو مصرعے فی البدیہہ ارشاد فرمائے:

اک دو دی گل اک پاسے' نوشاہیاں نوشہرے نوں بخشیاں نیں

ویکھ خلوت اس گھر دی' ولائتاں جاندیاں راہیاں نوں بخشیاں نیں

(ایک دو کی بات تو رہی ایک طرف' نوشہرے کو نو بادشیاں بخش دیں۔ اس گھر کی خلوت دیکھو' راہ جاتے مسافروں کو ولائتیں بخش دیں)

یہ تھی ہماری پہلی ملاقات بابا طاہر شاہ صاحب (دامت برکاتہ) کے ساتھ۔۔۔۔ اگرچہ اس کے بعد صرف ایک آدھ اور ملاقات ہوئی ہے مگر اس دوران فقیر شاعر بابا طاہر شاہ کے ساتھ ایک الگ سطح پر ایک دوسرے ہی عالم میں روزانہ ملاقاتیں رہیں اور دن رات میں کئی بار۔۔۔۔۔۔ ابیات کی کائنات میں' حمد و مناجات کے وقت' نعت گوئی کی محفل میں' مناقب حضرت غوث الاعظمؓ کے بیان کی مجلس میں' ساقی کے میکدہ میں' غرضیکہ پورے سال کے بارہ ماہ کے تمام موسموں میں۔۔۔۔۔۔ بابا طاہر شاہ اپنی پوری روحانی باطنی آب و تاب کے ساتھ ہمارے سامنے رہے۔ وہاں جہاں ذوق و شوق و سوز و ساز تھا' وجد و حال تھا' ہجر و وصل کے قصے تھے اور مردان کامل کے تذکرے۔

یہ بابا طاہر شاہ کی اصل شخصیت تھی جس سے مجھے شناسائی کا شرف حاصل ہوا۔ اس عرصے میں بابا جی کے سوانحی حالات بھی کچھ معلوم ہوئے جو ان کی خانقاہ کے ایک نوجوان درویش نصر اللہ نے سنے اور دو چار اوراق میں لکھ ڈالے۔

حالات زندگی

بابا جی کے ان ملفوظات کے مطابق ان کا سن پیدائش 1904ء عیسوی ہے۔ گویا اس وقت "الکھ نگری" (1) اور "شہاب نامہ" (2) کے فیض رساں درویش کی طرح "نوے سالہ نوجوان فقیر" ہیں۔

ان کے آباؤ اجداد بخارا سے براہ ترمذ و مکران اوچ شریف ضلع بہاولپور میں آ کر مقیم ہے۔ اس لحاظ سے آپ بخاری سادات میں سے ہیں۔ وہاں سے خاندان کے افراد نقل مکانی کرتے رہے۔ ایک شاخ کے لوگ موضع پتن پور تحصیل چونیاں ضلع قصور (پنجاب) میں آ بسے۔ لیکن آپ کے والد جو اپنے وقت کے معروف طبیب اور صوفی تھے، قصور سے بارہ میل جانب شمال واقع ایک گاؤں الگوں چلے آئے (اب یہ گاؤں انڈیا میں واقع ہے اور اس کے باشندے پاکستان میں تحصیل و ضلع قصور کے ہی ایک گاؤں ہندال میں سکونت پذیر ہیں) وہیں بابا جی پیدا ہوئے۔ لیکن والدین کا سایہ جلد ہی سر سے اٹھ گیا۔ ایک بڑے بھائی تھے جو صغر سنی میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ آپ اور ایک ہمشیرہ رہ گئے۔

آپ کو راجپوت خاندان کی ایک خاتون چراغ بی بی نے بہت پیار سے پالا۔ ابتدائی تعلیم الگوں میں ہی حاصل کی۔ دو سال تک کھیم کرن میں بھی پڑھتے رہے انہی دنوں بعض ساتھیوں اور بزرگوں کے ساتھ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آنا جانا ہوا۔ وہاں پہلے سے آپ کے ایک چچا موجود تھے۔ آپ بھی 1916ء میں مستقلاً شرقپور کی خانقاہ میں آ رہے۔ وہاں فارسی کی کتب پڑھیں۔ طب بھی سیکھی۔ خانقاہ کے بعض انتظامی امور آپ کے ذمہ رہے۔ یہاں بیعت کے بعد ظاہری علم بھی کچھ سیکھا، باقی کتب فقہ، تفسیر و حدیث مکمل نہ کر پائے۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ بڑے پر جلال بزرگ بتائے جاتے ہیں مگر بابا جی سے پیار کرتے ان پر شفقت فرماتے تھے۔ آپ اس زمانے کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد حضرت خواجہ امیر الدین کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں مسجد تعمیر ہو رہی تھی۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی نگرانی کا کام اپنے ایک مرید مولانا ابراہیم کے سپرد کر رکھا تھا۔ باقی سب کام کرنے والے درویش تو عام لنگر کا کھانا کھاتے مگر مولانا ابراہیم کے لئے ایک مقامی زمیندار نور محمد رانجھا خاص طور پر کھانا تیار کر کے بھیجتا تھا اور وہ درویشوں سے الگ کھاتے۔ ایک دن حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوٹلہ تشریف لائے تو انہوں نے مولوی صاحب کے لئے یہ الگ اہتمام دیکھ لیا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جلال میں آ کر حکم دیا کہ مولوی صاحب فوراً یہاں سے نکل جائیں اور کوئی شخص ان سے کوئی سروکار نہ رکھے۔ حتیٰ کہ شرقپور میں داخلے پر پابندی لگا دی۔ آٹھ سال تک مولوی صاحب زیر عتاب رہے۔ بابا طاہر شاہ فرماتے ہیں کہ آٹھ سال کے بعد ایک دن سخت سردی کے موسم میں بارش ہو رہی تھی کہ مولوی صاحب بھیگے کپڑوں میں خستہ حال مسجد کے حجرے میں پناہ کے طالب ہوئے۔ آپ کو ترس آ گیا۔ آگ جلائی، خشک کپڑوں کا جوڑا دیا، کمرے میں بٹھایا ور جگہ دی۔ کسی نے جا کر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کر دی۔ آپ نماز فجر کے بعد تشریف لائے اور پوچھا "آپ کو میرے حکم کا علم تھا؟" بابا جی نے عرض کیا۔ "حضور، علم تو تھا مگر مجھے ترس آ گیا" پھر کہا کہ حضور، آپ تربیت کرنے والے ہیں۔ اس میں مولوی صاحب کی بہتری ہی ہو گی مگر ان آٹھ سالوں میں تو نور محمد رانجھا کے پراٹھے نکل ہی چکے ہوں گے، اب تو آپ بھی معاف فرما دیجئے۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑے۔ مولوی صاحب کو معاف کیا۔ انہیں خلعت دے کر پھر سے مصلیٰ امامت عطا کیا اور بابا طاہر شاہ کو سینے سے لگا لیا۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گولڑہ شریف بھیجا۔ فرماتے ہیں، جب گولڑہ شریف کی مسجد میں پہنچا۔ تو حضرت پیر صاحبؒ نے اپنے ایک خادم کو کہا کہ مسجد میں ایک بڈھا آیا ہے، اسے لے آؤ۔ حاضر

ہوئے تو حضرت پیر صاحب نے فرمایا کہ میں تو کچھ بھی نہیں جانتا۔ عرض کی: آپ سب کچھ جانتے ہوئے بھی فرماتے ہیں' میں نہیں جانتا۔ تب حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اچھا' جس کام کے لئے میاں صاحب نے تمہیں بھیجا ہے' وہ کام کرو۔ کچھ وظائف پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا جن پر مداومت کی گئی۔

ایک مرتبہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شاہ جی' سیروا فی الارض (زمین میں پھرو)۔ آپ کے چچا سید الف شاہ صاحب قدس سرہ العزیز پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے التجا کی کہ حضرت میرا یہ ایک ہی بھتیجا ہے اور آپ انہیں سیروا فی الارض کا حکم دے رہے ہیں۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہو گا تو ایسے ہی جیسے منہ سے نکل چکا لیکن تکلیف نہیں ہو گی۔

چنانچہ آپ سیاحت کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ ہندوستان و پاکستان کے اولیاء اللہ کے تمام مزاروں پر اب تک آپ حاضری دے چکے ہیں۔ اس زمانے کا ایک واقعہ آپ نے بیان فرمایا ہے۔

"میں دہلی میں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزارات کی حاضری سے ہوتا ہوا سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرقد مبارک پر حاضر ہوا۔ سجادہ نشین صاحب سے ملاقات ہوئی لیکن کوئی توجہ نہ پا کر وہاں سے چل دیا۔ پھر پانی پت میں حضرت سید بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوا۔ بہت ہی سکون ملا۔ گرمیوں کا موسم تھا' جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو تہبند پھٹ گیا۔ دوسری چادر باندھ کر نماز ادا کی۔ دل میں خیال گزرا کہ بزرگوں کے ہاں حاضری دیتا رہا ہوں لیکن تہبند پھٹ گیا ہے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اکتاہٹ طاری ہو گئی۔ ہرچند کوشش کی کہ بیٹھا رہا ہوں' لیکن نہ بیٹھ سکا۔ آخر وہاں سے چل دیا۔ شہر سے باہر جنگل سے گزر رہا تھا کہ راستے میں ایک بزرگ سفید ریش سفید لباس میں ملبوس بغل میں ایک گٹھڑی دبائے ہوئے آ ملے اور پوچھا کہ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ میں نے جواب دیا' لاہور جاؤں گا' اب اسٹیشن تک جا رہا ہوں۔ وہ بزرگ فرمانے لگے۔ چلو' کچھ دور تک میں بھی تمہارے ساتھ جاتا ہوں۔ جب گھنے جنگل میں پہنچے تو

وہ بزرگ گٹھڑی دے کر فرمانے لگے کہ یہ لے لو اور ذرا دور کھولنا۔ میں نے گٹھڑی ہاتھوں میں لی' ادھر وہ بزرگ غائب ہو گئے۔ جب میں نے گٹھڑی کھولی تو اس میں سلی سلائی دو چادریں' ایک قمیض' ایک پگڑی' ایک جوڑا زری جوتی کا اور چاندی کے سولہ روپے تھے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب دہلی سے لاہور کا کرایہ صرف اڑھائی روپے ہوا کرتا تھا۔ اس کے بعد وہ رقم خرچ بھی کرتا رہا اور نمونہ اور تبرک کے طور پر چند سکے آج تک محفوظ کر رکھے ہیں۔ اس دن کے بعد آج تک خود کبھی کپڑے سلوا کر نہیں پہنے۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ غیب سے ہر چیز مہیا کر دیتا ہے۔

چند دنوں کے بعد خیال آیا کہ حضرت نے مجھے اتنی کثیر رقم کیسے دی تو رات کو خواب میں ملے اور فرمایا' ہم سادات کبھی دے کر شرمندہ نہیں ہوتے۔ اس کے بعد سے میں نے حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے فاتحہ پڑھنی شروع کر دی۔ تب دوبارہ سرہند شریف حاضر ہوا تو حضرت سجادہ نشین نے مجھے گھر سے لا کر کپڑے عنایت کئے اور نہایت شفقت سے پیش آئے۔"

ایسے واقعات کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر حضرت بابا طاہر شاہ کو کوئی سید گل حسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ یا مولوی اسماعیل میرٹھی مل جائیں تو ایک نیا "تذکرہ غوثیہ" وجود میں آ سکتا ہے۔

1928ء میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما گئے تو آپ جدائی کا صدمہ لئے ہوئے 1932ء میں خوشاب شاہ پور کے علاقوں میں آ نکلے۔ خوشاب میں حضرت سید شاہ معروف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور کچھ عرصہ وہاں ذکر و فکر میں مشغول رہے۔ شرقپور بھی آتے جاتے رہے مگر کہیں دل نہ لگا حتیٰ کہ سات آٹھ سال محویت اور استغراق کے عالم میں گزرے۔ 1943ء میں ایک بار "دربار شاہاں" کے جنوب دریائے جہلم کے کنارے چلہ کشی کر رہے تھے کہ یکلخت سیلاب آ گیا۔ آپ چلہ گاہ کی چھت پر بیٹھے تھے۔ دیواریں گر گئیں تو چھت پانی پر تیرنے لگی۔ آپ بھی اس کے اوپر بیٹھے تیرتے گئے۔ دیکھا کہ ایک درخت جڑوں سے اکھڑ کر چھت کے نزدیک آ گیا ہے۔ آپ کود کر اس کے تنے پر سوار ہو گئے۔ آپ کے اترتے ہی چھت بکھر گئی۔

درختوں کی شاخوں پر سانپ بیٹھے تھے۔ آپ کو دیکھ کر پانی میں اتر گئے۔ شاہ پور سے آگے سید یوسف شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضے تک آپ بہتے چلے گئے۔ چلے کے باقی ماندہ ایام آپ نے وہاں پورے کئے۔

پھر آپ عازم سفر ہوئے تو ایران و عراق سے ہوتے ہوئے مدینہ طیبہ جا پہنچے۔ حج کیا اور تقریباً سال سال تک گھومتے رہے۔ شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ، ترکی، یمن سب جگہوں پر گئے اور مقامات مقدسہ کی زیارات سے مستفیض ہوئے۔

1960ء میں خوشاب میں قیام فرمایا اور چند سال وہاں رہے۔ جولائی 1991ء میں جوہر آباد کے گرد و نواح میں نئی بستی الاعوان ٹاؤن میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی اور ایک مکان لے کر سکونت پذیر ہوئے۔ اب یہیں لوگوں سے ملتے ہیں۔

31 سال سے معمول بنا ہوا ہے کہ رمضان شریف میں عمرہ و اعتکاف کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے گیارہویں شریف کا ختم بھی آپ کے معمولات میں سے ہے...... آپ کے شیخ طریقت حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نقش بندی مجددی طریقت کے شیخ تھے مگر معلوم ہوتا ہے انہوں نے قادری طریق سے آپ کی طبیعت کی مناسبت بھانپ لی تھی۔ تبھی آپ کو گولڑہ شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ کا موروثی طریق قادری تھا۔ نیز آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ بابا طاہر شاہ کے کلام میں جا بجا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کا اظہار ہوتا ہے بلکہ اگر صرف آپ کا کلام پڑھا جائے تو آپ پر قادری طریق کے سالک و مرشد ہونے کا گمان ہوتا ہے۔

آپ سے ملنا ہو تو یہیں جوہر آباد (ضلع خوشاب) کے الاعوان ٹاؤن میں آپ کے ڈیرے پر ملا جا سکتا ہے۔ یہیں درویش موجود رہتے ہیں، لنگر چلتا رہتا ہے اور پرانے زمانے کی خانقاہوں، جماعت خانوں، زاویوں اور رابطوں کا نقشہ یہاں نظر آتا ہے۔

تعلیم

حضرت سید محمد طاہر حسین شاہ نین پوری مدظلہ العالی المعروف بابا طاہر شاہ ایک صوفی مرشد ہیں...... وہ ایک معلم اور مربی ہیں۔ انہوں نے خانقاہ میں باقاعدہ اس کے لئے تربیت پائی اور پھر سیاحت کے گوناگوں تجربات نے ان کو ایک کامل روحانی طبیب بنا دیا۔ یوں انہیں خلافت بھی حاصل ہے۔۔ شرق پور کی خانقاہ کے علاوہ ایک اور طرف سے بھی انہیں خلافت ملی۔ روضۃ النبی ﷺ کے سامنے آستانہ بھوپال کے حضرت عبدالرزاق چشتی قادری، نقشبندی نے آپ کو چاروں طریق میں خلافت سے سرفراز کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا، تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ "اس گروہ کے بعض محققین نے کہا ہے کہ دراصل خلافت یہی ہے کہ جس وقت مرید تزکیہ و تصفیہ سے وہم کے حجابات ہٹا دے، کمال کے مدارج طے کر لے، دوسروں کی تکمیل کی اہلیت پیدا کر لے اور مکمل طور پر فانی ،فنا ہو جائے تو اللہ سبحانہ کے نزدیک وہ خلافت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ پس اسے خداوند جل سلطانہ، بغیر کسی واسطہ کے اپنا خلیفہ اور اپنے نبی ﷺ کا نائب بنا دیتا ہے۔ اس مقام پر آنے کے بعد طالب حق تعالیٰ کا خلیفہ ہو جاتا ہے اور کسی کی جانشینی کا محتاج نہیں رہتا۔"

بابا طاہر شاہ ایک ایسے ہی معلم ربانی ہیں جو رسمی نہیں بلکہ حقیقی طور پر رشد و ہدایت کی اہلیت اپنے اندر پیدا کر کے اس مقام پر فائز ہوئے ہیں۔ تصوف میں تعلیم و تربیت کا ایک تو عام نصاب ہوتا ہے جو ترتیب کے لحاظ سے تو ہر طریق میں مشترک ہے۔ البتہ ذکر و فکر، وظائف و مراقبات کے ضمن میں فرق ہو سکتا ہے۔ دوسری قسم ان خصوصی ہدایات پر مشتمل ہوتی ہے جو عام طور پر ہر فرد کے ساتھ مختلف ہو سکتی ہیں جیسے طب کے پیشے میں ہوتی ہیں۔ مرشد کا کمال یہاں پتہ چلتا ہے۔ اب طریق تربیت بظاہر بے ربط بھی ہو جاتا ہے اور غیر محسوس بھی لیکن تاثیر اور نتیجہ کے لحاظ سے ہمیشہ انجام بخیر ہوتا ہے۔

دو چار اوراق جو بابا جی کی زبانی سن کر نصر اللہ درویش نے لکھے ہیں، ان سے معلوم

ہوتا ہے کہ سب سے پہلے تو وہ حسب دستور رہبر کی ضرورت پر زور دیتے ہیں کیونکہ اس کے بغیر تصوف میں ایک قدم اٹھانا بھی معتبر ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں: "یہ سفر پیر کامل کے بغیر آفت ہے اور خوف و خطر سے بھرا ہوا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ کسی پیر و مرشد کے دامن سے وابستہ ہونے سے پہلے اطمینان کر لیا جائے کہ وہ صحیح عقائد و اعمال کا حامل ہے یا نہیں' نیز اس کی مجلس میں حاضر ہونے سے اللہ تعالیٰ اور آخرت کی یاد آتی ہے یا نہیں' اس کی ہم نشینی سے عبادات اور اعمال صالحہ کا شوق دل میں پیدا ہوتا ہے یا نہیں' اگر کسی مرشد میں یہ اوصاف پائے جائیں تو اس سے وابستگی کو غنیمت جانا جائے اور دل و جان سے اس کی خدمت کر کے فیض حاصل کیا جائے"

پھر وہ شریعت' طریقت اور حقیقت کے مدارج کی نشاندہی سے ابتدا کرتے ہیں' سلوک کی کچھ اصطلاحات کی وضاحت فرماتے ہیں اور آخر میں لطائف کے آسان مراقبات کی تعلیم دیتے ہیں۔

فرماتے ہیں: "معلوم رہے کہ ہر مراقبہ (قلبی' روحی' سری' خفی' اخفی) میں اس لطیفہ کو جو فیض کے وارد ہونے کی جگہ ہے' لحاظ رکھ کر سلسلہ وار مشائخ کرام کے اسی لطیفہ کو سرور عالم ﷺ تک ایک دوسرے کے مقابل آئینوں کی طرح فرض کر کے بطور انعکاس اس مخصوص فیض کو اپنے متعلقہ لطیفہ میں منعکس سمجھے تاکہ بمقتضائے انا عند ظن عبدی بی مطلب حاصل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ مشکل نہیں"

طریقہ نقشبندیہ میں جذبے کو سلوک پر مقدم رکھا گیا ہے۔ "اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا نام جذبہ ہے۔ یعنی جذبہ الٰہی کسی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ یہ جذبہ الٰہی یا تو بلاواسطہ ہوتا ہے جس کو جذب مطلق' یعنی اجتبا کہتے ہیں اور یا بالواسطہ ہوتا ہے"

بالواسطہ جذبہ دو ذرائع سے پیدا ہو سکتا ہے۔ یعنی عبادات کے ذریعہ یا صحبت شیخ کے ذریعہ' لیکن جذب مطلق کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ "یہ عوام کے حق میں متصور نہیں یعنی عام لوگ اس کو حاصل نہیں کر سکتے۔ ایسے شخص کو جذبہ "اجتبا" حاصل ہو سکتا ہے جس کا تعلق کسی کامل و اکمل انسان سے ہو جو باطن میں خدا تعالیٰ اور ظاہر میں خلق خدا سے مناسبت رکھتا ہو...... جذبہ اجتبا بعض قوی استعداد والے لوگوں کو آنحضرت ﷺ یا کامل و اکمل اولیاء اللہ کی ارواح سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔"

ہر سالک کو حقیقت کے مقام تک ضرور پہنچنا چاہیے۔ کیونکہ "طریقت کے فوائد و ثمرات کا حاصل ہونا حقیقت ہے۔ اس درجے میں جو علم حاصل ہو گا اس کے نتیجے کے طور پر اعمال صالحہ اور اچھے اخلاق کے ساتھ لگاؤ کا یہ عالم ہو گا کہ ان کے بغیر چین نہیں آئے گا"

جذبہ خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ اس مقام تک پہنچنے کی جدوجہد میں ممد ہو گا بابا طاہر شاہ کے منظوم کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہ جذبہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک سے بھی پہنچا ہے۔

المدد امدد یا غوث اعظم پکا آسرا صبح تے شام رکھیا
طاہر پیر میراں دستگیر میراںؒ نام لینیاں بیڑیاں تریاں نیں
میراں پیرؒ دے نام دی آس طاہر بھاویں گندڑی پنڈ کمیزہی میں
عالیشان گیلانیاں ! جانیا دے ! لیا من کرامتاں تیریاں نیں

ساقی نامہ اور دوہوں میں یہ جذبہ عشق ہے جس کی ترش و شیریں واردات کی انہوں نے ترجمانی کی ہے یہی جذبہ طالب حق کو "اصل خویش" سے جا ملاتا ہے جو مقصود ہے۔

اگرچہ حضرت بابا طاہر شاہ کے شیخ طریقت نقشبندی مجددی طریقے سے تعلق رکھتے تھے اور ظاہر ہے کہ اس طریق کے حضرات وحدۃ الشہود پر نظر رکھتے ہیں مگر شاعری میں اکثر نظر آتا ہے کہ باباجی کی دلچسپی وحدۃ الوجود سے گہری ہے۔ وہ اس مقام سے اٹھتے اور آگے بڑھتے ضرور ہیں مگر پھر وہیں واپس آ جاتے ہیں۔ شاعری کی حد تک علامہ کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ وہ وحدۃ الشہود کے قائل تھے مگر ان کے بعض اعلیٰ اور معروف اشعار کی تشریح صرف وحدۃ الوجود کے نکتہ نظر سے ہی کی جا سکتی ہے۔

خیر' یہ بات تو نظریات سے متعلق ہے جبکہ درحقیقت باباجی ایک باعمل صوفی ہیں اور باعمل صوفی معلم عام طور پر ان بحثوں میں نہیں پڑتے۔

کلام

بابا طاہر شاہ کا زیادہ کلام دوہے کی فارم میں ہے۔ یوں نظر آتا ہے کہ انہوں نے سسی پنوں کے قصے کو انہماک کے ساتھ پڑھا یا سنا اور سسی کی ان تمام واردات کو اپنے شاعرانہ وجدان میں سمو لیا جو ان کے سلوک سے مناسبت رکھتی تھیں۔ سسی کی پیدائش سے لے کر اس کے انجام تک داستان حیات کے اندر بابا طاہر شاہ نے روح انسانی کے "اصل خویش" سے "وصل خویش" تک کی جویائی کے سفر میں اس کے سب کرب و اضطراب کو دیکھ لیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ شاعری کی نثر میں شرح و ترجمانی اور وہ بھی دوسری زبان میں اکثر بگاڑ پیدا کرتی ہے کیونکہ وہ بات جو شعر میں اس کی اصل زبان میں ہوتی ہے' وہ مکمل طور پر کسی دوسری زبان کے اندر گرفت میں کب آ سکتی ہے لیکن یہاں شرح اس لئے لکھنی پڑی کہ آج کل پڑھنے والوں میں روحانی شاعری کے پڑھنے کا سلیقہ ہی رہا ہے نہ اس کا طریقہ انہیں معلوم ہے۔ صوفیانہ شعر و ادب میں معانی تمثیل کی تہوں میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ان کو سمجھنے کے لئے یوں بھی کسی جاننے والے کی خدمات کی حاجت ہوتی ہے۔ اور آج کل تو پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ صوفی شعراء شعری علامتوں کے ساتھ ساتھ تصوف کی اصطلاحات اور رموز و تراکیب کے سرمائے سے بھی مستفیض ہوتے ہیں۔ چونکہ ان کی عام گفتگو بھی اسی زبان میں ہوتی ہے' اس لئے غیر شعوری طور پر بھی اس کے مخصوص کنائے' اشارے' استعارے اور اصطلاحی الفاظ ان کے اشعار میں در آتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے ساتھ تشریحات نہ لکھی جائیں تو علماء ظاہر کو کلام پڑھ کر ویسی ہی شکایت پیدا ہو سکتی ہے جیسی انہیں حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کو "ترجمان الاشواق" میں پڑھ کر ہوئی تھیں۔ باب طاہر شاہ کی نظم "حضرت ساقی" کو صوفیانہ ذوق کے زاویہ نظر سے ہی پڑھا جا سکتا ہے۔ یہی حال دوہوں اور دیگر منظوم کلام کا ہے۔

بابا جی نے کئی دوسرے پنجابی صوفی شعراء کی طرح بارہ ماہ کا حال بھی لکھا ہے۔ اس فارم میں ان کی ندرت اور کلام کا اندازہ وہی کریں گے جنہوں نے دوسرے شعراء کا

کلام اس ضمن میں پڑھ رکھا ہے۔

بابا جی کی زبان بہت رواں اور سادہ ہے۔ اس لحاظ سے وہ موجودہ دور کے نئی نسل کے شاعروں کے گروہ میں کھڑے ہیں۔ ان کے کلام کو صحیح اوقات کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کا اپنا ایک آہنگ محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اور محاورے اور روزمرے کی چاشنی بھی نظر آتی ہے اور موزوں لفظوں کی دلکشی بھی۔ انہوں نے اپنے منظوم کلام کو تشبیہوں اور استعاروں کے زیوروں سے ہرگز بوجھل نہیں ہونے دیا۔ گویا مزاجاً وہ حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہیں جو ان کے ہم وطن تھے اور ان کلام کے ساتھ ان کو رغبت بھی ہے (میں نے کچھ اوراق دیکھے ہیں جس میں آپ نے حضرت بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اشعار کے بارے میں تشریحی نوٹ لکھوائے ہیں)

لیکن بابا جی کے ہاں عکس نگاری کا ایک اپنا ایک انداز ہے ان کی تصویریں تاثراتی اور متحرک ہیں جیسے:

مل موڑے' سسی اٹھ اٹھ دوڑے اتھے ہتھ ملے' وٹ کھلوے
رہ گئی یاد نہ مانگ نہ مینڈھی' کھووے وال مٹی سر پاوے
دوڑے' ڈگے تے اٹھ بیٹھے' رووے ریت نوں مار کلاوے
کدی اٹھ دی' کدی ڈگدی اے' تڑپدی مار دی آہ کملی

پنجابی زبان کے استعمال پر وہ پوری قدرت رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں بعض لفظوں اور جملوں کا ترجمہ کرنا خاصا مشکل ہے مثلاً

ابھڑ واہے اڈھیا عاشق
ڈب گیاں کھلیاں کھلیاں

رو رو جندڑیے درد رنجا نتیں نی
جھل پندی نوں داتا کون جھلے

میں مقدمے میں ایسا تبصرہ ہرگز نہیں کرنا چاہتا جو بہرطور مکمل و مفصل ہو۔ بہت سی خوبیاں ایسی ہیں جو خود پڑھنے والے کو دیکھنی چاہئیں اور بہت سے نکات ایسے ہیں جن کے فہم و ادراک کے لئے نقادوں اور تبصرہ نگاروں کی بصیرت پر بھروسہ کرنا

سیاحِ حرمین، مسافرِ مدینہ، زائرِ نجف و بغداد، مجاہدِ تحریکِ پاکستان، یادگارِ اسلاف

حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر......ملک محبوب الرسول قادری

عمر ہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات — تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

(اقبالؒ)

قانون قدرت ہے کہ لوگ دنیا میں آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن ان آنے اور چلے جانے والے لوگوں میں کچھ ایسے سعید اور خوش بخت لوگ ہوتے ہیں جو عظمت اور بزرگی کا استعارہ اور علامتی نشان قرار پاتے ہیں۔ ایسے ہی سلیم الفطرت اور پاکباز لوگوں میں ایک ہستی حضرت سیاحِ حرمین، مسافرِ مدینہ، زائرِ نجف و بغداد باباجی حضرت پیر سید طاہر حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی بھی تھی۔ جو 1901ء میں پیدا ہوئے اور 11 اگست 2004ء کو رحلت فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ اکابرینِ امت اور مشاہیرِ ملت کی خوبیوں کا مجموعہ و خلاصہ تھے اور اسلاف کی آخری یادگار تھے۔ انہوں نے ساری زندگی اسلام اور پاکستان کی خدمت میں گذاری وہ قائداعظم، علامہ اقبال اور مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کی رفاقت میں رہے انہیں تحریک پاکستان میں سرگرمی کے ساتھ کام کرنے کا شرف حاصل رہا۔ انہوں نے حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی دستِ مبارک پر بیعت کی۔ تاجدار گولڑہ غوث زماں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس بابرکت میں حاضر رہے اور انہیں نعت شریف سنایا کرتے تھے حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے فقیہ اعظم حضرت مولانا نوراللہ نعیمی بصیر پوری، صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، حضرت خواجہ معین الدین بیربلوی، فقیہ العصر مولانا یار محمد بندیالوی، حضرت الحاج قاضی سعد اللہ (چک 66 شمالی، سرگودہا) شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین

سیالوی، صوفی بزرگ خواجہ فقیر سلطان علی نقشبندیؒ، حضرت مولانا سید امیر اجمیری، حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی، مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلویؒ اور حضرت مولانا شاہ غلام جیلانی میرٹھیؒ، استاذ العلماء مولانا محمد عبدالحق بندیالوی، ملک المدرسین مولانا ملک عطا محمد بندیالویؒ کے ساتھ مل کر تعلیمات اسلامیہ کی ترویج واشاعت کے لیے جدوجہد کرتے رہے۔ قائد ملت اسلامیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شاہ احمد نورانی قدس سرہٗ کی جدوجہد اور نور بصیرت کے زبردست مداح اور معترف تھے 1978ء میں ملتان میں غزالیٔ عصر مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر بلائی جانے والی ''سنی کانفرنس'' میں کلیدی حیثیت سے شریک ہوئے۔ وہ تحریک نظامِ مصطفیٰ (1977ء) کے عظیم مجاہد تھے جبکہ 1953ء اور 1974ء میں فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے چلنے والی تحاریک ختم نبوت کے مبلغ وسالار رہے۔ آپ کو 51 مرتبہ حج بیت اللہ کی غرض سے اور ڈیڑھ سو کے قریب عمرہ کی غرض سے حجاز مقدس جانے کا موقع ملا۔ آپ اکثر مدینہ منورہ میں اعتکاف کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ درجن بھر مرتبہ آپ کو بغداد شریف کی حاضری نصیب ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سیاح حرمین، مسافر مدینہ، زائر نجف و بغداد، مبلغ اسلام، پیر عالمگیر اور حضرت باباجی قبلہ کے القاب سے یاد کیے جاتے تھے 103 برس کی عمر میں بھی چار چار، پانچ پانچ گھنٹے مسلسل محافل نعت و محافل میلاد اور تبلیغی جلسوں میں کمال دلچسپی و دلجمعی کے ساتھ تشریف فرما رہتے تھے۔ سرکار سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضور سیدنا غوث اعظم اور حضرت بوعلی قلندر (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے کمال محبت رکھتے تھے اور اکثر ان کے ایصال ثواب کا اہتمام فرماتے۔ مدارس دینیہ کی سرپرستی واعانت ان کا محبوب مشغلہ تھا ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے سرپرست اعلیٰ تھے انہوں نے اس عظیم دینی درسگاہ کے نیو کیمپس اور پھر وہیں پر جامع مسجد گنج شکر کا افتتاح خود فرمایا سنگ بنیاد رکھے۔ اپنے متعلقین کو اکثر فرماتے تھے کہ بیربل شریف میرا گھر ہے اور یہ ادارہ میرا ادارہ ہے اس لیے ان کی اعانت کی جائے۔

حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین شاہؒ نے ساری دنیا کی سیاحت فرمائی انبیاء و مرسلین اور اولیاء

کاملین کے مزارات پر بڑی محبت سے حاضری دی انہوں نے دمشق، شام، یمن، انڈیا، روسی ریاستوں متحدہ عرب امارات کے متعدد سفر کیے۔ دہلی، اجمیر، کلیر شریف، بریلی شریف، سرہند شریف بزرگان دین اور صوفیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہوئے۔ انہوں نے تحریک پاکستان کے زمانہ میں پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب بھر چونڈی شریف اور پیر صاحب زکوڑی شریف کے ہمراہ کام کیا۔ وہ داتا گنج بخش حضرت سیدنا علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ کے عاشق صادق تھے۔ اس سب کچھ کے باوجود انتہائی منکسر المزاج مگر باوقار شخصیت کے مالک تھے۔ علمی حلقوں کی سرپرستی فرماتے ہمارے مجلہ ''انوار رضا'' کی مجلس میں شامل تھے ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتے۔ خوردنوازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی سجادہ نشین بیربل شریف کی شبانہ روز قرآن کریم کے لیے کی جانے والی خدمات کے مداح و معترف تھے اور ان کی عدم موجودگی میں بھی فرماتے کہ قرآن کریم کی خدمت محبوب حسین چشتی کی طرح کرو تو مزا آجائے، انجمن معین القراء پاکستان کے زیر اہتمام سالانہ محافل حسن قرآت جو انٹرنیشنل سطح پر منعقد ہوئیں آپ ہی ان کی صدارت فرمایا کرتے تھے۔ محافل نعت میں شرکت ان کا محبوب ترین عمل تھا۔ ان کی زبان ہمہ وقت اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم ﷺ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔

حضرت پیر سید طاہر حسین شاہ نے معاشرے میں رائج رسوم ورواجات کے خاتمے کیلئے بھی باقاعدہ تحریک جاری رکھی۔ بندیال شریف میں کسی عقیدت مند رئیس نے کھانے کی دعوت دی تو فرمایا کہ اس شہر میں جہیز اور وراثت کے خوف سے جن بچیوں کے رشتے نہیں ہو رہے جب تک وہ نہیں ہوں گے دعوت قبول نہ کروں گا۔ اور پھر ایک ہی دن میں درجن بھر نکاح پڑھا کر ان بری رسوم کو ختم کیا۔ اسی طرح کتنے ہی قتل کی دشمنیوں کا خاتمہ کرتے ہوئے متحارب گروپوں کی صلح کرائی۔

آپ نے اپنی زندگی کا کافی حصہ خوشاب، بندیال، شاہ پور، نین پور میں گذارا لیکن گذشتہ بارہ برس سے جوہر آباد میں مستقل سکونت اختیار فرمائی یہاں خانقاہ، مسجد اور مدرسہ قائم کیا۔ آپ نے مختلف مقامات پر درجن سے زیادہ مساجد تعمیر کرائیں۔ معاف کردینا آپ کی عادت کریمہ تھی

جب ایک مرتبہ آپ حج وعمرہ کی سعادت کے لیے حجاز مقدس تشریف لے گئے اور آپ کے ایک مظاہر معتقد نے آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے مدرسہ و مسجد اور خانقاہ کی جائیداد کو اپنے نام منتقل کرانے کی سازش کی۔ خدا کی شان کہ وہ اس میں ناکام ونامراد ہوئے تو واپسی پر آپ نے انہیں ان کی سازش سے آگاہ کیا مگر کوئی تادیبی کارروائی نہ فرمائی۔ البتہ اپنی توجہات سے ان افراد کو محروم فرمادیا الحاج شیخ دوست محمد (لاہور) مولانا صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی، پروفیسر قاری محمد مشتاق انور اور راقم الحروف (ملک محبوب الرسول قادری) اور چوہدری عمر دراز (فیصل آباد) پر اکثر شفقت فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ آپ نے اپنے خاص نصف درجن احباب کی موجودگی میں راقم کو سندِ خلافت واجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔ وہ دل کے غنی تھے اور ہاتھ کے سخی تھے۔ اکثر نعت خوان حضرات، علماء اور مشائخ کو تحائف عطا فرماتے تھے۔ آپ نے اتحاد امت کے لیے مثالی کام کیا۔

راقم نے آپ کا ولادت کے اعتبار سے تاریخی مادہ ''نشانِ قوت حافظہ'' (1901ء)......اور ......''خلعتِ گلشنِ عرفان'' (1901ء)...... استخراج کیا ہے جبکہ مادۂ تاریخ رحلت ہجری اعتبار سے......''مخدومِ دیں، عاقبت محمود'' (1425ھ)......''خلیفۂ عاشقِ مصطفیٰ'' (1425ء)...... ''سعادت اطوار، زیبِ فردوس شُد'' (1425ء)...... جبکہ عیسوی اعتبار سے......''سخی کیش، سکندر سیرت (2004ء) استخراج کیے ہیں...... راقم آپکے جملہ وابستگان سے تعزیت گزار ہے......آپ کی زندگی سراپا حسنات تھی میری دعا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کی حسنات کو قبول فرما کر فردوس بریں میں آپکے درجات کو بلند تر فرمائے اور ہمیں انکے فیض سے وافر حصہ عطا کرے۔ آمین۔

زندگی جب کسی انسان کو ترس جاتی ہے
تیری صورت میری آنکھوں پہ برس جاتی ہے

2004 کے پوزیشن ہولڈر طلباء کے نام

معین اسلامک اکیڈمی بیربل شریف ضلع سرگودھا

رپورٹ......محمد ندیم مجاہد......نائب ناظم معین اسلامک اکیڈمی

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ادارہ معین الاسلام بیربل شریف وطن عزیز میں پرائیویٹ دینی درسگاہوں کی فہرست میں منفرد اور نمایاں مقام رکھتا ہے جس پر اس کے شاندار نتائج گواہ ہیں اور اس عظیم الشان کامیابی کا سہرا ادارہ کے بانی ناظم اعلیٰ، حضرت پیر طریقت صاحبزادہ پروفیسر محبوب چشتی (سجادہ نشین بیربل شریف) کی انتھک محنت اور اخلاص کے سر پر ہے وہ نہایت جگر سوزی سے شب و روز اسی مقصد میں لگے ہوئے ہیں۔ یہاں پر میں یہ بھی کہہ دوں تو ہرگز بے جا نہ ہوگا کہ ہمارے سرپرست اعلیٰ سیاح حرمین مسافر مدینہ، زائر نجف و بغداد حضرت پیر سید طاہر حسین شاہ قدس سرہٗ کی دعائے سحر خیزی نے ہمیں خوب نوازا۔ ان کی رحلت ہمارے لیے گہرے صدمے کا باعث ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ ہمیں ان کا حقیقی فیض نصیب رہے گا اور علم و عرفان کے حوالے سے ان کا یہ پودا ایک دن ضرور بڑا، شجرِ سایہ دار ثابت ہوگا۔

آیئے! ادارہ معین الاسلام کے سالانہ نتائج کے حوالے سے اس کی موجودہ کارکردگی کا جائزہ لیں۔

نتیجہ کلاس نہم سرگودھا بورڈ 2004ء

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
1	محمد صدیق	بچیانہ رفیصل آباد	330	فرسٹ
2	محمد آصف	بیربل شریف	316	فرسٹ
3	محمد اعجاز	بکھر بار رسرگودھا	314	فرسٹ

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
4	محمد زاہد رضا	موڑ کھنڈا رشیخوپورہ	292	فرسٹ
5	محمد منظور	رکھ دھریمہ رسرگودھا	286	فرسٹ
6	محمد رمضان	بیربل شریف رسرگودھا	281	فرسٹ
7	محمد کاشف	نچکی رشیخوپورہ	267	فرسٹ
8	محمد مختار	کوٹ بھائی خان رسرگودھا	246	سیکنڈ
9	عامر شہزاد	تلہ گنگ رچکوال	234	سیکنڈ
10	محمد عارف	تلہ گنگ رچکوال	226	سیکنڈ
11	اختر عباس	خوشاب	226	سیکنڈ
12	محمد ابوبکر	تلہ گنگ رچکوال	219	سیکنڈ
13	عبدالمجید	واں بھچراں رمیانوالی	192	سیکنڈ
14	ناصر نوید اقبال	بیربل شریف رسرگودھا	186	تھرڈ
15	محمد عادل	کوٹ پہلوان رسرگودھا	163	تھرڈ
16	اشتیاق احمد	تلہ گنگ رچکوال	162	تھرڈ
17	محمد شعبان	نچکی رشیخوپورہ	160	تھرڈ
17	ملازم حسین	تلہ گنگ رچکوال	155	تھرڈ

نتیجہ میٹرک سرگودھا بورڈ ...... 2004ء 60٪

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
1	شوکت علی	بچیانہ رجڑانوالہ	601	فرسٹ
2	عزیز جہان	ڈیرہ اسماعیل خان	552	فرسٹ

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
3	مختار احمد	سیدل بنگلہ/سرگودھا	526	فرسٹ
4	محمد نوید اختر	چونیاں/قصور	506	سیکنڈ
5	عمران حسین	ننکانہ صاحب/شیخوپورہ	503	سیکنڈ
6	ظہیر احمد	گجرات	467	سیکنڈ
7	محمد وسیم	تلہ گنگ/چکوال	412	سیکنڈ
8	ظفر معین	سانگلہ ہل/شیخوپورہ	403	سیکنڈ
9	احمد فاروق	موڑ کھنڈا/شیخوپورہ	385	سیکنڈ
10	محمد آصف	جوہر آباد	انگلش بمعہ ریاضی کمپارٹ	بوجہ کثرت غیر حاضری
11	محمد نواز نعیمی	بچانی/سرگودھا	انگلش	ـــــــ
12	مزمل ریاض	بھکی/شیخوپورہ	ریاضی	ـــــــ
13	مجاہد حق نواز	ڈنگہ/گجرات	انگلش، ریاضی	بوجہ کثرت غیر حاضری
14	توقیر احمد	منڈی بہاؤالدین	ریاضی	ـــــــ
15	سلامت علی	ننکانہ صاحب/شیخوپورہ	انگلش/ریاضی	ـــــــ

نتیجہ فرسٹ ائیر 2004ء......100%

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
1	ممتاز احمد	بھیرہ شریف	408	فرسٹ
2	محمد نواز	فیصل آباد	392	فرسٹ
3	محمد اصغر	کھوڑہ/خوشاب	390	فرسٹ
4	کاشف مبین	بچیانہ/فیصل آباد	377	فرسٹ

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
5	محمد ناصر	اتھر/جہلم	371	فرسٹ
6	محمد ذوالفقار	روال/سرگودھا	356	فرسٹ
7	دل بادشاہ	مکڑوال/میانوالی	354	فرسٹ
8	محمد آصف	اتھر/جہلم	338	فرسٹ
9	مدثر سجاد	چینجی/چکوال	331	فرسٹ
10	محمد احسان	اتھر/جہلم	328	سیکنڈ
11	محمد حفیظ	رحمان آباد/سرگودھا	316	سیکنڈ
12	شاہ زیب	موڑ کھنڈا/شیخوپورہ	273	سیکنڈ
13	محمد کاظم	چینجی/چکوال	260	سیکنڈ

نتیجہ سیکنڈ ائیر 2004ء 100%

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
1	محمد انور	بھلوال/سرگودھا	764	فرسٹ
2	سکندر حیات	میر پور بھٹیاں/شیخوپورہ	707	فرسٹ
3	محمد شہریار	ہندال/قصور	681	فرسٹ
4	عدیل شہزاد	بھکی/شیخوپورہ	664	فرسٹ
5	محمد اسلم	ظفر آباد/شیخوپورہ	588	سیکنڈ

نتیجہ ایم اے اسلامیات پنجاب یونیورسٹی 2004ء

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	
1	افتخار حیدر ہاشمی	جہلم	608	

2	شاہد رسول	اوکاڑہ	585	
3	فلک شیر	جہلم	564	
4	عبدالرزاق	شیخوپورہ	561	

نتیجہ ادیب عربی 2004

نمبر شمار	نام	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
1	محمد رفیق	کالاباغ	476	فرسٹ
2	شفقت رزاق	اوکاڑہ	459	فرسٹ
3	محمد طارق	خوشاب	450	فرسٹ
4	محمد اسلم	صادق آباد	421	فرسٹ
5	ناصر علی	فیصل آباد	414	فرسٹ
6	محمد اعجاز	سرگودھا	391	فرسٹ
7	محمد عثمان	سرگودھا	385	فرسٹ
8	محمد ساجد ندیم	فیصل آباد	345	سیکنڈ

نتیجہ مڈل 2004ء معین اسلامک اکیڈمی بیربل شریف

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
1	ظہیر احمد	بیربل شریف	477	سیکنڈ
2	صابر حسین	جوہر آباد	472	سیکنڈ
3	شہزاد عباس	بھلوال رسرگودھا	466	سیکنڈ

4	محمد علی	گول پور رجہلم	452	سیکنڈ
5	مطیع الرحمان	بھلوال	448	سیکنڈ
6	صفدر عباس	شاہ پور صدر	444	سیکنڈ
7	خالد محمود	گول پور رجہلم	427	سیکنڈ
8	خالد مسعود	کوٹ بھائی خان	426	سیکنڈ
9	محمد اشرف	سرگودھا	424	سیکنڈ
10	محمد صفدر جاوید	بیربل شریف	418	سیکنڈ
11	محمد صفدر	جھاوریاں	413	سیکنڈ
12	محمد فاروق	جوہر آباد	405	سیکنڈ
13	محمد کاشف	بھکی رشیخوپورہ	401	سیکنڈ
14	محمد ندیم	حافظ آباد	395	سیکنڈ
15	محمد حبیب اللہ	ساہیوال	380	سیکنڈ
16	محمد طلحہ	جوہر آباد	364	سیکنڈ
17	محمد ظہیر	بیربل شریف	350	سیکنڈ
18	محمد ناصر	ننکانہ صاحب	344	سیکنڈ
19	محمد عمران	روال رسرگودھا	319	سیکنڈ
20	محمد فاروق	کدھی رسرگودھا	316	سیکنڈ

خدایا آرزو میری یہی ہے
میرا نور بصیرت عام کر دے
(اقبال)

نمونہ کلام

حضرت سیاحِ حرمین باباجی سید طاہر حسین شاہ

انتخاب...... قاری احمد یار۔ لاہور

فہم اوراک ڈبے وچ حیرت اتے حیرت وچ حیرانی
سوچاں آپ پیاں وچ سوچاں اتے ہر تدبیر دیوانی
فکراں دی پرواز نہ اوتھے وچ عقلاں سرگردانی
طاہر شاہ آسانی وچ مشکل اتے وچ مشکل آسانی

قل آکھے نالے آپ نہ بولے جانے حقیقت سمجھی
عقل وچاری سر پھڑ رہی' رہی وچ دلیلاں رجھی
پیر فقیر پئے وچ سجدے جدوں کوئی گل نہ بجھی
طاہر شاہ کے قلندر باجھوں ایہہ وچلی رمز نہ بجھی

ہر گھر دا مہمان اتے زینت ہر محفل دی
رنگت رونق ہر گلشن دی اے دھڑکن ہے ہر دل دی
علت غائی ہر ممکن دی اتے رفعت ہر منزل دی
طاہر شاہ بینائی ہر اکھ دی اتے کنجی ہر مشکل دی

جھوٹی رونق اس دنیا دی ایتھے جھوٹ دی گرم بازاری
جھوٹا حسن تے جھوٹا گہنا ایدھی جھوٹی زینت ساری
جھوٹا پیار تے جھوٹی مستی سب جھوٹے پریم پجاری
طاہر شاہ جس دی ہر گل جھوٹی کی اس کمینے دی یاری

اپنے آپ تو وچھڑیاں مینوں صدیاں کئی دہائیاں
اپنا نام نشان نہ ملیا نہ کدھروں خبراں پائیاں
اپنی صورت ویکھن کارن میریاں رو رو اکھیاں آئیاں
طاہر شاہ مرشد کامل باجھوں کرے کون ایہہ دور جدائیاں

اک در پھڑیئے حکم پھڑیئے اتے اک دے ہو کے رہیئے
اک دے ناز اٹھایئے رج رج سارے جگ دے ناز نہ سہیئے
اک نوں منئے اک تے مریئے کدی غیر دا ناں نہ لئے
طاہر شاہ جیہڑا اک دا دشمن اہدی صحبت وچ نہ بہیئے

دیس عرب ول جاندیا راہیا مینوں لے چل نال مدینے
میں وی ویکھ لواں او نگری جتھے وسدے یار نگینے
جس دھرتی تے رحمت والے سدا کھلے رہن خزینے
طاہر شاہ میں اس خاک نوں چماں جتھے لائے قدم نبی نے

دل دا درد تے سوز جگر دا اتے اشک آلود نگاہاں
ایہہ گوہر نہ وچ دکاناں نہ وچ خزانے شاہاں
بڑے نصیب ہوون تے لبھن ایہہ یار سجن دیا راہاں
طاہر شاہ عشق رسولؐ دی نعمت کدوں ملدی اے گمراہاں

کیوں مخلوق دے دل نہ بھانواں میں تے گیت رسولؐ دے گانواں
کیوں نہ دنیا وچ سکھ پانواں میں تے گیت رسولؐ دے گانواں
کیوں نہ ماناں ٹھنڈیاں چھانواں میں تے گیت رسولؐ دے گانواں
طاہر شاہ' دوزخ میں کیوں جانواں میں تے گیت رسولؐ دے گانواں

ٹکیاں والے چپ نہ کر دے بھانویں دیئے لکھ دلاسے
رودن نال وہار انہاں دا کدی کرن قبول نہ ہاسے
ایس جہان دی نظراں تو اوہ رہندے پاسے پاسے
طاہر شاہ نام نمود مٹا کے وچ گلیاں پھرن اداسے

اک ملدے پر دلوں نہ ملدے نت لئے ملاون سینے
وکھریاں ہو کے کرم برائیاں جیہڑے ہوون یار کمینے
بعضے کئی کئی سال نہ ملدے پر اندروں ہون نگینے
طاہر اپنا خون بہاون' جتھے یار دے وگن پسینے

شیشہ دل دا صاف نہیں ہوتا کے شیشہ گر دے باجھوں
عشق دی منزل طے نہیں ہونی کے دیدہ ور دے باجھوں
لا الہ دی رمز نہیں لبھنی کے ذات فقر دے باجھوں
طاہر یار دی دید نہیں ہونی کے اہل نظر دے باجھوں

سر لبھیاں جے رب رس جاندا قاری انج قرآن نہ پڑھدے
ترتیلاں تے تجویداں دے لوہ ویہڑے کدی نہ وڑ دے
لحن داؤدی دی رشنائی نہ لندی لندے چڑھدے
طاہر شاہ خواجہ اجمیری دا اسیں دامن مول نہ چھڑ دے

میں مر دی تے توں نہ مردوں توں مریوں میں نہ موئی
لف گئی کمر تے سر نہ جھکیا انجیں ضائع وقت گنوئی
جے سر جھکیا تے دل نہ جھکیا اجے مشکل حل نہ ہوئی
طاہر شاہ جس دی میں نہ موئی اینوں وچ درگاہ نہ ڈھوئی

جی چاہے ہن ایس جہانوں کتے جنگی دور بہانواں
جتھے آوے نہ کوئی جاوے نہ کسے پتے پرچھانواں
لاہ کے سارے گلوں گلاواں گل عشق دی ملا پانواں
شاید ایسے چالے طاہر میں ریسا یار مناواں

یا رب نہ منگی دولت تیتھوں نہ لمی زندگانی
نہ اسباب نہ محل نہ ماڑی نہ دنیا دی سلطانی
کر دے روشن قبر میری نوں تینوں صدقہ سرورؐ جانی
طاہر شاہ آون جاتون والے ایتھوں یون جام نورانی

بقیہ صفحہ 57 سے آگے

چاہئے۔ یہاں صرف ایسی باتوں کا ذکر مقصود تھا جن کی نشاندہی سے قاری علمی' روحانی اور وجدانی شعور کے ساتھ صوفیانہ کلام پڑھنے کے لئے تیار ہو جائے۔

مجھ فقیر سے ایسا کچھ ہو پایا ہے یا نہیں مگر نیت یہی رہی ہے۔ ورنہ تو تو صوفیانہ کلام ہے۔ اگر کوئی اس کے سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا تو یہ کلام اس کے سر سے گزر جائے گا۔ اور جو اس کا اہل ہے' اس کے دل میں اتر جائے گا۔ سید احمد سعید ہمدانی

نوشہو (وادی سون) 4 اکتوبر 1993ء
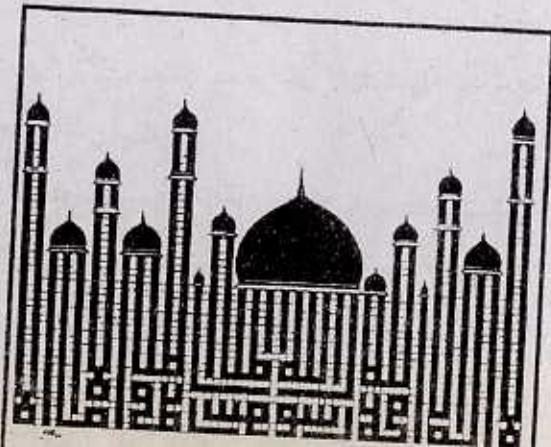
میلاد النبی ﷺ کی دھوم

حکومت دبئی (متحدہ عرب امارات) کی وزارت اوقاف و مذہبی امور کی جانب سے تمام مساجد میں ۱۱ ربیع الاول شریف ۱۴۲۵ھ۔ (۳۰ اپریل ۲۰۰۴ء) کو جمعۃ المبارک میں پڑھے جانے والے عربی خطبہ

مترجم: علامہ مولانا حافظ محمد اشرف آصف جلالی

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کرتا ہوں جو اسکی نعمتوں کے مساوی اور فضل کے برابر ہو۔ اے اللہ تیرے لیے حمد ہے جس طرح کہ تیری ذات کے جلال اور عظیم سلطنت کے شایان شاں ہو۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی کے لیے تعریف ہے۔ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ (سیدنا) حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ تمام مخلوقات میں سے اس کے مختار ہیں اور اس کے خلیل ہیں۔ آپ نے پیغام پہنچا دیا، امانت ادا کردی، امت کی خیر خواہی کی، غم دور کیے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اور حق ادا کیا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

اے اللہ! ہمارے سردار، ہمارے نبی اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، آپ کی آل، آپ کے اصحاب، تابعین اور قیامت کے دن تک حالت ایمان میں ان کے پیروی کرنے والوں پر درود و سلام اور برکتیں بھیج۔ اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۔ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

"اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کیلئے نجات کی راہ نکال دیگا۔ اور اسے وہاں سے روزی دیگا جہاں اسکا گمان نہ ہو"۔

(سورہ الطلاق ۲:۳)

اما بعد! ان ایام میں ہم پر اور پورے عالم اسلام پر میلاد رسول ﷺ کا ذکر سایہ فگن ہے۔ وہ رسول کریم ﷺ کہ جن کا میلاد ایک نئے جہان کا میلاد تھا اور سطح زمین پر انسانی حیات کے عہد سعید کا افتتاح تھا۔ ہاں۔ برادران اسلام وہ دن جس میں آج سے چودہ صدیوں سے زائد عرصہ قبل پیدا ہوئے وہی دن مستحق ہے کہ اس میں انسانیت اعتزاز اور بلاغت و اختصار سے یہ نعرہ لگائے۔

وُلِدَ الْهُدٰى فَالْكَائِنَاتُ ضِيَاءٌ ۔ وَفَمُ الزَّمَانِ تَبَسُّمٌ وَثَنَاءٌ

"ہدایت کی ولادت ہوئی، پس کائنات روشن ہوگئی اور زمانے کے لب پر تبسم اور تعریف ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو۔ آپ ہی وہ ذات ہیں جنہوں نے انسانیت کے تمام بوجھ اتارے"۔

قرآن مجید میں ہے۔

"اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ"۔

(سورۃ الاعراف ۱۵۷)

"وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے۔ غیب کی خبریں دینے والے جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں۔ وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائیگا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اسکی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا، وہی بامراد ہوئے"۔

آپ ﷺ کی ولادت پر ہر زمانے کو خوشی کیوں نہ ہو۔ آپ وہ رحمت ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہدیہ کی ہے۔ آپ نعمت عام ہیں اور آپ سب سے بڑا احسان ہیں جس نے انسانوں کو حرص و ہوا

اورشہوتوں کے بندھن سے آزاد کیا۔قلوب کو صاف کیا اور انہیں خیر، نیکی اور بھلائی کی طرف مائل کیا۔قرآن مجید میں ہے۔

" لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ.

(سورہ آل عمران:۱۶۴)

"بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اسکی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے"۔

ہاں! یا سیدی یارسول اللہ ﷺ! آپ کا میلاد، امت اسلام کا میلاد تھا۔آپ کی امت نے آپ ﷺ کی سنت پر چل کر بہت بڑی اسلامی سلطنت قائم کی۔امت میں یہ استطاعت آئی کہ اس نے اپنا رحمت بھرا سایہ تاریخ پر ڈالا اور اس نے طویل زمانے تک اپنے اثرات کو تمدن پر نقش کیا۔

برادران ایمان! یہ خوشبو والا تہوار لوگوں کو یاد دلا رہا ہے کہ میلاد النبی ﷺ بہت بڑا احسان تھا جس نے زمانے کی بساط جہالت کو سمیٹا اور عزت انسان کو واپس لایا۔

وہ زمانہ کہ جس میں ہر طرف افراتفری اور انتشار تھا۔اس میں آپ نے اونٹوں کے چرواہوں میں سے دنیا کے لیڈر اور اقوام کے استاد بنائے اور چوتھائی صدی سے کم وقت میں آپ نے بہترین امت تیار کی جسے لوگوں کی راہنمائی کے لیے ظاہر کیا گیا۔

اے مسلمانان عالم! وہ سہانی رات جس کا آسمان بڑا صاف تھا۔جس کی شام بڑی رقت انگیز تھی اور جسکی ہوا بڑی خوش گوار تھی، اس میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے انسانیت کی آنکھ کی ٹھنڈک، اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں کے قائد حضرت محمد ﷺ کو جنم دیا۔

تَجَلَّتْ مَوْلِدُ الْهُدٰى وَعَمَّتْ　　　بَشَائِرُهُ الْبَوَادِىَ وَالْقَصَابَا

"ہادی کا میلاد جلوہ فگن ہوا اور اس میلاد کی خوش خبریاں دیہاتوں اور قصبوں میں جو عام ہوئیں"

وَاَسْدَتْ لِلْبَرِيَّةِ بِنْتُ وَهْبٍ　　　يَدًا بَيْضَاءَ طَوَّقَتِ الرِّقَابَا

"اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے مخلوق کو سفید ہاتھ عطا کیا کہ جس نے غلاموں کو سہارا دیا"

لَقَدْ وَلَدَتْهُ وَهَّاجًا مُّنِيْرًا　　　كَمَا تَلِدُ السَّمٰوٰتُ الشِّهَابَا

"حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو اس حال میں جنم دیا کہ آپ روشنیوں کا منبع تھے جیسا کہ آسمان شہاب ثاقب کو جنم دیتے ہیں"

ہاں! رسول اللہ ﷺ کا میلاد غلاموں کی آزادی کا اعلان تھا۔جس وقت آپ ﷺ کے چچا ابو لہب کی لونڈی ثویبہ نے اسے آپ ﷺ کی ولادت کی خبر دی تو اس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب ابولہب مر گیا میں نے اسے اسکے مرنے کے ایک سال بعد خواب میں برے حال میں دیکھا۔اس نے کہا میں نے تمہارے بعد کوئی راحت نہیں پائی مگر یہ ہے کہ مجھ سے ہر پیر کے دن عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے۔

امام سہیلی نے کہا یہ اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے تھے۔ثویبہ نے ابولہب کو رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی خوشخبری دی تھی اور اس نے آپ کو آزاد کر دیا۔کتنا اچھا وہ کلام ہے جو حافظ محمد بن ناصر الدین دمشقی نے اس سلسلہ میں پیش کیا۔

اِذَا كَانَ هٰذَا كَافِرًا جَآءَ ذَمُّهٗ　　　وَتَبَّتْ يَدَاهُ فِى الْجَحِيْمِ مُخَلَّدَا

کافر تھا کہ جس کی مذمت آئی ہے اور اسکے دونوں ہاتھ ہلاک ہو گئے درآنحالیکہ وہ جہنم میں ہمیشہ تھے"۔

اَتٰى اَنَّهٗ فِى يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ دَائِمًا　　　يُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا

"اسکے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ اس سے ہمیشہ پیر کے دن عذاب ہلکا کر دیا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خوشی کیوجہ سے"

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِىْ عَاشَ عُمْرُهٗ　　　بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدًا

"پس کیا خیال ہے اس بندے کے بارے میں جس نے ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کی خوشی میں گذاری" اور حالت ایمان میں دنیا سے چل بسا"

برادران اسلام! حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ جن کا آج ہم میلاد منا رہے ہیں وہ سب سے اونچی چوٹی ہیں اور ایسا آسمان ہیں کہ جن سے اوپر کوئی آسمان نہیں ہے۔ایسا کیوں نہ ہو آپ ﷺ اللہ

تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں سے اعلیٰ اور تمام بندوں سے افضل ہیں۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"ان اللّٰـهَ اصطفیٰ من وَلَدِ ابراهیمَ
واسمٰعیلَ واصطفیٰ من وَلَد اسمٰعیلَ
بنی کنافة واصطفیٰ من بنی کنانة
قریشاً واصطفیٰ من قریش منبی
هاشم واصطفانی من بنی هاشم.
(ترمذی، باب فضل النبی ﷺ)

"اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی
اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام
کو منتخب کیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی
اولاد میں سے بنی ہاشم کو منتخب کیا اور بنی
ہاشم سے مجھے منتخب کیا"۔

رحم کرے اللہ تعالیٰ اس شاعر پہ جس نے یہ کہا۔

وَاَجمَلُ مِنکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَینِی وَاَکْرَمُ مِنکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ

"آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں اور آپ سے زیادہ عزت والا کسی ماں نے جنا ہی نہیں"

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَآءُ

"آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا گویا کہ آپ کو یوں پیدا کیا گیا جیسے آپ نے چاہا"

برادرانِ اسلام: یہ یاد کتنی بڑی یاد ہے۔ اس سے حاصل ہونے والے سبق کتنے بڑے ہیں اور ہمیں کتنی ضرورت ہے کہ ان اسباق کو عملی جامہ پہنائیں۔ سیدی یارسول اللہ ﷺ۔

ہمیں کتنی ضرورت ہے کہ ہم نظریے پر ثابت قدمی میں آپ کی ثابت قدمی کی پیروی کریں جب آپ فرما رہے تھے۔

"وَاللہِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِیْ یَمِیْنِیْ
وَالْقَمَرَ فِیْ یَسَارِیْ عَلٰی اَنْ اَتْرُکَ
هٰذَا الْاَمْرَ مَا تَرَکْتُهُ حَتّٰی یُظْهِرَهُ اَوْ
اَهْلِکَ فِیْهِ (تاریخ طبری ۱/۵۴۵......
سیرت ابن ہشام ۲/۱۰۱)

"اللہ کی قسم اگر وہ (مشرکین) سورج
میرے دائیں ہاتھ پر رکھدیں اور چاند
میرے بائیں ہاتھ پر کہ میں اس اسلام کو چھوڑ
دوں، یہاں تک کہ اللہ اس دین کو غالب
پائیں اس کے لیے شہید ہو جاؤں گا"۔

سَیِّدِی یَارَسُوْلَ اللہ ﷺ! ہمارے لیے کتنا لازم ہے کہ ایذا رسانی کرنے والے لوگوں سے ہم عفو و در گذر کرنے میں ہم آپ کے نقش قدم پر چلیں۔ جب آپ فرما رہے تھے "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ"۔ (اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیوں کہ یہ نہیں جانتے)۔

سَیِّدِی یَارَسُوْلَ اللہ ﷺ

ہمارے لیے کتنا ضروری ہے کہ مساوات کی طرف آپکی دعوت پہ عمل پیرا ہوں جبکہ آپ فرما رہے تھے سلمان منا اہل البیت۔ "ترجمہ: سلمان ہم میں سے ہے یعنی اہل بیت سے ہے۔

سَیِّدِی یَارَسُوْلَ اللہ ﷺ! ہمیں کمزوروں کے بارے میں آپ کی وصیت پر کس قدر عمل کی ضرورت ہے جب آپ رہے تھے۔

"هَلْ تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِکُمْ" (بخاری)

تمہیں صرف تم میں سے کمزوروں کے صدقے رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔

بھائیو! اس سال میلاد شریف کی تقریب اس حال میں آئی ہے کہ مسلمانوں کو سخت حالات اور بہت سے چیلنجز کا سامنا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کا خون بہہ رہا ہے۔ مسلمان بے گھر ہو رہے ہیں اور ظلم و ستم کی چکی تلے پس رہے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ میلاد شریف کی برکات اور اس میں جو اسباق اور نصیحتیں ہیں، یہ امت کے لیے ان چیلنجز کا مقابلہ کرنے میں معاون ہونگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ عنقریب مسلم امہ کیلیے امید و عمل کے دروازے کھلنے والے ہیں جو انہیں ان اہداف اور منزل کی طرف پہنچائیں گے۔

آخر میں ہمارے لیے اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اس میلاد سے فائدہ دے اور صاحب میلاد ﷺ کو ہمارے لیے جانوں، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب بنائے ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ ہمارے لیے اپنے فضل اور رحمت کے دروازے کھول دے۔ ہمارے لیے ہر غم سے رہائی کے اسباب پیدا فرما دے۔ اور ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ عطا کرے اور ہمارے لیے عزت اور غلبہ لکھ دے۔ آمین۔

حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

(افکار، تعلیمات، نظریات)

تحریر: ملک محبوب الرسول قادری

مرا پیرے کہ ہر دم دستگیر است
فنا فی اللہ جیلانی فقیر است

(میرا شیخ جو ہر لحہ دستگیر ہے جیلان کا رہنے والا فنافی اللہ فقیر ہے)

سید الاولیاء حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے القاب میں پیر پیراں، محبوب سبحانی، میر میراں، محی الدین، شہنشاہ بغداد، دستگیر، غوث الثقلین، شاہ جیلاں، ماہِ گیلاں اور گیارہویں شریف والی سرکار جیسے عظیم المرتبت القاب شامل ہیں اور مسلم برادری کی غالب اکثریت ہر ماہ کی گیارہ تاریخ اور خصوصاً ربیع الثانی (قمری سال کا چوتھا مہینہ) کی دس، گیارہ، بارہ تاریخوں میں آپ کی یاد مناتی ہے، جلسے منعقد کیے جاتے ہیں، محافل سجائی جاتی ہیں، کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ دیگیں چڑھتی ہیں۔ صدقہ وخیرات کیا جاتا ہے۔ اللہ کے ایک نیک، مقرب اور محبوب بندے کی یاد منائی جاتی ہے ان کرامات بیان کی جاتی ہیں مناقب پڑھے جاتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کرامات حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض ''کرامات'' جہلا کی مہربانیوں سے گھڑ گھڑا کر شامل کر دی گئی ہیں۔ جن سے اجتناب کرنا اصولاً، اخلاقاً اور شرعاً ضروری و لازمی ہے۔ اور دوسری صورت میں عقیدہ و ایمان کی تباہی کے بغیر کوئی دوسرا نتیجہ نکلنے کی امید رکھنا عبث ہے۔

حضرت غوث پاک مادر زاد ولی تھے حسنی حسینی سید تھے بچپن ہی سے اپنے گرد و پیش میں شریعتِ مطہرہ کی حکمرانی پائی، گویا تقویٰ وطہارت، بزرگی وسیادت، عجز وانکسار، شرافت ونجابت آپ کو ورثہ میں ملی۔ قرآن، صحیح النسب اور نجیب الطرفین متقی شیخ طریقت، صاحب کرامت ولی

کامل، بے مثل مدرس، عدیم النظیر خطیب، مشفق استاذ، صاحب بصیرت سیاست دان، صاحب دیوان قادر الکلام شاعر، ثقہ ومعتبر، مصنف اور صاحب حکمت مبلغ اسلام کے طور پر ابھرے اور پھر اللہ کی توفیق وحکم سے دمشق کی جامع مسجد میں منبر پر بیٹھ کر یہ اعلان فرما رہے تھے کہ..... میرا یہ قدم، صبح قیامت تک آنے والے اولیاء کی گردنوں پر ہے اسی لیے تو چودھویں صدی ہجری کے مجدد برحق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ قلبی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا — اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
مصطفےٰ ﷺ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا — جس نے دیکھا مری جاں، جلوۂ زیبا تیرا
نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل — حسنی چاند، حسینی ہے اجالا تیرا
تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا — تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
اور محبوب ہیں، ہاں پر سبھی محبوب یکساں تو نہیں — یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جب گلہائے نعت پیش کیے تو مقطع میں یوں عرض کرتے ہیں کہ۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

جی ہاں! حضور شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ خود ارشاد فرماتے ہیں۔

قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ — (میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے)

نیز فرمایا کہ میرے ہر مرید کو میرا رب ایمان پر موت عطا فرمائے گا۔

لا یموت مریدی الا علی الایمان — میرا مرید دنیا سے باایمان رخصت ہوتا ہے

(کلید التوحید کلاں)

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی تعلیمات زندگی گذارنے کے راہنما اصول فراہم کرتی ہیں اور آپ کے معمولات سنت نبوی کے مکمل اتباع کی ہو بہو تصویر تھے۔ آپ کے ارادت مندوں

ہمراہ آپ کی قیام گاہ کی طرف روانہ ہوئی۔ آپ ہر طالب علم کیساتھ ایسی خندہ پیشانی سے مل رہے تھے جیسے اپنے بیٹے سے مل رہے ہیں۔ 16 فروری 2004ء کا دن بڑا سہانا تھا ٹھیک گیارہ بجے مناقشہ شروع ہوا جو تقریباً تین گھنٹے جاری رہا، حضرت علامہ شرف قادری سامعین کے درمیان بیٹھے مناقشہ کی کارروائی اپنے ماتھے کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے جبکہ لوگ حضرت قادری صاحب کی مناقشہ میں موجودگی کو رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے ایک باپ اپنے بیٹے کی خوشیوں کو دوبالا اور یادگار بنانے کیلئے سات سمندر پار ہزاروں میل کی مسافت طے کر کے آیا اور اپنے رب کے فضل و کرم کو کھلی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا، دوسری طرف یہ ایک سعادت مند بیٹا اپنی محنتوں کے ثمر بار ہونے پر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز تھا، اور اپنی زندگی کے حسین ترین لمحات میں اپنے عظیم والد کی موجودگی پر بھی سراپا سپاس، یہ بات جہاں باپ اور بیٹے کیلئے خوشیوں اور مسرتوں کا باعث تھی، وہیں دیکھنے والوں کیلئے بھی فرحت وانبساط کا سامان لیے ہوئے تھی، ایسا حسین منظر چشم فلک نے شاید کبھی دیکھا ہو، لیکن آج ہم سب یہ منظر دیکھ کر شادکام ہو رہے تھے مناقشہ ختم ہوا، مقالہ نگار کو 'مرتبة الشرف الاولی' '' کیساتھ پی ایچ ڈی کا مکرم اعزاز بھی عطا کیا گیا، سب طلبہ خوشی سے سرشار تھے اور مقالہ نگار سے بغل گیر ہو رہے تھے اور مبارکبادیاں پیش کر رہے تھے، لیکن وہ منظر بڑا یادگار تھا جب حضرت شرف قادری صاحب اپنے ہونہار بیٹے سے بغل گیر ہو رہے تھے، ہمارے علم کے مطابق شاید کسی غیر ملکی طالب علم کو یہ اعزاز پہلے حاصل نہ ہوا ہو کہ ڈاکٹریٹ کے مناقشہ میں اس کے والد نے شرکت کی ہو، یہ باپ اور بیٹے دونوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور احسان ہے۔

16 فروری کی صبح مناقشہ ہوا اور شام کے وقت محب گرامی سدیدی صاحب نے اس عظیم خوشی کی مناسبت سے ایک شاندار عشائیہ پارٹی دی جسمیں ہندوستان، پاکستان، بنگلادیش، انگلینڈ اور نیپال کے طلبہ کی ایک کثیر تعداد تقریباً ساٹھ کے لگ بھگ شریک تھی، حضرت علامہ قادری صاحب بھی اس محفل میں آقائے دو عالم ﷺ کے توسل سے اپنے رب کی بارگاہ میں شکر بجالانے کی غرض

حدیث نبوی ہے کہ '' ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا، بہترین جہاد ہے '' اور حضرت غوث اعظم کا ارشاد گرامی ہے کہ '' جابر سلطان کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اٹھ کھڑا ہو تو ان کی امداد لازم ہو جائے گی تاکہ یہ کامیاب ہو کر ظالم اور فاسق شخص کو مسندِ اقتدار سے ہٹا سکیں اور ملک پر از سر نو احکام شرعیہ کا نفاذ کر سکیں ''۔ اور آپ کی یہ بات صرف بات کی حد تک نہیں بلکہ آپ جو فرماتے خود اس پر عامل ہوتے۔ خلیفہ مقتفی الامر اللہ نے قاضی ابو الوفاء یحییٰ کو منصب قضا سونپا تو حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سراپا احتجاج بن گئے اور بر سر منبر، خلیفۂ وقت کو سخت لہجہ میں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو اظلم الظالمین ہے۔ کل قیامت کے دن اس رب العالمین کو جو ارحم الراحمین بھی ہے اور قہار بھی، تم کیا جواب دو گے؟ اسی طرح جب سلطان سنجر نے آپ کو 'نیمروز'' کا گورنر بنانا چاہا اور یہ پیش کش کرنے کے لے بارگاہ غوثیت مآب میں حاضر ہوا تو نہ صرف یہ کہ آپ نے اس کی اس پیش کش کو قبول نہ فرمایا بلکہ اس انکار کے ساتھ آپ نے حقارت و کراہت کا اظہار بھی فرمایا۔

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ تو بہت مشہور ہے کہ جب عباسی خلیفہ مستنجد باللہ ابو المظفر یوسف آپ کے کاشانہ اقدس میں حاضر ہوا، قدم بوسی کی، اور نصیحت کی درخواست کی اور ساتھ ہی اشرفیوں سے بھری دس تھیلیاں نذر کیں تو آپ نے قبول کرنے سے انکار فرمادیا، اس نے اصرار کیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک تھیلی لی اور دونوں کو آپس میں رگڑا تو ان سے خون بہنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے ابو المظفر! تم خدا سے نہیں ڈرتے اور لوگوں کا خون چوس کر میرے پاس نذرانے کے طور پر لاتے ہو اگر میں ان کو مٹھیوں میں لے کر اسی طرح نچوڑ دوں تو خون اسی طرح بہتا ہوا تمہارے محلوں تک چلا جائے گا۔ گویا آپ نے حرام خور اور مشکوک کمائی والے لوگوں کے نذرانے مسترد فرمائے ہیں اور انہیں اپنے حکیمانہ انداز میں رزق حلال کے حصول کی ترغیب دی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ '' ظالم، مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی آخرت برباد کر لیتا ہے ''۔ آپ کی نصیحت ہے کہ 'امیروں کے ساتھ عزت اور غلبہ سے ملاقات کرو اور فقیروں (مساکین) کے ساتھ عاجزی وانکساری کے ساتھ ملو' فرمایا، جب تک مخلوق کے ادب کا

خیال نہ رکھے، خالق کے ساتھ ادب کا دعویٰ غلط ہے، آپ نے حیرت وتاسف کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہے کہ جو لوگوں کی عیب جوئی میں مشغول ہے اور اپنے عیوب سے غافل ہے۔

آپ کی تعلیمات فکرِ آخرت کا درس دیتی ہیں ارشاد فرمایا "حیات کا دروازہ جب تک کھلا ہے غنیمت جانو، وہ جلد ہی تم پر بند کر دیا جائے گا اور نیکی کے کاموں کو جب تک تمہیں قدرت ہے جاری رکھو اور غنیمت سمجھو، تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے اہل غفلت کے پاس صرف بیٹھنا ہی تیری غفلت کی علامت ہے آپ نے فرمایا کہ..... قولِ بے عمل اور عمل بے اخلاص ناقابل قبول ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ موت کو یاد رکھنا، نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔ فرمایا۔ جس کا انجام موت ہے اس کے لیے کون سی خوشی ہے؟ دنیا کے نشے میں بدمست لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ..... شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے..... فرمایا..... موت سے پہلے یادِ خدا میں عزت ہے کیونکہ جب فصل کاٹنے کا وقت ہو اس وقت ہل چلانا اور بوائی کرنا حماقت و بے وقوفی ہے، جب، اللہ کا ذکر، قلب میں جگہ پکڑ جائے تو بندے کا اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا دائمی بن جاتا ہے اگرچہ آپ کی زبان مبارک سے آخری الفاظ یہ ادا ہو رہے تھے..... وحدہٗ لاشریک، وحدہٗ لاشریک، توحید، توحید..... آیئے دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں بھی سرکار سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ اور اپنے دیگر مقبولان بارگاہ کی معیت عطا فرما ان کی تعلیمات پر عمل کی توفیق دے۔ آمین

الحمد للہ! حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کے ساتھ اپنی عظیم نسبت پر ہم نازاں و فرحاں ہیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس نسبت کو ہمیشہ قائم وسلامت رکھے حضور سلطان العارفین کی ہمنوائی میں ہمارا تو اعلان ہے کہ۔

من مریدم شاہ میراں محی الدین
خاک بر سر منکران بے یقین

(میں شاہِ میراں محی الدین کا مرید ہوں جو بے یقین اس بات کے منکر ہیں ان کے سر پر خاک!)

حمد باری تعالیٰ..... نعت سرورِ کونین ﷺ

سارے عالم کا ہے سہارا تو — عاصیوں کے لیے کنارا تو
بے کراں نور ہے، نظارا تو — ذرے ذرے میں آشکارا تو
فکر و الفاظ کا ستارا تو — میری سوچوں کا استعارا تو
جب پڑھا لم یالد ولم یولد! — میرے دل نے وہیں پکارا تو
ساری دنیا کے واسطے یکتا — ذات تیری فقط سہارا تو
سرِ وحدانیت عبادت کا — ایک مخزن ہے ایک اشارا تو
تیرا محبوب ﷺ شافع محشر ﷺ — ان ﷺ سے نسبت ہمیں، ہمارا تو
وسوسوں میں بھی روشنی بن کر — زندگی تو ہے استعارا تو
با عمل زندگی ہو کچھ ایسے — ہم پہ ظاہر ہو، آشکارا تو
سر بہ سجدہ ہوں ربنا کہہ دے — اٹھ کہ اب بن گیا ہمارا تو
خالقِ حسن، حسنِ عالم بھی — غیب میں بھی ہے، آشکارا تو
اُمتی ہیں ترے حبیب ﷺ کے ہم — اس حوالے سے بھی ہمارا تو
مطمئن کیوں نہ ہو بھلا اطہر — روزِ محشر تیرا، ہمارا تو

اطہر عباسی..... جدہ

☆☆☆☆☆☆

کرم بے انتہا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں — عنایت برملا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
زباں مدحت سرا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں — نظر وقف ثنا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
دعا ہے التجا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں — شہنشہ بھی گدا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
جو نورانی فضا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں — ضیائے مصطفیٰ ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
وہ عاصی جو کھڑا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں — معافی پا رہا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
بھرے جاتے ہیں دامن بے طلب ہی اہلِ حاجت کے — کہوں سے شفا، ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
ہوا پابوس چرخِ نیل گوں جس کا شب اسریٰ — وہی جلوہ نما ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
یہ در ہی رہنما ہے بارگاہ حق تعالیٰ کا — درِ کعبہ بھی وا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
رہوں محفوظ میں خورشیدِ محشر کی تمازت سے — مجھے لایا گیا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
اگر طیبہ سے دوری ہے تو ہے قسمت کی ناخوبی — مقدر کا بھلا ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں
کوئی بادِ مخالف کیا بگاڑے گی مرا طارق — مری نشوونما ہے گنبدِ خضراء کے سایے میں

طارق سلطانپوری..... حسن ابدال

مسائل دین

حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری (کراچی)

سوال: کہا جاتا ہے کہ اہل جہنم میں زیادہ تر عورتیں ہوں گی۔ کیا یہ صحیح ہے؟
اگر صحیح ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ (محمد علی، حیدر آباد)

جواب: بخاری و مسلم میں ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ کا عورتوں کے پاس سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے عورتو! تم صدقہ کیا کرو، میں نے جہنم میں اکثر عورتوں کو دیکھا ہے''

عرض کی گئی اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

''تم لعنت زیادہ کرتی ہو، اپنے شوہر کی نعمتوں کی ناشکری کرتی ہو، میں نے تم سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا جو خود تو عقل و دین میں ناقص ہو لیکن بڑے بڑے عقلمندوں کی عقل کو ناکارہ کردے''

عرض کی گئی ہمارے عقل و دین میں کیا کمی ہے؟

فرمایا! ''کیا عورتوں کی گواہی مردوں کی گواہی کے نصف کے برابر نہیں عرض کی گئی، ہاں، ارشاد ہوا ''یہ ان کی عقل کی کمی ہے''۔ پھر فرمایا! ''عورت کو جب حیض آئے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی۔ کیا ایسا نہیں ہے؟ عرض کی گئی ہاں ایسا ہی ہے فرمایا! یہ ان کے دین کی کمی ہے۔

آقا و مولیٰ ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے، میں نے جہنم میں عورتوں کو زیادہ دیکھا ہے، صحابہ کرام نے عرض کی، یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا! ان کی ناشکری کے باعث، عرض کی گئی کیا وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتی ہیں، آقا کریم ﷺ نے فرمایا! وہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور اس کے احسانات کا انکار کرتی ہیں، اگر تم عورت پر طویل عرصہ احسان کرتے رہو پھر اسے تمہاری طرف سے معمولی فرق نظر آئے تو کہتی ہے۔ میں نے تم سے آج تک کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔ (بخاری)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جہنم میں زیادہ تر عورتیں ہوں گی۔ اور ان کے جہنم میں جانے کی وجہ حضور ﷺ نے بیان فرمائی۔ اول یہ کہ وہ کثرت سے لعن طعن کرتی ہیں اور دوم یہ کہ وہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کو ان برائیوں سے بچنے کے علاوہ کثرت سے صدقہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے!

''صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے''۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث پاک میں ہے:

''آگ سے بچو، اگرچہ کھجور کا کچھ حصہ ہی صدقہ دو'' (بخاری)

یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہے کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے اتنا صدقہ دے سکتی ہے جتنا دینے سے شوہر ناراض نہ ہو۔ اس صدقہ کا ثواب دونوں کو برابر ہوگا اور ایک کے ثواب سے دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

اول الذکر حدیث مبارکہ میں ایک اور حقیقت بیان ہوئی ہے وہ یہ کہ عورتیں خود تو عقل و دین میں ناقص ہیں لیکن بڑے بڑے عقلمندوں کی عقل پر پردہ ڈال دیتی ہیں۔ اس کی کئی مثالیں معاشرے میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ عورتوں کا بن سنور کر بے پردہ باہر نکلنا، بازاروں میں نامحرموں کے درمیان گھومنا پھرنا، مردوں کی مشابہت اختیار کرنا وغیرہ، ایسے کام اکثر عورت اس وقت کرتی ہے جو وہ اپنے گھر کے مردوں کی عقل کو ناکارہ کردیتی ہے۔

آقا و مولیٰ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ (بخاری) یہ مشابہت لباس میں ہو یا زیب و زینت میں یا عادات و اطوار میں، کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ سیّد عالم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا سا لباس پہنتے ہیں۔ اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردانہ لباس پہنتی ہیں۔ (ابوداؤد)

ایک اور حدیث پاک میں ارشاد ہوا اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو اپنے جسم پر رنگ بھرواتی ہیں اور جو رنگ بھرتی ہیں اور جو چہرے سے بال نوچتی ہیں اور بال نچواتی ہیں اور ان

پر بھی جو اپنے دانتوں کے درمیان حسن کے لیے کشادگی بناتی ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو بدلنے والی ہیں۔ (مسلم)

اس حدیث پاک میں بال نوچنے کا ذکر ابروؤں یا چہرے سے متعلق ہے البتہ داڑھی یا مونچھوں کی جگہ کے بال عورت کو نوچنا جائز ہے۔ایک اور حرام فعل جس میں عورتیں کثرت سے مبتلا ہیں وہ میت پر نوحہ و بین کرنا ہے۔صدر الشریعہ لکھتے ہیں؛ نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا (اور چلانا) جسے بین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے۔ گریبان پھاڑنا منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ پیٹنا، ران پر ہاتھ مارنا، یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام ہیں۔آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۳۶)

آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا جو اپنا منہ پیٹے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے یعنی نوحہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری، مسلم)

نور مجسم ﷺ کا ارشاد ہے، جو سر منڈائے اور چیخے چلائے یعنی نوحہ بین کرے اور کپڑے پھاڑے۔ میں اس سے بیزار ہوں (ایضاً)۔رسول معظم ﷺ نے نوحہ کرنے اور سننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی۔ (ابوداؤد)

بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب اللہ تعالیٰ عذاب نہیں فرماتا، پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا! لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے یعنی جب کہ اس نے رونے کی وصیت کی ہو یا وہاں رونے کا رواج ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔یا یہ مراد ہے کہ ان کے رونے سے اسے تکلیف ہوتی ہے کہ دوسری حدیث میں آیا ہے، اے اللہ کے بندو! اپنے مردے کو تکلیف نہ دو جب تم رونے لگتے ہو وہ بھی رونے لگتا ہے (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۳۷)

رحمت عالم ﷺ نے صدمہ کے وقت صبر کرنے کی بے حد تلقین فرمائی ہے۔حدیث

پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے؛ ''اے اولاد آدم! اگر تو شروع صدمہ کے وقت صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو میں تیرے لیے جنت کے سوا کسی ثواب پر راضی نہیں۔ (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث شریف میں عورتوں کو صبر کے بدلے میں جنت کی بشارت دی گئی۔ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا!

''تم میں سے جس عورت کے تین بچے فوت ہو جائیں وہ اسے دوزخ سے بچالیں گے''۔ایک عورت بولی؛ جس کے دو بچے فوت ہو جائیں؟ فرمایا! دو بچے بھی آگ سے بچالیں گے'' (بخاری)

دوسری روایت میں ہے

''جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے وہ بھی اپنے ماں باپ کو آگ سے بچالے گا'' (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

مسند احمد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ کچا بچہ بھی اپنی ماں کو جنت میں لے جائے گا بشرطیکہ وہ صبر کرے۔

☆☆☆

وفیات

کیا کیا یاد آیا جب تیری یاد آئی

آہ! عہد ساز نعت گو شاعر جناب پروفیسر حفیظ تائب

از...... ملک محبوب الرسول قادری

جدید عہد میں اردو نعت کے عہد ساز شاعر پروفیسر حفیظ تائب 12 اور 13 جون 2004ء کی درمیانی شب 73 برس کی عمر میں انتقال کر گئے ان کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں آہوں اور سسکیوں کے درمیان سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کا جنازہ 91 رچنا بلاک علامہ اقبال ٹاؤن سے اٹھایا گیا اور کریم بلاک کے قبرستان میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ مرحوم طویل عرصہ سے کینسر کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ان کی نماز جنازہ میں کاروان اسلام کے سربراہ حضرت مفتی محمد خان قادری کے علاوہ زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والی نمایاں شخصیات نے شرکت کی۔ اس موقع پر اہل قلم اور مرحوم کے عقیدت مند دھاڑیں مار کر روتے اور ایک دوسرے سے اظہار تعزیت کرتے رہے۔ حفیظ تائب 14 فروری 1931ء کو پشاور میں پیدا ہوئے۔ آبائی وطن احمد نگر ضلع گوجرانوالہ تھا۔ 1949ء میں محکمہ برقیات میں ملازمت کا آغاز کیا۔ بعد ازاں ایم اے پنجابی کیا اور شعبہ پنجابی، پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ بطور استاد منسلک ہو گئے۔ پہلا نعتیہ مجموعہ "صلو علیہ وآلہ" کے نام سے 1973ء میں منظر عام پر آیا جس کی اشاعت نے جدید نعت گو شاعروں کے لیے فنی اور فکری سمت متعین کر دی۔ حفیظ تائب کے دیگر نثری اور شعری مجموعوں میں وسلمو تسلیما وہی یٰسین وہی طٰہٰ، سک متراں دی، کوثریہ، لیکھ، مناقب، تعبیر، نسیب، قصیدہ بردہ شریف تے ترجمہ سید وارث شاہ، بہار نعت، کتابیات سیرت رسول ﷺ، پنجابی نعت اور پن چھان شامل ہیں۔ مرحوم کے آخری نعتیہ مجموعے "کوثریہ" کو اس برس عید میلاد النبی ﷺ پر وزیر اعظم نے قومی سیرت ایوارڈ دیا۔ حفیظ تائب نے فنی سفر کا آغاز غزل گوئی سے کیا لیکن بعد ازاں نعت گوئی کی طرف آ گئے اور ساری زندگی حمد و نعت کی تخلیق میں بسر کر دی۔ مرحوم کو ادبی ذوق اپنے والد حاجی چراغ دین

منہاس سروری قادری سے ملا جن کی تین کتابیں تحفۃ الحرمین، چراغ معرفت اور چراغ حیات شائع ہو چکی ہیں۔ پروفیسر حفیظ تائب کو ان کے عقیدت مند اور ناقدینِ فن "قافلہ سالارِ نعت گویانِ عصر حاضر" کہتے ہیں۔ وہ ان بابرکت ہستیوں میں شامل تھے جنہوں نے وطن عزیز میں عشق رسول ﷺ اور نعت گوئی کو ایک باقاعدہ تحریک بنا دیا اور اپنی زندگیاں اس مقصد جلیلہ کیلئے وقف کر دیں۔ حفیظ تائب کی بہت سی نعتوں نے عوام و خواص میں یکساں مقبولیت حاصل کی۔ جن میں سے چند یہ ہیں

☆ ہوا جلوہ گر، آفتاب رسالت، زمیں جگمگائی، فلک جگمگایا

☆ رہی عمر بھر جو انیس جاں وہ بس آرزوئے نبی ﷺ رہی

☆ خوشبو ہے دو عالم میں تری اے گل چیدہ

☆ شوق و نیاز و عجز کے سانچے میں ڈھل کے آ

☆ باد رحمت سنک سنک جائے

☆ دے تبسم کی خیرات ماحول کو، ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی ﷺ

☆ دیار محبوب کے مسافر ہمیں دعاؤں میں یاد رکھنا

☆ قدموں میں شہنشاہِ دو عالم ﷺ کے پڑا ہوں

مرحوم کے ساتھ راقم کا رابطہ گذشتہ دس برس سے برابر قائم و برقرار رہا۔ وہ نہایت شفیق اور مہربان شخصیت تھے ہمیشہ اہم امور میں راہنمائی فرماتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ وہ دھیمے مزاج کے مالک نہایت مخلص اور سنجیدہ فکر کے حامل عظیم انسان تھے۔ ان کی رحلت پر روزنامہ نوائے وقت کے ملی ایڈیشن کے انچارج برادرم عمران نقوی نے سروے کر کے مختلف علمی وادبی شخصیات سے تاثرات مرتب کیے۔ جس کے مطابق منیر نیازی نے کہا کہ حفیظ تائب نہایت نفیس آدمی تھے۔ انہوں نے تمام زندگی خود کو مدح رسول ﷺ کیلئے وقف کیے رکھا۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے کہا کہ حمد و نعت کے میدان میں حفیظ تائب نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ان کا اعتراف سب نے کیا ہے۔ ان کا خلاء کبھی پر نہیں ہو سکے گا۔ ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا نے کہا کہ حفیظ تائب کی

شخصیت میں جو تحمل، شرافت، بردباری اور آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی سے گہری عقیدت و محبت تھی تائب ان صفات کے جامع تھے۔ اس لیے دورِ حاضر میں ان سے بہتر نعت کسی نے نہیں کہی۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تائب کا کمال یہ ہے کہ انہوں نعت کو تخلیقی سطح پر محسوس کیا اور اسے اردو کی ایک اہم صنف بنا دیا۔ مظفر وارثی نے منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا۔

لفظ لٹ بھی گئے، حشر ہو بھی گیا　　　ملک کا نامور نعت گو بھی گیا
جانے کتنا حسیں ہے دیارِ عدم　　　پھر پلٹ کر نہیں آیا جو بھی گیا

اشرف جاوید نے بھی شعروں میں خراجِ تحسین پیش کیا۔

کھلا ہے شاخِ قضا پہ حرفِ گلاب　　　مہک رہی ہے فضائے نعتِ رسول ﷺ

اصغر ندیم سید نے کہا کہ حفیظ تائب کو حضور پاک ﷺ سے جو عقیدت تھی ان کی عملی زندگی میں بھی سنتِ محمدی ﷺ پر عمل کرنے کا پورا جذبہ دکھائی دیتا ہے۔ ایک مثالی مسلمان ایسا ہی ہونا چاہیے۔ ڈاکٹر خورشید رضوی نے کہا کہ ایسا درویش صفت، مرنجاں مرنج اور اتنا وضعدار اور باہمت انسان کہیں مشکل ہی سے دیکھنے میں آئے گا۔ ڈاکٹر انور سدید نے کہا کہ حفیظ تائب کی وفات سے اردو ادب کی محفلوں سے ایک سعید روح رخصت ہو گئی ہے۔ ان کی نعت میں حضوری کی تمام کیفیات ملتی ہیں۔ ڈاکٹر تحسین فراقی نے کہا کہ حفیظ تائب نے علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کے اسالیبِ شعر کے انجذاب سے ایک ایسا اسلوبِ نعت وضع کیا جو ان کا اور صرف ان کے جذبے اور فن کا ایسا بے مثل رچاؤ معاصر اردو نعت میں نایاب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر محمد اجمل نیازی نے کہا کہ ان جیسا پاکیزہ ہمیشہ باوضو رہنے والا اور عشقِ رسول ﷺ کی ایک منفرد لہر میں ڈوبنے ، ابھرنے والا شخص میں نے کبھی نہیں دیکھا۔

نامور شاعر جناب طارق سلطانپوری نے جناب حفیظ تائب کا تاریخی سن وصال ''حشمت منہاجِ نعتِ محبوب'' (۱۴۲۵ھ) سے استخراج کیا ہے اور تاریخی قطع یوں ہے

حقیقت ہے کہ وہ اس دور میں تھا　　　نمایاں تر نشانِ حشمتِ نعت

بڑی خوبی سے استعمال کی ہے　　　مصافِ خیر و شر میں قوتِ نعت
بڑا اس کی مساعی کا ہے حصہ　　　بڑھی اس دور میں رغبتِ نعت
خوشا اس کی یگانہ طرزِ مدحت　　　تعالی اللہ اس کی ندرتِ نعت
کہا اس واصفِ شاہِ امم ﷺ کا　　　سنِ رحلت، ''دلیلِ عظمتِ نعت''

(۲۰۰۴ء)

تحریک نظامِ مصطفےٰ ﷺ کے مجاہد، جے یو پی کے سابق مرکزی راہنما اور ممتاز قانون دان

چوہدری رفیق احمد باجواہ کی رحلت

مرکزی جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی رہنما، ممتاز قانون دان چوہدری رفیق احمد باجوہ بھی 13 جون 2004ء کو انتقال کر گئے جنہیں شادباغ کے مقامی قبرستان میں سپردِ خاک کر دیا گیا ان کی نمازِ جنازہ میں بڑی تعداد میں مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں، معززین اور وکلاء نے شرکت کی ان کی عمر 86 برس تھی انہوں نے سوگواران میں چار بیٹے، تین بیٹیاں اور دو بیوگان چھوڑی ہیں۔ رفیق احمد باجوہ فوجداری کے نامور وکیل ہونے کیساتھ ان کا شمار اعلیٰ پائے کے معززین میں ہوتا تھا۔ سیاسی زندگی میں ان کا نکتہ عروج 1977ء کی تحریک نظامِ مصطفےٰ ﷺ میں پاکستان قومی اتحاد کے سیکرٹری جنرل کا عہدہ تھا۔ انہوں نے اس پلیٹ فارم سے بڑے بڑے سیاسی عوامی اجتماعات سے خطاب کیا اور مقبولیت حاصل کی بعدازاں انہیں ذوالفقار علی بھٹو سے ملاقات کرنے اور بعض دیگر غلط فہمیوں کی بناء پر جمعیت علماء پاکستان سے الگ کر دیا گیا جسکے بعد وہ سیاسی طور پر گوشہ گمنامی میں چلے گئے اور گزشتہ سال انہوں نے دوبارہ حضرت شیخ الاسلام قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اور ایک پریس کانفرنس کر کے جمعیت علماء پاکستان میں اپنی واپسی کا اعلان کیا اور سیاسی سرگرمیاں شروع کیں وہ جے یو پی کے مرکزی نائب صدر نامزد کیے گئے تاہم خرابی صحت کی بناء پر فعال کردار ادا نہ کر سکے اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ چوہدری رفیق احمد باجواہ نجی زندگی میں بہت عظیم انسان تھے حضرت قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ

تعالیٰ کے اعزاز میں انہوں نے اپنی اقامت گاہ پر ایک پر وقار عشائیہ دیا جس میں راقم الحروف کو بھی شرکت کا موقع ملا محترم قاری زوار بہادر، جنرل کے ایم اظہر، مولانا قاری محمد خان قادری، صاحبزادہ محمد رفیق رضوی، محمد رشید رضوی اور باجوہ صاحب مرحوم کے صاحبزادگان سمیت متعدد اہم شخصیات شریک تھیں باجوہ صاحب نے ماضی کے جھروکوں میں جھانکتے ہوئے تحریک نظام مصطفے ﷺ کی یادوں سے حاضرین کو بے حد متاثر کیا۔ حضرت قائد اہل سنت نے فرمایا، باجوہ صاحب یہ یاداشتیں مرتب ہونی چاہیں پاکستان میں نظام مصطفے ﷺ کے نفاذ کے حوالے سے یہ ہماری تاریخ کا حصہ ہیں۔ لیکن افسوس کہ دونوں ہستیاں ہم سے جدا ہوگئیں یہ کام جوں کا توں ادھورا رہ گیا اللہ تعالیٰ کسی کو یہ کام تمام کرنے کی توفیق بخشے۔ محترم رفیق احمد باجوہ کی محفل قل شریف کل 15 جون (منگل) صبح آٹھ بجے ان کی رہائش گاہ باجوہ ہاؤس، غلام حسین پارک نزد گول باغ شاد باغ پر ادا کی گئی۔

گجرات سے نامور اور فن تاریخ گوئی کے مشہور شاعر محترم سید عارف محمود مجہور رضوی نے ان کا عیسوی سن تاریخ ......"زیب منزل تحریکِ نظام مصطفیٰ"......(2004ء) جبکہ ہجری سن تاریخ ......"فصیح کلام چوہدری رفیق احمد باجواہ ایڈووکیٹ"......(1425ھ) سے استخراج کیا ہے۔ انہوں نے اس حوالے سے دو قطعات بھی موزوں کیے ہیں جو یہ ہیں۔

ہوئی ہے ختم کہانی رفیقِ ملت کی
مردِ دانا وفطیں چوہدری رفیق احمد

ملہمِ غیب مجہور کہا ہے مجھ سے
برملا "خلد مکیں چوہدری رفیق احمد"

1425ھ

ضیاء القرآن کے سیلز منیجر اللہ رکھا سے اظہار تعزیت

ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور کے سیلز منیجر اللہ رکھا کے چاند جیسے نونہال فرزند، احمد اویس کا اچانک انتقال ہوگیا۔ جس پر کاروان اسلام کے امیر محترم حضرت مفتی محمد خان قادری، علامہ محمد خلیل الرحمٰن قادری، ملک محبوب الرسول قادری مولانا محمد اسلم شہزاد اور دیگر احباب نے گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لیے صبر جمیل اور اجر جزیل کی دعا کی ہے۔

بارگاہِ نبوی ﷺ میں گلہائے نعت

❀❀❀❀❀❀

ضیائے شمس وقمر ہے حضور ﷺ آپ کی ذات
جمالِ شام وسحر ہے حضور ﷺ آپ کی ذات

فروغ علم وعمل ارتقائے عقل وشعور
متاعِ فکر ونظر ہے حضور ﷺ آپ کی ذات

جہانِ ہوش خرد میں ہے جس سے تابانی
وہ آفتابِ ہنر ہے حضور ﷺ آپ کی ذات

نزول رحمتِ یزداں بھی ہے اسی جانب
قسم خدا کی جدھر ہے حضور ﷺ آپ کی ذات

رہ وجود وعدم میں ہم اہل دل کے لیے
عظیم رختِ سفر ہے حضور ﷺ آپ کی ذات

ہے روح زندہ فقط آپ کی محبت سے
سکونِ دیدۂ تر ہے حضور ﷺ آپ کی ذات

ہر اک تڑپ پہ ہوا جا رہا ہے نور فدا
دوائے دردِ جگر ہے حضور ﷺ آپ کی ذات

نور صابری

❀❀❀❀❀❀

گو نعت کا اظہار ہی مقصود بیان ہے
پر مدحتِ سرکار ﷺ سے قاصر یہ زباں ہے

جو ذرے کو سورج کرے صحرا کو گلستاں
کیا چیز الٰہی وہ کفِ پا کا نشاں ہے

ہر کوئی ہے محتاج سرِ حشر تمہارا
ہر شخص پکارے ہے کہ محبوب کہاں ہے

ہر چیز کے باطن میں ترا نور ہے پنہاں
ہر چیز کے ظاہر سے ترا جلوہ عیاں ہے

آج ان کے تصرف کا جو انکار کرے گا
اے دشمنِ سرکار! یہ تیرا ہی زیاں ہے

اے راہ روِ عشقِ نبی ﷺ تجھ کو مبارک
کونین میں اب تیرے لیے امن واماں ہے

بے ان کی محبت کے کسے چین میسر؟
لاریب یہی عشق ہے جو جانِ جہاں ہے

کچھ دل کا فقیر آج ہے عالم ہی نرالا
گویا یہ کسی کیفِ محبت کا سماں ہے۔

علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی

عقیدۂ ختمِ نبوت

ارشاداتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری رحمہ اللہ تعالیٰ

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں علمائے اہلسنت کی کوششوں سے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، اس مناسبت سے قادیانیت کے رد میں احادیث مقدسہ کی روشنی میں ختم نبوت کا بیان صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے صاحبزادے اور ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی کے رکن حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری علیہ الرحمہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ، کراچی کا تحقیقی مضمون نذرِ قارئین ہے۔

اللہ کے نبی آخر الزماں سید دو عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے پر امت کا اجماع ہے اور نصوص قرآنیہ اور احادیث کریمہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ حدیثیں اتنی ہیں کہ ان سب کو ایک جگہ جمع کرنا بہت مشکل ہے میں صرف صحاح کی حدیثیں یہاں بیان کروں گا اور ان حدیثوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو اس عظیم فتنے سے اور اس کے شرور سے بچائے گا یہ حدیثیں مختلف پہلو سے اس بات پر روشنی ڈالتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب سیدنا محمد ﷺ کو آخری نبی بنایا اور بنایا۔

لفظ ختم نبوت کے ساتھ سے چند حدیثیں وارد ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں منقول ہے کہ جب لوگ تمام انبیاء کے پاس سے ٹھوکریں کھاتے پریشان حال آپ کے پاس آئیں گے تو یہ کہیں گے کہ:

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْاَنْبِيَاءِ وَقَدْغَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذُنْبِکَ وَمَاتَاَخَّرَ الخ

''آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے آپ کے سبب سے آپ کے پچھلوں کے ذنوب (گناہوں) کو معاف کر دیا ہے''

(بخاری شریف، ص ۶۸۵، ۲، ترمذی شریف، ص ۲۵۱)

یعنی ہم سب انبیاء کے پاس ہو کر آگئے ہیں، کہیں ہماری شنوائی نہیں ہوئی اور آپ آخری نبی ہیں اگر یہاں بھی دستگیری نہ ہو تو پھر کہاں ہوگی۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے اور انبیاء پر چھ فضیلتیں دی گئی ہیں:

۱...... مجھے جوامع کلم دیئے گئے،
۲...... میری مدد رعب سے کی گئی،
۳...... میرے لیے غنیمت حلال کی گئی،
۴...... ساری زمین میرے لیے مسجد بنادی گئی
۵...... ساری مخلوق کی طرف مجھے رسول بنایا گیا،
۶...... اور خَتَمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ مجھ سے (سلسلہ) انبیاء کو ختم کیا گیا،

(مسلم جلد اول، ص ۱۹۹، ترمذی شریف، ص ۲۲۳، باب ما جاء فی الغنیمۃ)

(۳) عرباض ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں اور بیشک آدم ابھی اپنی مٹی میں (زمین پر) پڑے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۱۳)

(۴) جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''میں قائد مرسلین ہوں اور فخر نہیں، میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں''

(دارمی، جلد اول، ص ۳۱، مطبوعہ مصر مشکوٰۃ، ص ۵۱۴)

(۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:
''آپ کے دونوں شانوں کے درمیان خاتم (مہر) نبوت تھی وھو خاتم النبیین اور خود آپ خاتم النبیین تھے''۔ (شمائل، ص ۵۶۷)

ختم نبوت کے الفاظ کے ساتھ ایسی حدیثیں بھی وارد ہیں جس میں اللہ کے رسول ﷺ

نے انبیاء کرام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی اور خود کو اینٹ سے تشبیہ دی اور عمارت کی تکمیل اپنی ذات سے بتائی۔

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''نبی ﷺ نے فرمایا میری مثال اور تمام انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے کامل بنایا اور حسین بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی تو لوگ اس میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کہ لولا موضع البنة'' (بخاری شریف، ص ۵۰۱)

مسلم شریف میں اس کے بعد یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْاَنْبِیَاءَ

''میں اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا اور میں نے (سلسلہ) انبیاء کو ختم کیا'' (مسلم شریف، ص ۲۴۸، ۱)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''میری اور ان انبیاء کی مثال جو مجھ سے قبل تھے اس شخص کی ہے جس نے گھر بنائے اور اچھے اور خوبصورت اور کامل گھر بنائے، مگر ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ آ کر اس گھر کا پھیرا لگاتے اور ان کو یہ عمارت بہت پسند آتی اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی کہ تمہاری بنیاد پوری ہو جاتی محمد ﷺ نے فرمایا، کہ میں وہی اینٹ ہوں''۔ (مسلم شریف، ص ۲۴۸-۲، بخاری شریف، ص ۵۰۱)

بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں:

فانا اللبنة وانا خاتم النبیین ''میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں''

اور یہی الفاظ مسلم میں بروایت یحییٰ بن ایوب، قتیبہ، وابن حجر بھی واقع ہوئے ہیں۔

ختم نبوت کے لئے اور حضور کے آخری نبی ہونے کیلئے اور آپ کے بعد اس سلسلے کو ختم کرنے کیلئے بہت سے صحابہ سے لفظ ''لا نبی بعدی'' آیا ہے لا کا لفظ عربی زبان میں جنس کی نفی کیلئے آتا ہے۔ یعنی آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔ نہ ظلی نہ بروزی، نہ بالذات نہ بالتبع، نہ بالاصل نہ بالفرع، غرض نبوت کے انقطاع محض اور بالکل ختم کرنے پر یہ لفظ دلالت کرتا ہے، یہ وہی لفظ

ہے جو لا الہ الا اللہ میں ہے اور جس نے الوہیت اور معبودیت کی تمام انواع واقسام واصناف کو ختم کر دیا جس طرح اللہ کے سوا کسی کیلئے کسی قسم کی الوہیت ماننا شرک ہے اسی طرح ختمی مرتبت کے بعد کسی کیلئے کسی قسم کی نبوت ماننا کفر وضلالت اور ارتداد محض ہے، اب وہ حدیثیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ابوحازم کہتے ہیں کہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ سال رہا، میں نے آپ سے سنا فرماتے ہیں، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہ بنی اسرائیل کی سیاست کا کام انبیاء کرتے، جب کوئی نبی وفات پاتا تھا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا، انه لا نبی بعدی ''اور میرے بعد کوئی نبی نہیں''............اور خلفا ہونگے اور کثرت سے ہوں گے، الخ (بخاری شریف، جلد اول، ص ۱۲۶)

(۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ ہی میں چھوڑ دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ:

''کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ

لا نبی بعدی ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے''۔

مسلم شریف اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں بھی آیا ہے:

لا نبوة بعدی ''میرے بعد کوئی نبوت نہیں'' (مسلم، ص ۲۷۸، ترمذی شریف، ص ۵۳۲)

بخاری شریف میں یوں آیا ہے:

''لیس نبی بعدی'' (بخاری شریف جلد دوم، ص ۶۳۳)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے:

الا انه لا نبی بعدی (ترمذی شریف، ص ۵۳۵)

(۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

ان الرسالة والنبوة انقطعت ''رسالت اور نبوت ختم ہوگئی''

لہٰذا نبوت کے سلسلے میں نبی ﷺ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ:

"لوگ میرے بعد دعوائے نبوت و رسالت کریں گے، لیکن وہ سب جھوٹے ہوں گے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حدیث نمبر 1: لاتقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلاثین کلھم یزعم انه رسول الله (بخاری جلد اول ص ۵۸، ۵۴، مسلم ۳۹۷ ترمذی ۳۲۳)

حدیث نمبر 2: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تیس کے لفظ کی بھی قید نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان بین یدی الساعة کذابین فاحذروھم

"قیامت سے قبل بہت سے جھوٹے ہوں گے ان سے بچنا" (مسلم ص ۱۲۰، ص ۳۹۶ ج دوم)

حدیث نمبر 3: حضرت ثوبان کی حدیث میں انھیں کذابین کے بیان کے بعد فرمایا!

کلھم یزعم انه نبی وَاَنا خاتم النبین لا نبی بعدی۔

"یہ سب جھوٹ بکیں گے کہ وہ نبی ہیں میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ تیس کی تعداد پوری ہوگئی لہٰذا ہمارے حضرات اس میں داخل نہیں لیکن اگر یہ تعداد اس معنی پر جو حضور نے مراد لئے تھے پوری ہوگئی تو اب جو بھی دعوائے نبوت کرے اسے جھوٹا نہیں کہا جا سکتا حالانکہ کوئی عاقل بھی ایسی بات نہیں کر سکتا مقصد یہ تھا کہ بڑے بڑے دجال تیس کے قریب ہوں گے جن کے فتنوں سے لوگوں پر بہت برا اثر پڑے گا، رہا ہر مدعی نبوت اور کذاب کے بارے میں اس حدیث ثلاثون میں ذکر نہیں، ان کا ذکر حدیثِ سمرہ میں ہے کہ بہت سے کذاب ہوں گے سب سے بچتے رہنا۔

ختم نبوت کے معنی آخری نبی کے ہیں اس معنی کی تصریح خود حدیث شریف میں ہے:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نماز رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں دوسری مسجدوں سے ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے مگر مسجدِ حرام، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! کہ میں آخر الانبیا ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے یعنی نہ اب کوئی نیا نبی آئے گا نہ اب کوئی مسجد نبوی بنے گی

ختم نبوت کے معنی نبوت کے چلے جانے کے ہیں اسلئے حدیثوں میں اس لفظ کی بھی تصریح ہے:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے لم یبق من النبوة الا المبشرات قالوا وما مبشرات قال الرویا الصالحه نہیں باقی نبوت سے مگر بشارتیں تو لوگوں نے کہا کہ بشارات کیا ہیں آپ نے فرمایا!! اچھے خواب۔

(بخاری شریف ص ۱۰۳۵ ج ۲)

اور اس کے بارے میں دوسری حدیث میں فرمایا گیا:

(۱)......(انس بن مالک) الرویا الحسنة من الرجل الصالح جزء من ستة و اربعین جزءً من النبوة ۔ (بخاری شریف ۱۰۳۴، ۱۰۳۶، مسلم شریف ص ۲۴۲، ج ۲۰)

(۲)......(ابو ھریرہ) ورؤیا المومن جزءٌ من ستة واربعین جزءً من النبوة و کان من النبوة فانه لایکذب

"مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو نبوت سے ہے وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا"

(بخاری شریف ص ۱۰۳۹، مسلم ص ۲۴۲، ج ۲۰، ترمذی ص ۳۳۰)

(۳) حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ کھولا اور لوگ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف باندھے ہوئے تھے، فرمایا:

ایھاالناس انه لم یبق من مبشرات النبوة الاالرویاالصالحة یراھاالمسلم اوتری له

"لوگو نبوت کی بشارتوں سے صرف سچے خواب رہ گئے ہیں جسے مسلمان دیکھے یا مسلمان کے لئے دیکھا جائے" (مسلم شریف، جلد اول، ص ۱۹۱)

(۴) حضرت ابن عمر نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا:

جزء من سبعین جزءً من النبوة "نبوت کا سترواں جزء ہے" (مسلم شریف، جلد ۲۰، ص ۲۴۲)

(۵) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

رویا من المومن جزء من ستة واربعین جزأ من النبوة

"مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جزء ہے" (ترمذی شریف، ص ۳۳۱)

اور امام ترمذی نے فرمایا کہ اس باب میں ابو ہریرہ، ابی اور انس اور ابو سعید اور عبداللہ بن عمرو اور عوف بن مالک اور ابن عمر سے حدیثیں مروی ہیں۔

یہ تمام حدیثیں ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں لیکن تعجب ان لوگوں پر ہے جو ان حدیثوں سے ہی نبوت کے جاری ہونے پر استدلال کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ چونکہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ یا سترواں حصہ ہے اس لئے نبوت جاری ہے۔ اس لئے کہ اس کا ایک حصہ جاری ہے استغفر اللہ یہ کتنی بے عقلی کی بات ہے، یہ بالکل اس احمق کی بات ہے جو اپنی ماں کے پاس آ کر کہنے لگا، اماں جان! مجھے راستے میں ایک گھوڑا مل گیا، ماں نے کہا بیٹا وہ کیسے، بولا اماں جان مجھے راستے میں ایک نعل مل گئی تو اب گھوڑا مل گیا ہے، صرف تین نعل اور ایک گھوڑے کی فکر ہے جس طرح ایک نعل گھوڑا نہیں اسی طرح ایک جزء نبوت نہیں، نبوت نام ہے ۴۶ اجزاء کے مکمل ہونے کا جس طرح اگر کسی شخص کے پاس صرف دروازہ یا اینٹ یا چند بوریاں سیمنٹ کی یا کچھ لوہا ہو تو وہ مکان والا ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی سچے خواب تو ہر مسلمان کو نظر آ سکتے ہیں تو کیا ہر مسلمان نبی ہے؟ اور اگر اس کا کوئی دعویٰ بھی کر دے تو پھر اس کے اپنے گرد گھنٹال کے علاوہ کروڑوں انبیاء زمین پر چلتے پھرتے نظر آئیں گے۔ (استغفر اللہ)

نبی علیہ السلام کے آخری نبی ہونے کیلئے حدیثوں میں دو لفظوں سے بیان کیا گیا ہے، ایک لفظ عاقب ہے جس کے معنی سب کے پیچھے آنے والا، سب سے آخر میں آنے والا اور یہی معنی ختم نبوت کے ہیں، حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا

کہ میرے پانچ نام ہیں آخر میں فرمایا وانا العاقب اور میں سب سے پیچھے آنے والا ہوں۔

(بخاری شریف، جلد اول، ص ۵۰۱، شمائل ترمذی، ص ۵۹۷)

مخالف حضرات اجراء نبوت کے لئے چند ایسی حدیثیں پیش کرتے ہیں جو نہ تو رسول اللہ علیہ السلام سے مروی ہیں اور نہ ان کی تصحیح ہوتی ہے اور وہ حدیثیں خود قرآن و حدیث کے خلاف ہیں اور کوئی حدیث ضعیف یا قول صحابی اگر صحیح بھی ہو اور وہ حضور اقدس علیہ السلام کے خلاف ہو تو ضرور لائق استدلال نہیں ہو سکتا اور خود وہ صحابہ بھی اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں لیتے تھے کہ حضور کے بعد واقعی کوئی

نیا نبی آ سکتا ہے، بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ پرانے نبی کے آنے پر نص کریں اور یہ بتائیں کہ وہ لوگ اگر حضور کے زمانے میں تشریف لائیں تو ان کے تشریف لانے سے ختم نبوت کا دروازہ نہیں کھل سکتا، مثلاً حضرت ام المومنین کا یہ کہنا کہ

قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لانبی بعدہ (درمنثور، جلد ۵، ص ۲۰۴)

اولاً تو یہ روایت صحیح نہیں اور اگر یہ روایت حدیث صحیح کے خلاف ہے اور اس کا مطلب صرف وہ ہے جو اس حدیث کے متصل تفسیر درمنثور جلد (۵)، ص ۲۰۴ میں ہے:

قال رجل عند المغیرۃ بن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم النبیین لانبی بعدہ فقال المغیرۃ حبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا محدث ان عیسی علیہ السلام خارج فان ہو قد خرج فقد کان قبلہ وبعدہ

"ایک شخص نے مغیرہ بن شعبہ کے پاس کہا کہ اللہ صلاۃ بھیجے محمد (علیہ السلام) پر جو خاتم النبیین ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں تو مغیرہ نے کہا کہ خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے اسلئے کہ ہم بیان کیے جاتے تھے کہ عیسیٰ نکلنے والے ہیں اگر وہ نکلے تو حضور کے قبل اور حضور کے بعد ہوئے"

مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا تشریف لانا ختم نبوت کے منافی نہیں اس لئے کہ وہ پہلے بھی رسول رہ چکے ہیں، ہاں اگر کوئی نیا نبی آتا تو یہ ختم نبوت کے منافی ہوتا۔ یہ گویا حضرت مغیرہ کا خیال تھا اور لفظ خاتم النبیین کہہ دیا جائے تو لانبی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ خیال تمام احادیث صحیحہ کے خلاف ہے جن کو ہم نے پہلے حضور اقدس علیہ السلام سے روایت کیا اور جو قول بھی رسول اللہ علیہ السلام کے قول کے خلاف ہے وہ باطل اور غلط ہے، خواہ کہنے والا کوئی ہو اور کسی مرتبہ کا اس لئے حضور کے قول کے مقابل ہر قول غلط ہو گا اور پھر بھی ان حضرات کا یہ مطلب نہ تھا کہ آپ کے بعد نبوت جدید جاری ہے۔ بلکہ سابق انبیاء کے آنے کی اطلاع انہوں نے دی اور بس اس کے آگے جو کچھ مرزائی اضافہ کرتے ہیں اس کا اس حدیث میں ثبوت نہیں اور اگر بالفرض یہ تفسیر ان کی صحیح بھی ہو تو ان احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف ہے جو پہلے گزر چکیں۔ لانبی بعدی، لانبی بعدی، لیس بعد نبی دور کیوں جایئے اس حدیث کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں وخاتم النبیین ، ختم به النبیین قبله اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کو ختم کر دیا۔ لہٰذا فلا یکون نبی بعدہ (ج، ص ۲۵۰، تفسیر ابن عباس برحاشیہ تفسیر درمنثور)۔

ایک حدیث جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

لما مات ابراهيم ابن النبى صلى الله عليه وسلم وقال ان له مرضعافى الجنة ولو عاش لكان صديقاً نبياً

"جب ابراہیم ابن رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو حضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور فرمایا کہ ان کی دودھ پلانے والی جنت میں ہے اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی صدیق ہوتے"۔ (ابن ماجہ، ص ۱۰۸)

اس حدیث سے مرزائی اجرائے نبوت پر استدلال کرتے ہیں لیکن یہ استدلال باطل محض ہے۔ اس لئے کہ اس حدیث میں یہ نہیں کہ انکا زندہ رہنا ممکن اور مقصود تھا بلکہ ان کا زندہ رہنا محال تھا اور ان کا زندہ رہنا اس لئے محال تھا کہ اگر وہ زندہ رہتے تو کذب باری لازم آتا اور خدائے تعالیٰ کا جھوٹا ہونا محال بالذات ہے اور ایک محال کسی دوسرے محال کو مستلزم ہو سکتا ہے۔ جیسے، لو كان زيد حماراً كان ناهقا ...... اگر زید گدھا ہوتا تو ہینکنے والا ہوتا، زید کا گدھا ہونا محال ہے، لہٰذا اس کا ہینکنے والا ہونا محال ہے اسی طرح قرآن مجید میں فرمایا گیا:

لو كان للرحمن ولد فانا اول العابدين

"اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں اس کا پوجنے والا ہوتا"

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا ہونا محال، لہٰذا اس کی عبادت نبی ﷺ کریں یہ بھی ناممکن اسی لئے دوسری حدیث میں اس بات کو بالکل واضح کر دیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں:

لوقضى ان يكون بعد محمد صلى الله عليه نبى لعاش ابنه ولكن لانبى بعده

"اگر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ کے بیٹے زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں" (بخاری شریف ص ۹۱۴، ج ۲۰، ابن ماجہ ص ۱۰۸)

پیغمبر اسلام کا ہمہ گیر انقلاب

رئیس التحریر علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ تعالیٰ

ایک صدی نہیں، آدھی صدی نہیں چوتھائی صدی سے بھی کم صرف ۲۳ برس کی مدت میں روئے زمین پر اتنا بڑا روحانی اور مذہبی انقلاب برپا ہوا۔ کہ آج تک اس کی برکتیں آسمان کے بادل کی طرح برس رہی ہیں۔ سورج کی کرنوں کی طرح چمک رہی ہیں۔ اور ہمیشہ شگفتہ رہنے والے پھولوں کی طرح مہک رہی ہیں۔ رسالت محمدی کے دریائے ناپیدا کنار سے اٹھنے والی ان نورانی لہروں کو آپ گنتے رہیے۔ قیامت کی صبح ہو جائے اور گنتی پوری نہ ہو۔

عقل حیران ہے کہ مکہ کے تیرہ سال قید و بند اور مصائب و آلام کی صعوبتوں میں گزرے، اور مدینہ کے دس سال قتل و خون کے معرکوں میں بسر ہوئے۔ لیکن انہی گنے چنے ایام میں دنیا کا اتنا بڑا انقلاب برپا ہوا کہ پوری تاریخ انسانی میں اتنا محیط اتنا جامع اتنا ہمہ گیر اور اتنا ہمہ جہت انقلاب نہ کبھی چشم فلک نے دیکھا ہے اور نہ عقل اس کا تصور کر سکتی ہے۔

ایسا انقلاب جس نے زمین کا جغرافیہ بدل دیا، ریاستوں کے نقشے بدل دیے، قوموں کا ذہن بدل دیا، اخلاق کی قدریں بدل دیں، فکر و نظر کے زاویے بدل دیے، دلوں کے تقاضے بدل دیے، طبیعتوں کی سرشت بدل دی، معاشرے کا ڈھانچہ بدل دیا، زندگی کے قافلوں کی سمتیں بدل دیں، لذت و مسرت اور تکلیف و آرام کے احساسات بدل دیے۔ یہاں تک کہ چشم زدن میں صدیوں کے بگڑے ہوئے انسانوں کو ایسا بدل دیا کہ وہ اپنے ظاہر سے بھی بدل گئے اور باطن سے بھی وہ اپنے اندر سے بھی بدل گئے اور باہر سے بھی۔ بدلنے والے اس شان سے بدلے کہ جسے دیکھ لیا وہ بھی بدل گیا جسے چھو دیا وہ مٹی تھا تو سونا ہو گیا قطرہ تھا تو دریا ہو گیا، ذرہ تھا تو سورج کی طرح چمکنے لگا، جس آبادی سے گزر گئے، وہ ایمان و یقین کی خوشبو سے معطر ہو گئی، جس ویرانے میں قدم رکھ دیا وہ لہلہانے لگے، اور انقلاب کی گہرائی میں اترے، تو اتنا ہمہ گیر اور رنگا رنگ انقلاب کہ بیک وقت اسے مذہبی انقلاب بھی کہیے، اور زرعی انقلاب بھی، اسے خاندانی انقلاب بھی کہیے اور رنگ و نسل کا انقلاب بھی، اسے علم و فکر کا انقلاب بھی کہیے اور آئین و دستور کا انقلاب بھی، اسے تمدنی اور تہذیبی انقلاب بھی کہیے اور انفرادی و اجتماعی انقلاب بھی، اسے علاقائی انقلاب بھی کہیے اور عالمی انقلاب بھی۔ اسے دنیوی و اخروی انقلاب بھی کہیے اور ابدی و سرمدی انقلاب بھی۔

عقل حیران ہے کہ اتنا بڑا انقلاب جو حیات انسانی کے ہر شعبے پر حاوی ہو تنہا ایک امی انسان کی

بانی: جامعہ حضرت نظام الدین اولیا دہلی

ذات سے کیوں کر وجود میں آ گیا، اتنا عظیم انقلاب جو دنیا سے لے کر محشر تک سارے بنی نوع انسان پر ابدی سعادتوں کے دروازے کھولتا ہو، اور جو دنیوی زندگی کی کامرانی کا بھی ضامن ہے، اور اخروی نجات کا بھی پروانہ عطا کرتا ہو، ایک ایسے یتیم کے ہاتھ سے کیوں کر سرانجام پایا جس کا خدا کے سوا اس دنیا میں کوئی معلم تھا نہ مربی، نہ کوئی محافظ تھا، نہ نگہبان۔ سارا خاندان جس سے شاکی، جس کا قبیلہ جس سے منحرف، سارا مکہ جس کے خون کا پیاسا، اور سارا عرب جس کا دشمن۔

اور حیرت بالائے حیرت یہ امر ہے کہ ایک مختصر عرصہ میں برپا ہونے والا یہ انقلاب دو چار سال سو پچاس برس یا دو چار صدی کے لیے نہیں تھا، بلکہ چلانے والے نے اس اعلان کے ساتھ اپنا سکہ چلایا تھا کہ وہ ایک ہی نرخ پر قیامت تک چلتا رہے گا، دنیا بدلتی رہے گی، نسلیں پھولتی رہیں گی، پھلتی رہیں گی، انسان آتے رہیں گے جاتے رہیں گے، آبادیوں کا نقشہ بنتا رہے گا بگڑتا رہے گا، قوموں کی کشتی ڈوبتی رہے گی ابھرتی رہے گی، لیکن اسلام کا سکہ ہر دور میں چلے گا۔ ہر ملک میں چلے گا، ہر قوم میں چلے گا، ہر حال میں چلے گا۔ اور ایک ہی نرخ پر ہمیشہ چلتا رہے گا۔ اور تاریخ کے جھروکے سے عقل کا یہ مشاہدہ کبھی جھٹلانے کے قابل نہیں ہے کہ بسانے والے نے اسلام کا گھر اس شان سے بسایا کہ اقوام عالم کے درمیان اسلام کی مذہبی، سیاسی، روحانی، علمی، اخلاقی، معاشی، تمدنی اور فکری بالادستی کے لیے جس ساز و سامان کی ضرورت تھی اس کا انتظام اسی قلیل مدت میں کر دیا۔

چنانچہ عقل نے جب رسالت محمدی کے دریائے ناپید اکنار سے اٹھتی ہوئی ان لہروں کا جائزہ لیا جو پیغمبر اعظم کے جلو میں مچل رہی تھیں، تو وہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اسلام کو قیامت تک زندہ و پائندہ رکھنے کے لیے اگر ایک طرف کشور کشا مجاہدین کا امڈتا ہوا لشکر ہے تو دوسری طرف خلافت ارض کا کاروبار سنبھالنے والے فرماں رواؤں کا گروہ ہے۔

اگر ایک طرف اسلامی نظام حیات کا دستور اور شریعت محمدی کے قوانین مرتب کرنے والے فقہا و مجتہدین ہیں تو دوسری طرف قانون کا نفاذ اور حقوق کے تحفظ کرنے والے قاضیوں کا طبقہ۔

اگر ایک طرف معاشرہ کو اسلامی اخلاق و احکام کے سانچے میں ڈھالنے والے مصلحین ہیں تو دوسری طرف قلوب و ارواح کو تجلیات الٰہی کا گہوارہ بنانے والے اصحاب سلوک و احسان کا مقدس گروہ۔

اگر ایک طرف کلمہ اسلام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے والے مبلغین کا دستہ ہے تو دوسری طرف اسلام کے اندرونی نظام اعتقاد و عمل کو غیر اسلامی عناصر کی آمیزش سے پاک کرنے والے مجددین کی جماعت ہے۔

اگر ایک طرف باطنی دنیا کا کاروبار سنبھالنے والے اولیا، اغواث، اقطاب، ابدال، اوتاد، نقبا، اور نجبا کے نورانی طبقات ہیں دوسری طرف ظاہری احوال کو درست رکھنے والے تابعین رسول کا

مقدس گروہ۔

اگر ایک طرف قرآن کریم کو سینوں کے تہ خانوں میں محفوظ کرنے والے حفاظ کا طبقہ ہے تو دوسری طرف قرآن کے حروف و کلمات کو صحیح تلفظ اور ترتیل و تجوید کے ساتھ پڑھنے والے قاریوں کا گروہ ہے۔

اگر ایک طرف قرآن حکیم کے مفاہیم و مطالب اور اس کے علوم و معارف سے قلوب و اذہان کو منور کرنے والے مفسرین کرام ہیں تو دوسری طرف قرآن کریم کے دلائل و براہین کے انوار سے عقول انسانی کو چراغ دکھانے والے محققین کا طبقہ ہے۔

اگر ایک طرف پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کو امت کے افراد تک پہنچانے والے راویوں کا گروہ ہے تو دوسری طرف رجال حدیث کے احوال زندگی اور ان کے سلسلہ روایت کا ریکارڈ رکھنے والے محدثین کا طبقہ ہے۔

اگر ایک طرف اصول روایت و درایت کی کسوٹی پر حدیثوں کے جانچنے والے ناقدین ہیں تو دوسری طرف اسلام کی تاریخ و واقعات سے دنیا کو باخبر کرنے والے مورخین کی جماعت ہے۔

اگر ایک طرف دینی علوم کو آنے والی نسلوں میں منتقل کرنے والے اصحاب درس و تدریس ہیں تو دوسری طرف عقل و حکمت کے دلائل سے عقائد اسلام کو مسلح کرنے والے حکما و متکلمین کا گروہ ہے۔

اگر ایک طرف نبوت کے علوم و معارف کے ذخائر کو تحریر کے ذریعے محفوظ کرنے والے مصنفین ہیں تو دوسری طرف بحث و استدلال کے میدان میں اسلام کی طرف سے دفاع کرنے والے مناظرین کا طبقہ ہے

اگر ایک طرف مساجد میں اجتماعی نظام عبادت کی قیادت کرنے والے ائمہ کرام کی جماعت ہے تو دوسری طرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض انجام دینے والے واعظین کا دستہ ہے۔

عقل حیران ہے کہ ایک جہان نو کی تخلیق کی طرح اسلام کی اشاعت و بقا کے یہ سارے انتظامات اتنی قلیل مدت میں کیوں کر وجود میں آ گئے۔ سینکڑوں انواع و اصناف کے خانوں میں تقسیم ہونے والے ان طبقات کا گہرا مطالعہ کیجیے تو آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ ایک نظام سلطنت کی طرح یہ سارا ساز و سامان صرف اس لیے وجود میں آیا تا کہ دنیا میں اسلام کو ہمیشہ بالادستی حاصل رہے۔

اسباب و علل کی بنیاد پر واقعات کو جانچنے والی عقل کیا اس گتھی کو سلجھا سکتی ہے کہ وہ عرب جو صدیوں سے کفر و شرک، فواحش و منکرات اور طرح طرح کی وحشت و درندگی میں ڈوبا ہوا تھا، پلک جھپکتے ہی اندر سے باہر تک کیوں کر بدل گیا۔

اخلاقی برائیوں سے کسی فرد یا جماعت کا تائب ہو جانا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے، اس طرح کے واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں، لیکن یہ بات معجزہ کی حد تک ضرور حیرت انگیز ہے کہ ملک کا ملک اپنا آبائی مذہب بدل دے، قبیلے کا قبیلہ اپنی خاندانی روایات سے منحرف ہو جائے۔ قوم کی قوم اپنے

اس عقیدے سے تائب ہو جائے جس پر وہ پیدا ہوئی تھی اور جسے اپنے آباواجداد سے اس نے ورثے میں پایا تھا۔ اور تبدیلی کا رد عمل بھی اس بیکراں جذبے کے ساتھ کہ پرانے دین کا ایک ایک نشان جب تک مٹ نہیں گیا قرار نہیں ملا۔

اور کیا انسانی تاریخ میں اس واقعہ کی کوئی مثال مل سکتی ہے کہ ایک معصوم پیغمبر لگا تار تیرہ سال تک کفار مکہ کے لرزہ خیز مظالم کا سامنا کرتا ہے یہاں تک کہ ایک دن تنگ آ کر وہ مدینے کی طرف ہجرت کر جاتا ہے، اور ابھی آٹھ سال بھی نہیں گزرنے پائے کہ وہی پیغمبر بارہ ہزار کا جرار لشکر اپنے جلو میں لیے ہوئے شاہانہ سطوت وجلال اور فاتحانہ کروفر کے ساتھ مکہ میں داخل ہوتا ہے، مکے کے وہی باشندے جو ہجرت کی رات میں ننگی تلواریں لیے ہوئے اس کے قتل کا منصوبہ بنا کر آئے تھے اور جو ساری زندگی اس پر مظالم کے پہاڑ توڑتے رہے۔ آج اس کے سامنے سر جھکائے ہوئے ایک شرم سار مجرم کی طرح عفو ودرگزر کی بھیک مانگ رہے ہیں۔

عقل اس سوال پر دم بخود ہے کہ جانے والا تو مکہ سے اکیلا ہی گیا تھا، صرف سات سال میں یہ بارہ ہزار کا لشکر جرار اس کے پاس کہاں سے آ گیا۔ آخر یہ کون لوگ تھے جو توحید کا پرچم اٹھائے ہوئے اس مکہ میں داخل ہو رہے تھے جہاں لا الہ الا اللہ کہنا سماج کا سب سے بڑا جرم تھا، کیا یہ کوئی آسمانی مخلوق تھی جو بادلوں کے راستے سے فرش خاک پر اتر آئی تھی، یا زمین نے دفینے کے بجائے آدمیوں کا لشکر اگل دیا تھا۔ آخر عشاق کی طرح اشارہ ابرو پہ کٹ مرنے والے یہ دیوانے کہاں سے آ گئے تھے۔

اور انسانی فطرت کی یہ عجوبہ کاری تو دیکھنے والوں کو انگشت بدنداں کر دیتی ہے کہ وہی مکہ جہاں بتوں کے خلاف وعظ تک برداشت نہیں تھا آج وہیں بتوں پر ہتھوڑے چل رہے تھے اور سارا مکہ خاموش تماشائی بنا ہوا تھا۔ جن لوگوں نے اپنے باطل معبودوں کی حمایت میں مسلمانوں کا خون بہایا تھا، ظلم کے پہاڑ توڑے تھے۔ پیغمبر کو زخمی کیا تھا، حق پرستوں کو گھر سے بے گھر کیا تھا آج وہی لوگ خانہ کعبہ کے اندر سے اپنے فرضی خداؤں کی لاش اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے۔ اور اس قصے میں سر دھننے کی بات تو یہ ہے کہ صدیوں تک قلوب وارواح کی سرزمین پر حکمرانی کرنے والے مرکز عقیدت کو توڑتے ہوئے انھیں ذرا بھی قلق نہیں تھا، بلکہ ان کے سینے جوش مسرت سے لبریز تھے کہ آج خدائے وحدہ لاشریک کے حرم کو انھوں نے معبودان باطل کی آلائش سے پاک کر دیا تھا۔

عقل کہتی ہے کہ یہ تلواروں کا برپا کیا ہوا انقلاب ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ فکر وذہن کا انقلاب تھا۔ یہ فطرت انسانی کے اندر چھپی ہوئی قوتوں کا انقلاب تھا، یہ عقیدہ توحید کے ساتھ روحوں کی گرویدگی اور دلوں کی نیازمندی کا انقلاب تھا۔

پھر دیکھنے والوں نے یہ بھی دیکھا کہ فتح مکہ کے بعد سارے جزیرۂ عرب سے بتوں کی مصنوعی ہیبت اور فرضی خدائی کا جنازہ اس دھوم سے اٹھا کہ تلوار اٹھانا تو بڑی بات ہے کوئی آنسو بہانے والا بھی نہیں تھا۔

اب عرب کے نئے جغرافیہ میں نہ بتوں کے لیے کوئی جگہ رہ گئی تھی اور نہ بتوں کے پرستاروں کے لیے۔ سارا عرب نعرۂ توحید کے غلغلے سے گونج رہا تھا۔ قبول حق کے لیے دلوں کے دروازے اس طرح کھل گئے تھے کہ قلب وروح کی پوری بشاشت کے ساتھ لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے تھے، اور اتنا ہی نہیں بلکہ عہد رسالت کے ۲۳ سال پورے ہو چکنے کے بعد جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے پردہ فرمایا تو نہ صرف یہ کہ سارا جزیرۂ عرب کفر وشرک کی نجاستوں سے پاک ہو چکا تھا بلکہ کئی لاکھ مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلام کی ایک خود مختار، اور مستحکم ریاست کا قیام بھی وجود میں آ چکا تھا۔

اور اس کے بعد اسلام کا سیل رواں زمین کے طول وعرض میں اس تیزی کے ساتھ پھیلا گیا کہ خلفائے راشدین کے عہد میمون میں اسلامی اقتدار کا سورج خط نصف النہار پر جگمگانے لگا۔ اور ابھی ایک صدی بھی گزرنے نہیں پائی تھی کہ اس کی دھوپ ایشیا، یورپ، اور افریقہ کے صحراؤں، پہاڑوں، ریگ زاروں اور سارے، بحر وبر اور خشک وتر پہ پڑنے لگی۔

دلوں کو پگھلا دینے والی، فکر کو چونکا دینے والی اور عقل کو لرزہ کر دینے والی یہی وہ منزل ہے جہاں ہم اپنا قلم روک کر دنیا کے دانشوروں کے سامنے ایک سوال رکھنا چاہتے ہیں وہ سنجیدگی کے ساتھ فرمائیں کہ کیا دنیا میں اس سے پہلے بھی اس طرح کا کوئی روحانی، اخلاقی اور سیاسی انقلاب انھوں نے دیکھا ہے؟ طاقت کے ذریعے زمینوں آبادیوں اور ملکوں پر قبضہ کرنے والے ایک سے ایک کشور کشا ہم نے دیکھے ہیں لیکن تاریخ میں ایک بھی ایسا فاتح ہماری نظر سے نہیں گزرا، جس نے آبادیوں پر قبضہ کرنے سے پہلے دلوں کی سرزمین فتح کر لی ہو۔ جس نے قلعوں کی فصیلوں اور برجیوں پر اپنا جھنڈا گاڑنے سے پہلے دلوں کی سرزمین پر اپنا علم نصب کر دیا ہو۔ جس نے آب وگل کی دنیا میں اپنا سکہ رائج کرنے سے پہلے دلوں کی اقلیم میں اپنی عقیدت ومحبت کا سکہ چلا دیا ہو۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ''اسلام تلوار کی طاقت سے پھیلا ہے،'' انھیں اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے پہلے مکہ میں آنا چاہیے وہاں تلوار پیغمبر کے ہاتھ میں نہیں تھی، کفار مکہ کے ہاتھوں میں تھی، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں تلواریں بھی چلیں، نیزے بھی اٹھے، تیر بھی برسے اور طاقت بھی استعمال ہوئی لیکن اسلام کو پھیلانے کے لیے نہیں اسلام کی پیش قدمی روکنے کے لیے، اسلام قبول کرنے والوں کا کلیجہ دہلانے کے لیے، پیغمبر کی آواز کو کچلنے کے لیے اور اپنے بتوں کا نعرہ بلند کر کے توحید کے پرچم کا مذاق اڑانے کے لیے۔

لیکن اس کے باوجود دنیا نے پہلی بار عشق وعقیدت اور ایمان ویقین کی گرویدگی کا یہ حیرت انگیز تماشا دیکھا کہ لوگ تلواروں کی ضرب سے گھائل ہوتے رہے، پتھروں کی چوٹ پہ چوٹ کھاتے رہے، انگاروں پہ لوٹتے رہے، پگھلتے رہے، گرم گرم چٹانوں پر جلتے رہے اور قید وبند کی دردناک آزمائشوں میں سلگتے رہے لیکن کلمۂ حق کے ساتھ والہانہ عقیدت کا نشہ تھا کہ اترنے کے بجائے چڑھتا ہی رہا۔

رسالت محمدی کی تاریخ کا مطالعہ کرتے وقت انسانی فطرت کا یہ تقاضا اگر نظر میں رکھا جائے تو اسلام کی حقانیت کا احساس دوچند ہو جائے گا، اور وہ یہ کہ آدمی دل کی رغبت کے ساتھ وہیں قدم رکھتا ہے جہاں کوئی خطرہ نہ ہو یا جہاں آرام اور منفعت کی کوئی امید ہو۔

سب جانتے ہیں کہ مکہ میں آسائش ومنفعت کے سارے وسائل صنادید قریش اور کفار مکہ کے ہاتھوں میں تھے۔ رسول کے قریب آنے والوں کے لیے سوائے قید وبند، سوائے دار ورسن اور سوائے اذیت ونقصان کے مادی آسائش ومنفعت کی کون سی توقع تھی، لوگ دن رات اپنی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھتے کہ جس نے بھی رسول کا کلمہ پڑھا، اس کا جینا دوبھر ہو گیا۔ مکہ کی پوری آبادی درپے آزار ہو گئی، اب وہ ستایا جا رہا ہے تو کوئی اس کی حمایت میں کھڑا ہونے والا نہیں۔ خون کے رشتہ داروں سے کچھ توقع تھی تو وہ بھی قاتلوں، سفاکوں اور درندوں کی صف میں ہیں۔

اب عقلائے عالم ہی فیصلہ کریں کہ ان حالات میں فطرت انسانی کا تقاضا کیا ہونا چاہیے تھا۔ کیوں ایسا نہیں ہوا کہ لوگ کلمہ پڑھنے والوں کا حشر دیکھ کر عبرت پکڑتے اور ہرگز ایسے اقدام کا ارادہ نہ کرتے جس کے نتیجے میں ان کی اچھی خاصی زندگی طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کر دی جائے۔

آخر نبی کی آواز میں وہ کون سی کشش تھی جس نے ان کی فطرت کو ہر طرح کے احساس زیاں سے بے نیاز کر دیا تھا۔ اور پھر آخر وہ کون سا جذبہ شوق تھا جس نے پروانوں کی طرح جل مرنے کی آرزو ان کے سینوں میں پیدا کر دی تھی، اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اظہار عشق کا انجام کیا ہوگا وہ بے محابا اپنے مقتل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ٹھیک ہی کہا ہے کہنے والے کہ لذت اور آسائش کا مفہوم سب کے حق میں یکساں نہیں ہوتا۔ کوئی پھولوں کی سیج پر راحت محسوس کرتا ہے اور کچھ ایسے بھی وارفتگانِ محبت ہیں جنھیں کانٹوں کی نوک سے گھائل ہونے میں مزہ ملتا ہے۔

یہی حال مکہ کے ان فیروز بختوں کا تھا جن کے دلوں میں اچانک یقین کی شمع روشن ہوئی اور وہ آن واحد میں بے حجاب جلوؤں کے تماشائی بن گئے، انھوں نے کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ کونین کی ارجمندی نبی کے قدموں میں مچل رہی ہے، والہانہ جذبہ شوق میں اٹھے اور نبی کے قدموں کے نیچے اپنے دل بچھا دیے۔

نبی کے چہرے میں خدائے ذوالجلال کی تجلیوں کا نظارہ کرنے والوں نے جلتی ہوئی چٹانوں پر اخلاص ووفا کا نقش کندہ کر کے دنیا کو بتا دیا کہ اسلام تلواروں کا مذہب نہیں، عشق ووارفتگی کا مذہب ہے۔ اسلام طاقت کا مذہب نہیں، سپردگی کا مذہب ہے۔ اسلام جارحیت کا مذہب نہیں صبر وضبط کا مذہب ہے۔ اسلام جبر واکراہ کا مذہب نہیں محبت ودل ربائی کا مذہب ہے۔ اسلام زر، زن اور زمین کی رشوتوں

کا مذہب نہیں نبی کے اخلاق کی کشش، نبی کے چہرہ پرنور کی طلعت زیبا، نبی کے کردار کے تقدس، سیرت کی پاکیزگی اور نبی کے لائے ہوئے دین کی سچائیوں کا مذہب ہے۔

مکہ کی سرزمین پر شہیدانِ عشق ووفا کے لہو کا ہر قطرہ پکارتا ہے کہ پیغمبر نے تلوار چلا کر نہیں، قرآن سنا کر اسلام پھیلایا ہے۔ اور مکہ کی گلیوں اور بازاروں میں پتھروں کی چوٹ سے گھائل ہونے والے مظلوموں کا ہر زخم آواز دیتا ہے کہ قبول کرنے والوں نے خوف سے نہیں شوق سے اسلام قبول کیا ہے۔ دل پہلے مومن ہوا اس کے بعد زبان نے کلمہ پڑھا۔ قہر وجبر سے گردن جھکائی جا سکتی ہے، پر دل نہیں جھکائے جا سکتے۔ دل کے جھکانے کے لیے جلوؤں کی کشش چاہیے، شخصیت کی دل ربائی چاہیے، اور سیرت کے تقدس کا جمال چاہیے۔ یہ راز تو وارفتگانِ شوق ہی بتائیں گے کہ حسن ازل کی کس تجلی سے ان کے قلوب گھائل ہوئے، اور آنکھوں کی پتلیوں میں خدائے واحد وقدیر کا کون سا جلوہ انھوں نے دیکھا تھا کہ ایک نگاہ بندہ نواز پر متاع زندگی تک انھوں نے نثار کر دیا۔ اور عشق وعقیدت کا نقطہ عروج تو یہ ہے کہ دم نکل رہا ہے لیکن قدموں میں مچلنے کی آرزو پوری بشاشت کے ساتھ زندہ ہے۔

جو لوگ بدر واُحد کے معرکوں کو سامنے رکھ کر اسلام پر تلوار اٹھانے کا الزام رکھتے ہیں وہ مکہ کے مقتل کا معائنہ کیوں نہیں کرتے!، وہ غار ثور میں جھانک کر حق کی مظلومی کا رقت انگیز منظر کیوں نہیں دیکھتے!۔ وہ شعب ابی طالب کے قیدیوں کی بے قرار اور سوگوار راتیں کیوں نہیں دیکھتے۔ وہ تاریخ سے یہ کیوں نہیں پوچھتے کہ مکہ میں اسلام کے پھیلنے کی ابتدا کس طرح ہوئی تھی؟ کس کے قہر وجبر سے لوگ اندھیری راتوں اور پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپ چھپ کر اسلام قبول کرتے تھے؟۔

مکہ کے نہتے اور کمزور مسلمانوں نے کس کے مظالم سے تنگ آ کر اپنا پیدائشی وطن چھوڑ دینا گوارا کر لیا لیکن اپنے نبی کو وہ نہیں چھوڑ سکے۔

وہ کیوں نہیں دیکھتے کہ مکہ میں اسلام اس وقت سے پھیل رہا تھا جب بدر واحد کے معرکے کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں تھے۔ مکہ میں اسلام اس وقت سے پھیل رہا تھا جب تلوار اسلام کے ہاتھ میں نہیں، اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں میں تھی!۔

اس لیے تاریخ کی اس سچائی کے سامنے ہر شخص کو سر تسلیم خم کر دینا چاہیے کہ اسلام دنیا میں اس لیے پھیلا کہ اسلام ہی انسان کا فطری مذہب ہے، جس نے بھی اسلام قبول کیا اس نے جبر کا نہیں اپنی فطرت کا تقاضا پورا کیا۔ مکہ ہی میں نہیں دنیا کے جس خطے میں بھی اسلام کی دعوت پہنچی اس کی پذیرائی کے لیے صرف سلیم فطرت کی ضرورت تھی، بالکل اسی طرح جس طرح ایک پیاسا پانی پر ٹوٹتا ہے۔ اسلام کے چشمہ صافی پر بھی سلیم الفطرت انسانوں کی پیاسی روحیں بے تحاشا ٹوٹ پڑیں، پیاسے کو پانی پینے کے لیے رشوت نہیں دینی پڑتی، جبر نہیں کرنا پڑتا، پیاسا ہوتا ہی اس بات کی ضمانت ہے کہ جب تک پیاس نہیں بجھے گی وہ پانی کی تلاش میں سرگرداں رہے گا۔

کچھ اسی طرح کا معاملہ اسلام کے ساتھ بھی پیش آیا۔ سعید روحیں صدیوں سے کسی چشمہ صافی کی تلاش میں تھیں جیسے ہی یہ خبر پھیلی کہ عرب میں رسالت کی سرزمین سے رحمت و نور کا ایک چشمہ پھوٹا ہے تشنگان شوق معرفت بے ساختہ اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑے۔ راہ طلب میں دنیا نے بڑی رکاوٹیں کھڑی کیں، لیکن گزرنے والے کانٹوں سے نہیں برچھیوں کی نوک پہ قدم رکھ کر گزر گئے۔ آخر ایک دن فیروز بختیوں کی سحر طلوع ہوئی اور جذبہ طلب کے اخلاص نے رسول کونین کی جلوہ گاہ میں انھیں پہنچا دیا۔ صدیوں کی پیاسی روح بادۂ توحید سے اس طرح سیراب ہوئی کہ حوض کوثر ہی پر وہ دوسرے جام کی تمنا کرے گی۔

پس درود وسلام کی لگاتار بارش ہو اس جانِ رحمت پر جس کے تلوؤں کے دھوون سے آب حیات کو حیات جاوداں ملی۔ درود وسلام کے مہکتے ہوئے پھولوں سے معطر رہے خواب گاہ اس زینت کون ومکاں کی جس نے اسلام کا گھر اس خوبی سے بسایا کہ ایک چراغ سے ہزاروں چراغ جلے، ایک قطرہ اتنا پھیلا کہ دریاؤں کو بہالے گیا۔ ایک ذرہ اتنا بلند ہوا کہ آسمان کی رفعتوں تک پہنچ گیا۔ ایک پھول کی خوشبو اس طرح پھیلی کہ چمن چمن مہک اٹھے۔

عقل حیران ہے کہ اس پیکر زیبا کے کس کس جلوہ کا تماشا دیکھے اور اس کے فضل و جمال کے کن کن نگار خانوں کا نظارہ کرے۔ یہاں تو عالم یہ ہے کہ جدھر دیکھئے اسی کے فیض کے چشمے لہرا رہے ہیں۔ جس طرف نظر اٹھائیے ایک ہی تجلی ہزاروں رنگ میں بکھری ہوئی ہے۔ جہاں جائیے پروانوں کا ہجوم، جس صحرا میں قدم رکھیے دیوانوں کا شور۔

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

اب آپ ان دونوں حدیثوں کو ملا لیں تو پتہ چلے گا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آ ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ ہی نہیں فرمایا اور جب یہ فیصلہ ہو چکا تو اب کسی نئے نبی کے آنے کا تصور محال ہے یہ عقیدہ ختم نبوت اور انقطاع وحی ایسا ہے کہ حضرت ابوبکر وعمر اور صحابہ اور تابعین کسی نے بھی اس معاملہ میں قطعی فیصلہ کیا بلکہ حضرت صدیق اکبر نے ان کذابین سے جنگ کی اور اسلام کا نقطہ نظر واضح فرما دیا، حضرت ام ایمن نے ابوبکر و عمر کے سامنے جب یہ بیان کیا کہ:

ان الوحی قد انقطع من السماء (مسلم ص ۲۹۱، جلد دوم) ''وحی آسمان سے آنی منقطع ہو چکی''

تو دونوں حضرات نے اس کی تصدیق کی اور اگر یہ فرمایا خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ان الوحی قد انقطع ....''اب وحی منقطع ہو گئی''

تفسیر طبری میں ہے:

ولکنه رسول الله و خاتم النبیین الذی ختم النبوه فطبع علیها فلا تفتح لاحد بعده الی قیام الساعة

''لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، آپ نے نبوت ختم کر کے اس پر مہر لگا دی لہٰذا آپ کے بعد قیامت تک کسی کے لئے نبوت کھولی نہیں جائے گی''۔ (طبری، ج ۲۲، ص ۱۱)

نتیجہ بی۔ اے 2004ء پنجاب یونیورسٹی

معین اسلامک اکیڈمی / ادارہ معین الاسلام بیربل شریف

نمبر شمار	نام طالب علم	پتہ	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
1	تنویر عباس	شاہ پور سرگودھا	553	فرسٹ
2	ضیاء المصطفیٰ	کالاباغ رمیانوالی	544	فرسٹ
3	ساجد حسین	آزاد کشمیر	540	فرسٹ
4	عطاء فرید	موڑ کھنڈا ر شیخوپورہ	517	فرسٹ

یاد رہے کہ تنویر عباس نے گورنمنٹ کالج شاہ پور صدر ضلع سرگودھا میں فرسٹ پوزیشن بھی حاصل کی ہے

اَستَغفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی رَبِّی مِن کُلِّ ذَنبٍ وَّاَتُوبُ اِلَیہِ

ترجمہ: ''میں اللہ پاک سے جو میرا رب ہے اپنے تمام گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور اسکی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں''

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلصلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلَيكَ يَاسَيِّدِی يَارَسُولَ الله
وَعَلىٰ اٰلِكَ وَاَصحَابِكَ يَا حَبِيبَ الله

حافظ الملت عارف باالله جنيد وقت حضرت حافظ محمد صديق القادري رحمت الله عليه جن جي 116 عرس مبارڪ ۽ تيرهين 13 حافظ الملت ڪانفرنس جي عظيم موقعي تي مرڪزي ديني درسگاهه جامع صديقيه احياء الاسلام ۽ ملحق ديني ادارن مان فارغ التحصيل علماء ڪرام ۽ حفاظ ڪرام جي تفصيلي لسٽ 2004ع بمطابق 9،10 جمادي الثاني 1425 هه

سرپرست اعلى: مخدوم المشائخ حضرت سيدي ومرشدي الحاج سائين پير عبدالخالق قادري صاحب مرڪزي امير مرڪزي جماعت اهلسنت پاڪستان سجاده نشين خانقاهه عاليه قادريه پرچوندي شريف.

استاد محترم شيخ الحديث والتفسير مفتي محمد احمد صديق سميجو سهروردي صاحب

(فارغ التحصيل علماءِ ڪرام)

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات	ايڊريس
1.	مولانا علي نواز	مبارڪ علي	مگريو	ڳوٺ منڌيو ملهيا تعلقه چاچرو
2.	مولانا عبدالستار	محمد ايوب	راهمون	ڳوٺ ڪيمي جو پار تعلقه چاچرو
ڪل تعداد علماء ڪرام (02)			ڪل تعداد حفاظ ڪرام (137)+١٠ = 147	

مدرسه دالعلوم محموديه قادريه ڳوٺ نورمحمد مهر ميرپورماٿيلو ضلع گهوٽڪي.

مهتمم : حافظ عبدالڪريم مهر

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ ڪريم داد	استاد حافظ عبدالڪريم	مهر
2.	حافظ ارشاد احمد	غلام محمد	مهر
3.	حافظ محمد يوسف	خاوند بخش	چاچڙ
4.	حافظ اعجاز احمد	فقير محمود	چاچڙ
5.	حافظ حفيظ الله	لطف الله	چاچڙ
6.	حافظ اسدالله	لطف الله	چاچڙ
7.	حافظ منير احمد	عبدالمجيد	ڪلهوڙو

دارالعلوم رحمانيه قادريه حافظ آباد ڪالوني ٽل شهر

مهتمم : حافظ محمد حاڪم ٽانوري

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ محمد عارف	ڪمال دين	ٽانوري
2.	حافظ محمد يوسف	محمد شعبان	بنگلاڻي
3.	حافظ نياز احمد	فقير محمد عمر	ٽانوري

مدرسه رحمانيه صديقيه قادريه دستگير ڪالوني ٽل شهر

مهتمم : حافظ محمد جعفر ڏول

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ ڪرم الله	حافظ ارس الله	ڏول
2.	حافظ سلطان احمد	سونهاروخان	ڏول
3.	حافظ محمد هاشم	محمد سليمان	ڏول
4.	حافظ نصرالله	محمد عثمان	جعفري
5.	حافظ علي حسن	حافظ گل شير	جعفري
6.	حافظ محمد سليمان	حافظ گل شير	جعفري
7.	حافظ نذير احمد	محمد بخش	سومرو

مدرسه رحمانيه صديقيه قادريه حفظ القرآن ڳوٺ خدا بخش خان ڪوسه تعلقه ڪشمور

مهتمم : حافظ وسيم باري .

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ نور حسن	خان محمد	——
2.	حافظ محبيب الله	شڪر الله	——
3.	حافظ محمد مغفور	محمد عظيم	——
4.	حافظ محمد سعيد	حبيب الله	ڪوسه
5.	حافظ عمر جان	محمد مراد	ڪوسه

مدرسه رحمانيه صديقيه رحمانيه نور البرهان وسطي وين ٻنڍي

مهتمم: استاد حافظ محراب علي بنگلاڻي

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ شڪرر احمد	بچل فقير	پيرو

قادري مسجد مين (؟) ڪشمور

مهتمم : استاد احمد دين مزاري قادري .

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ محمد حنيف	حافظ احمد دين	مزاري
2.	حافظ شفيق احمد	حافظ احمد دين	مزاري
3.	حافظ عبدالحڪيم	عبدالقادر	مزاري

مدرسه فيض العلوم صديقيه قادريه خانپور مهر

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ عبدلمالڪ	حافظ الهنڊر	مهر

مدرسه صديقيه رحمانيه انوارالعرفان نواز آباد ضلع رحيم يار خان

مهتمم : استاد حافظ محمد شاهين قادري شيخ صاحب .

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ صدام حسين	الهيجابو	شيخ
2.	حافظ محمد شاهد	امام بخش	شيخ

مدرسه انوار العلوم رحمانيه صديقيه جهٽ پٽ بلوچستان

مهتمم : مدرسه انوارلعلوم رحمانيه صديقيه حافظ عبدالستار قادري.

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ شمس الدين	الله رکيو	کوسه
2.	حافظ نصيب الله	نالي مئو	کوسه
3.	حافظ غلام مجتبيٰ	مهر دل	کوسه
4.	حافظ عبدالمجيد	نالي مئو	ڪنبراڻي
5.	حافظ عبدالوهاب	حاجي نور احمد	ڪٽبار
6.	حافظ محمد آصف	محمد گلشن	مگسي هار
7.	حافظ محمد الياس	حافظ عبدالڪريم	عمراڻي
استاد حافظ منير احمد جکراڻي			
8.	حافظ منير احمد	حافظ عبدالقادر	جکراڻي
9.	حافظ نثار احمد	حافظ عبدالقادر	جکراڻي
10.	استاد حافظ بلاول	ـــــــ	کوسه

11.	حافظ دين محمد	جمعه خان	بگٽي
12.	حافظ علي رضا	نور حسن	کوسه
13.	حافظ صدام حسين	عبدالقدوس	کوسه
14.	حافظ اقسام الحق	محبيب الحق	کوسه
15.	حافظ صابرعلي	ڪامل فقير	کوسه
16.	حافظ آفتاب علي	سجاد علي	کوسه
17.	حافظ مهتاب علي	سجاد علي	کوسه
استاد حافظ حفيظ الله جهٽ پٽ			
18.	حافظ علي مور	حافظ صاحب ڏنو	کوسه
19.	حافظ جلال دين	سيف الدين	کوسه
20.	حافظ محمد نعيم	محمد امين	کوسه
21.	حافظ علي شير	محمد شعبان	کوسه
22.	حافظ علي حسن	مرحوم ابوبڪر	کوسه

مدرسه غوثيه رحمانيه احياءُ الاسلام ڳوٺ فقير محمد لاشاري ٽل شهر

مهتمم: حافظ غلام حسين ڀوڙ

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ وليداد	محمد اسماعيل	جعفري

مدرسه حنفيه رضويه صديقيه فيض العلوم مسجد نور ڏهرڪي

مهتمم: استاد حافظ محمد آدم قادري صاحب

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ سهراب علي	حافظ محمد مهراب	چچڙ

مدرسه نور مصطفيٰ صديقيه قادريه دربار چلن فقير ڏهرڪي.

مهتمم حافظ عبدالخالق فقير قادري

نمبر	نالو	ولديت	ايڊريس
01.	حافظ خيرمحمد	فقير عبدالغفور بنگلاڻي	ڳوٺ لڳ آڏي بنگلو تعلقو ڏهرڪي

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ايڊريس
02.	حافظ صحبت علي	فقير عبدالحليم بنگلاڻي	ڳوٺ لڳ نرلي شاخ تعلقو ڏهرڪي
03.	حافظ عبدالمجيد	[illegible]	جان بيگ تعلقو ٺل
04.	حافظ هيبت علي	فقير عبدالحليم بنگلاڻي	ڳوٺ لڳ نرلي شاخ تعلقو ڏهرڪي
05.	حافظ غلام ياسين	فقير حافظ مياڻجي بنگلاڻي	ڳوٺ لڳ نرلي شاخ تعلقو ڏهرڪي
06.	حافظ غلام حيدر	ڪريم بخش فقير چانڊيو	ڳوٺ لڳ پنگ شريف تحصيل صادق آباد
07.	حافظ ذوالفقار علي	شاهه مراد بنگلاڻي	ڳوٺ شير واهه تعلقو ٺل

دارالعلوم صديقيه رحمانيه ڳوٺ حاجي محمد شريف نزد سائينڏنو ملڪ بالي پاس ڏهرڪي

مهتمم: حافظ احمد بخش قادري ملڪ

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
1.	حافظ شاهنواز	فقير محمد	ملڪ
2.	حافظ ممتاز علي	غلام حيدر	سومرو
3.	حافظ ظهور احمد	پناهه	ملڪ

مدرسه غوثيه احياءُ الاسلام نزد واپڊا ڪالوني ڏهرڪي

مهتمم: حافظ مير احمد قادري

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
1.	حافظ عبيدالله	مرلوي غلام حسين	چچڙ

مدرسه نور مصطفيٰ مسجد نوري عرف عزيز ڪرماني پراڻي شاهي بازار محله لياقت آباد اوباوڙو شهر (مهتمم : محمد عظيم چاچڙ)

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
1.	حافظ عبدالرشيد	منظوراحمد	چاچڙ
2.	حافظ عبدالمنان	غلام فريد	ملڪ
3.	حافظ شهزادو	حاجي محمود	چاچڙ
4.	حافظ محمد عظيم	غلام فريد	سومرو

مدرسه دارلعلوم انوار رحمانيه صديقيه حضوري مسجد محله ميان عبدالسميع ؒ تعلقه ڏهرڪي ضلع گهوٽڪي

مهتمم : حافظ دين محمد مشوري

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
1.	حافظ جميل احمد	محمد وليد	چچڙ
2.	حافظ عبدالله	محمد صديق	چاچڙ
3.	حافظ محمد امين	حاجي لال محمد	بنگلاڻي
4.	حافظ امير بخش	پير بخش	بنگلاڻي

مدرسه حنفيه عربيه رحمانيه حفظ القرآن جوڻگ ڪالوني ڏهرڪي ضلع گهوٽڪي (مهتمم : حافظ استاد عبدالجبار سومرو قادري)

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
1.	حافظ مختيار احمد قادري	حافظ عبدالجبار	سومرو
2.	حافظ صالح محمد	مير بالاچ	ننڊوالي
3.	حافظ رحمت الله	غلام محمد	چاچڙ
4.	حافظ محمد ارسلان	اڪبر علي	جٽ
5.	حافظ حاڪم علي	ملهار خان	شر
6.	حافظ صفدر حسين	محمد اڪرم	آرائين
7.	حافظ محمد صديق	غلام رباني	ڪوسو
8.	حافظ خادم حسين	غلام فخرالدين	ڪوسو

مدرسه رحمانيه حفظ القرآن ڳوٺ حاجي رضا محمد خان ڪوسو تعلقه ڪنڊ ڪوٽ (مهتمم : حافظ حفيظ الله منگ قادري)

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
1.	حافظ گل حسن	محمد سليمان	گولو
2.	حافظ محمد خان	محمد ناصر	ڪوسو
3.	حافظ محمد بلاول	گل محمد	چاچڙ

مدرسه انوار العلوم صديقيه قادريه مسلم بازار ڪشمور

مهتمم حافظ علي انور قادري

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
.1	حافظ عبدالغني	ميان داد	جکراڻي
.2	حافظ ميان عبدالستار	ميان احمد	———
.3	[illegible]	[illegible]	جکراڻي
.4	[illegible]	[illegible]	جکراڻي
.5	حافظ غلام قادر	عرض محمد	———
.6	حافظ احمد الدين	علي گل	مزاري
.7	حافظ محمد يونس	جيئند	ڪوسو
.8	حافظ علي حيدر	غلام حيدر	ڪوسو

مدرسه غفاريه قادريه مسجد رحمانيه ڳوٺ خير محمد غازي ڪمبڙو

تعلقه اباوڙو (مهتمم حافظ رحمت الله قادري)

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
.1	حافظ محمد پيرل	———	انڍڙ
.2	حافظ محمد الهيار	جهنگلي خان	انڍڙ
.3	حافظ محمد رئنواز	محمد مٺو	انڍڙ
.4	حافظ اختيار احمد	محمد پاريو	انڍڙ
.5	حافظ نادر علي	علي بخش	انڍڙ

مدرسه قادريه جيلانيه ڳوٺ محمد لقمان خان ڪوش لڳ ڪمون شهيد

مهتمم حافظ جميل احمد قادري

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
.1	حافظ نور محمد	نواب علي	ڪورش
.2	حافظ مير حسن	خير محمد	ٿهيم

مدرسه نورالبرهان جي ٽي روڊ اوباوڙو ضلع گهوٽڪي

مدرس: حافظ خادم حسين قادري سولنگي

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
.1	حافظ محمد سليم	فقير محمد	ملڪ
.2	حافظ سڪندر علي	محمد انور	سولنگي

انجمن مدرسه احياءُ الاسلام

ڳوٺ فقير حافظ شير محمد مشوري پوسٽ آفس جرواز مير پور ماٿيلو ضلع گهوٽڪي

(مهتمم: حافظ شاهه محمد قادري مشوري)

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
.1	حافظ اقبال احمد	خدا داد	خشڪ
.2	حافظ خادم حسين	محمد عرس	خشڪ
.3	حافظ ظفرالله	حافظ امان الله	مشوري
.4	حافظ محمود علي	عبدالقادر	مشوري
.5	حافظ الهورايو	غلام رسول	مهر
.6	حافظ محمد سعيد	حافظ نور احمد	نرناري
.7	حافظ احمد	امير بخش	ڪوڪر
.8	حافظ محمد سعيد	حافظ امير بخش	ڪوڪر
.9	حافظ عابد علي	الهوسايو	بلو
.10	حافظ مهتاب علي	محبوب علي	حيدراڻي
.11	حافظ مختيار احمد	عبدالله	راڄڙي
.12	حافظ نور احمد	عبدالحق	ڇڄڻ
.13	حافظ اشفاق احمد	محمد اسلام	وسير
.14	حافظ ساجد حسين	حفيظ الله	مشوري
.15	حافظ رحمت الله	هادي بخش	مشوري
.16	حافظ مشتاق احمد	محمد بخش	مشوري

مدرسه اهلسنت صديقيه خانڳڙهي شريف (مهتمم حافظ مير حسن قادري)

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
.1	حافظ محمد ابراهيم	محمد مراد	مهر
.2	حافظ در محمد	قربان علي	چاچڙ
.3	حافظ رضا محمد	قربان علي	چاچڙ

مدرسه صديقيه رحمانيه احياءُالاسلام نارو پور محله ضلع شڪارپور

(مهتمم استاد فقير حافظ محمد يوسف قادري)

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
.1	حافظ خادم حسين	محمد يونس	بنگلاڻي
.2	حافظ غلام شبير	ولي محمد	بنگلاڻي

مدرسہ حفظ القرآن مصطفائيہ ميرپور ماٿيلو

مھتمم استاد حافظ امير بخش مصطفائي

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
1.	حافظ عبدالمجيد	بخشڻ	خشڪ

مدرسہ انوار مصطفيٰ صبغت الله داد لغاري (استاد حافظ عبدالمجيد لغاري)

نمبرشمار	نالو	پيءُ جو نالو	ذات
1.	حافظ غلام رسول	فقير پيار دين ڪلرڙ	ڪلرڙ
2.	حافظ محمد صادق	محمد بخش	موچي

مدرسہ رحمانيہ قادريہ ڳوٺ حافظ الطاف علي خان کوسو صاحب تعلقہ ڪشمور

مھتمم استاد حافظ الطاف علي قادري کوسو صاحب

نمبرشمار	نالو	ولديت	ذات
1.	حافظ فيض علي	نصراللہ	کوسو
2.	حافظ امير علي	نصراللہ	کوسو
3.	حافظ نياز علي	نصراللہ	کوسو
4.	شاھنواز	محمد نواز	کوسو
5.	حافظ فاروق احمد	فقير حاجي محمد نواز	ڳرلو

فارغ التحصيل علماء مدرسہ جامعہ صديقيہ احياء الاسلام خانقاہ عاليہ بھرچونڈی شريف

مولوی علی نواز ولد محمد مبارک.....منگريو.....تھرپارکر

مولوی عبدالستار ولد محمد ايوب.....راھموں.....تھرپارکر

مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان (سندھ) کے زیر اہتمام
18 ستمبر 2004ء (ہفتہ) کو سہون شریف (سندھ) میں

حضرت سخی شہباز قلندر قدس سرہ کے مزار کے زیر سایہ منعقد ہونے والی عظیم الشان

یارسول اللہ ﷺ کانفرنس کی قراردادیں

مرتبہ: سید مرید کاظم شاہ بخاری.....میرپور متھیلو

قرارداد نمبر 1

عوام اہلسنت، مشائخ عظام اور علماء کرام کا سہون شریف میں مرکزی جماعت اہل سنت کی جانب سے منعقدہ مثالی..........یارسول اللہ کانفرنس..........کا یہ نمائندہ اجتماع ملک میں مذہب کے نام پر دہشت گردی اور ان قوتوں کے جو اسلحے کی نمائش اور دہشت گردی میں ملوث ہیں کی پرزور مذمت کرتا ہے کیونکہ یہ قوتیں ملک میں مذہب کے نام پر فرقہ وارانہ تصادم کرانا چاہتی ہیں جو کہ ایک انتہائی گھناؤنا اور قابل نفرت جرم ہے اور جو اندرونی و بیرونی قوتیں دہشت گردی کی سرپرستی کر رہی ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کی بدترین دشمن ہیں، وہ اسلام اور پاکستان کو بدنام کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں پر بدنما داغ ہیں اور جو کوئی بھی دہشت گردی اور اسلحے کے زور پر مسلمانوں میں مذہبی، لسانی اور علاقائی منافرت پھیلا رہا ہے یہ اجتماع ان سب کی پرزور مذمت کرتا ہے۔

ہم آج کے اس بابرکت اجتماع میں تجدید عہد کرتے ہیں کہ ہم امن، بھائی چارے، اسلام کے نظم عدل اور اخوت کا بول بالا کرنے کے لیے ان تمام مکروہ سازشوں کا مقابلہ کریں گے۔ اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسے دہشت گردوں کو کیفر کردار تک پہنچائے تاکہ اس ملک میں فرقہ واریت کا خاتمہ ہو سکے اور جو لوگ مذہبی لبادہ اوڑھ کر منافرت پھیلا رہے ہیں ان کے سرپرستوں کو بھی بے نقاب کرے۔

قرارداد نمبر 2

عوام اہل سنت، مشائخ عظام اور علماء کرام بڑے عرصے سے محکمہ اوقاف کی چیرہ دستیوں، بے ایمانیوں، لوٹ کھسوٹ، چادر فروشی کے دھندوں، درگاہوں اور مزارات پر رکھے ہوئے چندے کے ڈبوں کو رقوم میں خرد برد اور محکمہ اوقاف کے ملازمین کی بدکرداریوں کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں۔ اور خاموش طریقے پر اصلاح کے لیے ارباب اختیار کی توجہ دلاتے رہے ہیں۔

ہماری یہ خانقاہیں، تصوف کے یہ مراکز صدیوں سے مرجع خلائق رہے ہیں۔ جن کو ایک منظم سازش کے تحت محکمہ اوقاف کے ان کارندوں نے جن کا اللہ کے ولیوں سے ذرہ برابر بھی تعلق نہیں ہے بدنام کیا ہے۔ ان درگاہوں کو بدنام کرنے کے لیے ان پر چرس، بھنگ اور ہیروئن پینے والوں اور بیچنے والوں کے ٹھیکے دے کر بیٹھایا جاتا ہے۔ اعراس کے مواقع پر ثقافت کے نام پر کثافت پھیلائی جاتی ہے۔ بازاری عورتوں کے ناچ اور رنگ کی محفلیں ہوتی ہیں۔ کسی بھی درگاہ پر قرآن وحدیث کی تعلیم کا دارالعلوم اور قرأت وتجوید کا کوئی مدرسہ نہیں ہے۔ یہ سب کچھ اولیاء کرام کے مشن کو بدنام کرنے کی سازش کا حصہ ہے۔ جس طرح ہمارے اکابرین کو بدنام کیا جارہا ہے اس کا ردعمل شدید بھی ہوسکتا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں فوری اقدام کرے۔

یارسول اللہ ﷺ کانفرنس ...... کا یہ عظیم الشان اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ مسلک جماعت اہل سنت کے مشائخ پر مشتمل ایک قانونی کمیشن ہائی کورٹ کے جج کی سربراہی میں قائم کیا جائے جو کہ محکمہ اوقاف کے کارندوں کی بددیانتی، اوقاف کی آمدنی کے بے جا تصرف، ناجائز ٹھیکوں، بھتوں اور رشوت کی وصولیاں کرنے والوں کے خلاف تحقیقات کرے اور اصلاح احوال کے لیے سفارشات مرتب کرے تاکہ اوقاف اہل سنت کے مشائخ کی نگرانی میں اپنا علمی، روحانی اور دینی کردار ادا کرنے کے قابل ہوسکے۔

نیز یہ اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ محکمہ اوقاف سے بددیانت، بدکردار اور اولیاء کے مشن کے مخالف کارکنوں کو فی الفور فارغ کیا جائے اور درگاہوں کی اراضی پر دینی مدارس قائم کیے جائیں تاکہ ان اولیاء عظام نے امن کے جو پھول کھلائے ہیں ان کی خوشبو سے چمن پاکستان ہمیشہ معطر

رہے۔ اور امن کا گہوارہ بن سکے۔

قرارداد نمبر 3

مشائخ، علماء اور عوام اہل سنت کا یہ نمائندہ اجتماع ملک میں این۔ جی۔ اوز یعنی نام نہاد غیر سرکاری فلاحی تنظیموں کی سازشوں کی پرزور مذمت کرتا ہے جو یہودی اور صلیبی سرمائے پر قادیانیوں کی سرپرستی میں ملک میں منظم طریقے سے بے حیائی، فحاشی، عریانیت اور ثقافت کے نام پر کثافت پھیلا رہی ہیں اور بڑے منظم طریقے سے ٹیلی ویژن سمیت دیگر ذرائع ابلاغ کو غلط استعمال کررہی ہیں۔

یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فحاشی، عریانی اور بے حیائی کا جو سیلاب این۔ جی۔ اوز کی معرفت مغربی اقوام لارہی ہیں اس کو فوری طور پر بند کیا۔ ورنہ آگے چل کر ملک عذاب الٰہی کی گرفت میں آسکتا ہے۔ نیز یہ اجتماع بے حیائی اور قادیانیوں کی تعلیمات پھیلانے والے تمام ٹی۔ وی۔ چینلز اور کیبلز پر بھی فی الفور پابندی کا مطالبہ کرتا ہے۔

قرارداد نمبر 4

مشائخ اور علماء اہل سنت کا یہ نمائندہ اجتماع امریکی اور صیہونی طاقتوں کی اسلام دشمنی کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور اس بات کا بانگ دہل اعلان کرتا کہ امریکہ، یہود، ہنود اور نصاریٰ اسلام کے بدترین دشمن اور عالمی دہشت گرد ہیں۔

امریکہ، روس اور برطانیہ کی سرپرستی میں عراق، افغانستان، کشمیر، چیچنیا، برما، فلپائن، فلسطین، بوسینیا اور بھارت میں بے گناہ، مظلوم مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے۔ مگر اقوام متحدہ نے مجرمانہ خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔ یہ عظیم الشان اجتماع اقوام متحدہ کے اس منافقانہ طرز عمل کی شدید مذمت کرتا ہے۔

یارسول اللہ ﷺ کانفرنس ...... کا یہ عظیم اجتماع امریکہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ فوری طور پر عراق اور افغانستان پر بمباری بند کرے اور مسلمان ممالک کے اندرونی معاملات میں بے جا مداخلت بند کرے۔ اقوام متحدہ فوراً مسلمانوں کی حق خودارادیت کی عظیم جدوجہد کے خلاف

ریاستی دہشت گردی بند کرانے کے لیے امریکہ اوران کے اتحادیوں پر دباؤ ڈالے۔

قرارداد نمبر 5

مشائخ اور علماء اہلسنت کا یہ نمائندہ اجتماع امریکہ اور استعماری قوتوں کی اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کو بڑی تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ عرصہ دراز سے یہ بات مشاہدے میں آرہی ہے کہ امریکہ یہود اور ہنود کیساتھ مل کر اسلام کے خلاف محاذ آرائی پر تلا ہوا ہے۔ افغانستان میں مخالفت صرف اسامہ بن لادن کی وجہ سے نہیں بلکہ خالص اسلامی حکومت کی تشکیل کے خلاف نبرد آزمائی ہے۔ یہی کھیل وہ فلسطین، کشمیر، عراق، لیبیا، فلپائن اور برما کے مسلمانوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ امریکہ کی دوغلی پالیسی نے مسلمانوں کو چوکنا کر دیا ہے۔

امریکہ نے عراق کے کویت پر حملہ کے بعد اقوام متحدہ کی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے میں سارا زور صرف کر دیا تھا۔ اور لاکھوں بچوں کے لقمۂ اجل بن جانے کے باوجود اسے عراقیوں کی حالت پر رحم نہیں آیا۔ لیکن دوسری طرف امریکہ کشمیر اور فلسطین سے متعلق اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرانے سے گریز کر رہا ہے۔ یہ اجتماع عظیم اس منافقانہ طرز عمل کی شدید مذمت کرتا ہے امریکہ اور اس کے حواریوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی گھناؤنی سازشوں سے باز آجائیں اور یہ اجتماع پاکستان کے مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ امریکی، برطانوی، یہودی اور بھارتی مصنوعات کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

قرارداد نمبر 6

...... یارسول اللہ ﷺ کانفرنس ...... کا یہ نمائندہ اجتماع جہاں ایک طرف حکومت کے پاکستان کے تحفظ کے لیے کیے گئے اقدامات کو سراہتا ہے۔ وہاں دوسری طرف ایک اسلامی ملک عراق اور افغانستان پر امریکہ و برطانیہ اور ان کے حواریوں کی وحشیانہ بمباری اور اس میں حکومت پاکستان کی معاونت کی تشویش کو نگاہ سے دیکھتا ہے اور حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کرے۔ عراق اور افغانستان کی شہری آبادی پر وحشیانہ بمباری

اور خونریزی کو فوری طور پر رکوانے میں اپنا موثر کردار ادا کرے۔

قرارداد نمبر 7

جماعت اہل سنت صوبہ سندھ کے زیر اہتمام منعقدہ ...... یارسول اللہ ﷺ کانفرنس ...... کے مشائخ عظام اور علماء کرام کا یہ نمائندہ اجتماع اندرون سندھ بڑھتی ہوئی لاقانونیت پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ مقامی انتظامیہ کی سرپرستی میں اغواء کی وارداتیں، ڈاکوؤں کی منظم لوٹ مار راستوں میں بدامنی اور قتل و غارت گری کی مذمت کرتا ہے اور حکومت کو خبردار کرتا ہے کہ اس کے تدارک اور قیام امن کے لیے اگر فوری اقدامات نہ کیے گئے تو حالات بد سے بدتر ہو جائیں گے اور لوگ بغاوت پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس لیے حکومت فی الفور امن کے لیے مؤثر اقدامات کرے ڈاکوؤں اور ان کی سرپرستی کرنے والوں کے خلاف قانونی کاروائی کرے۔ تاکہ امن و امان کا بول بالا ہو۔

قرارداد نمبر 8

ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ سندھ میں روحانیت کے تاجدار حضرت سخی عثمان مروندی المعروف شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی حدود میں سینہ کوبی و ماتم عزاء داری پر سخت پابندی عائد کی جائے اور نیز یہ کہ غیر شرعی افعال اور نازیبا حرکات و سکنات پر بھی پابندی عائد کی جائے۔ تاکہ مزار کا تقدس پامال نہ ہونے پائے اور خصوصاً جو لوگ باہر سے آکر اس قسم کی غیر شرعی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں ان افراد پر پابندی لگائی جائے اور مزار کے تقدس کو ہر حال میں برقرار رکھا جائے۔ اور زائرین، متوالوں اور عقیدت مند افراد کو بھرپور عقیدت کا اظہار خیال کرنے کا موقعہ دیا جائے اور زائرین کے دینی جذبات اور احساسات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

ہم امید واثق رکھتے ہیں کہ حکومت اس مسئلے پر مزارات کے تقدس کو پامال ہونے سے بچائے گی، اور منفی ذہنیت کے حامل افراد کو مستوجب سزا قرار دے گی۔

نوٹ ...... یہ قراردادیں مختلف وقفوں کے ساتھ اتفاق رائے سے ہاتھ کھڑے کر کے ہزاروں افراد نے منظور کیں۔

وادیٔ مہران میں سہون شریف کی دھرتی پر دوسری عظیم الشان تاریخی یارسول اللہ ﷺ کانفرنس سے

مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان کے سربراہ اور عظیم روحانی پیشوا

امیر اہل سنت پیر میاں **عبدالخالق قادری** مدظلہ العالی

سجادہ نشین بھرچونڈی شریف کا خصوصی خطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم .

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا.

گرامی قدر مشائخ عظام! علمائے کرام! عاشقانِ رسول انام علیہ الصلوۃ والسلام! عہدیداران واراکین مرکزی جماعت اہلسنت اور محبان اولیاء سنی عوام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ آج قلندر کی نگری سہون شریف کی مقدس دھرتی پر دوسری عظیم الشان یارسول اللہ ﷺ کانفرنس ...... منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ہر صوبہ سے علماء اہلسنت، مشائخ عظام اور عاشقان رسول سنی عوام وخواص کا ایک جم غفیر شریک محفل ہے۔

میں دیکھ رہا ہوں اور آپ بھی دیکھ رہے ہیں، کہ سہون شریف کے طویل وعریض میلا گراؤنڈ میں تل دھرنے کی جگہ خالی نہیں ہے، میلہ گراؤنڈ سے باہر بھی روڈ، راستے اور چوراہوں پر انسانی جمگھٹے نظر آ رہے ہیں، یارسول اللہ ﷺ اور روضہ نبوی علیہ السلام کے خوشنما سبز پرچم سہون شریف کے روڈوں، گلیوں، کوچوں اور سینکڑوں گھروں پر لہرا لہرا کر عشق رسول ﷺ اور عقیدہ اہلسنت والجماعت کا بھرپور مظاہرہ کر رہے ہیں اور یہ سارے مناظر عظمت رسول ﷺ اور عقیدۂ اہلسنت والجماعت کی بہار دکھا رہے ہیں۔

سامعین کرام! سب کچھ حضرت عثمان مروندی المعروف حضرت لعل شہباز قلندر اور ہزاروں اولیاء کرام کے فیضانِ کرم اور نگاہِ ولایت کا صدقہ ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعداء تیرے

نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

عاشقانِ رسول کریم ﷺ! محبان اولیاء حضرات!

آج یہود ونصاریٰ اور مشرکین وملحدین نے پوری دنیا میں عام طور پر اور عالم اسلام بالخصوص کشمیر، فلسطین، عراق، افغانستان اور بوسنیا وغیرہ میں خاص طور پر مسلمانوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ یورپی استعمار اور مغربی دنیا کے غلام نام نہاد مسلمان حکمرانوں نے ان اسلام دشمن قوتوں کو چند ٹکوں کے عوض اپنی اپنی مقدس دھرتی پر دعوت مداخلت دے کر دین اسلام اور اہل اسلام کے خلاف چاروں طرف محاذ کھلوا دیئے ہیں تاکہ یہ اسلام اور مسلمان دشمن قوتیں مسلمانوں کو اپنے گھروں میں بے بس اور بے حس بنا کر نظام مصطفیٰ ﷺ کے بجائے "نیو ورلڈ آرڈر" کے احکام کو نافذ اور جاری کیا جائے۔

حاضرین مجلس! یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ ہم دین سے دور ہو گئے ہیں اور ہم ذات نبوی علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی سے اپنی گردنیں آزاد کرا چکے ہیں۔

حالانکہ بقول شاعر:

محمد ﷺ کی غلامی دین حق کی شرط اوّل ہے

اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

سامعین وحاضرین جلسہ! بالخصوص علماء مشائخ اہل سنت!

میں گذشتہ بیس سال سے پورے ملک کے اندر اہل سنت والجماعت کے مدارس، مکاتب، مساجد اور خانقاہوں کے اکابرین اور کارکنان سے رابطہ قائم کیے ہوئے ہوں۔ میں نے محسوس کیا کہ سیاسی، سماجی، معاشرتی، بالخصوص مذہبی اور تعلیمی میدانوں میں اہل سنت والجماعت کی پسماندگی اور ناکامیوں کا اصل سبب ہمارے اندر باہمی عدم تعاون اور رابطے کا فقدان ہے۔ ہر

شخص اپنی مسجد، اپنی خانقاہ، اپنا مدرسہ یہاں تک کہ اپنی سیاسی اور سماجی جماعت کی عمارت سب سے الگ تھلگ ہو کر ڈیڑھ اینٹ پر کھڑی کرنے کا شوق رکھتا ہے۔ جبکہ دوسرے فرقوں کے لوگ مختلف زبانوں، مختلف علاقوں، مختلف استاد اور پیر رکھنے کے باوجود ہر میدان میں جسم واحد بن کر کام کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ طاقتور، منظم اور کامیاب نظر آتے ہیں۔

گذشتہ نصف صدی میں ہمارے سینکڑوں مدارس کا جال سکڑ کر چند مدارس پر رہ گیا ہے۔ جبکہ اغیار کے مدارس اور مکاتب کا جال ملک کے کونے کونے میں پھیل چکا ہے۔

بہر حال علماء مشائخ کو بالخصوص اور عوام اہل سنت کو بالعموم دردمندی کے ساتھ یہ گذارش کرتا ہوں کہ خدارا اپنے ذاتی، گروہی اور لسانی وعلاقائی اختلافات بھلا کر اتحاد ملت کا مظاہرہ فرمائیں اور زبانی نعروں، سرسبز اور خوشنما بینروں اور بڑی بڑی کانفرنسوں سے محض ظاہری نمائش کا کام نہ لیں۔ بلکہ انکے مقاصد کو بھی مدنظر رکھیں تاکہ ہم ہر میدان میں اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ سکیں۔

ہمارا پیغام امن، سلامتی اور محبت ہے، ہمارا نعرہ صرف یہ ہے کہ ناجائز طور پر کسی کو مت چھیڑو اور اگر کوئی بد باطن تم کو مذہبی، سماجی اور عقیدہ کے طور پر ناجائز چھیڑتا ہے تو پھر اسکو مت چھوڑو۔

میری دعا ہے کہ سہون شریف کے داتا حضرت لعل شہباز قلندر اور عاشقانِ رسول حاضرین کے صدقے اللہ تعالیٰ اہل سنت والجماعت کو ہر میدان میں سرخرو اور کامیاب فرمائے، آمین۔

بجاہ طٰہٰ ویسین...... اسلام...... زندہ باد...... اہل سنت والجماعت زندہ باد، پاکستان زندہ باد

سائینم سدائین کریں متھے سندھ سکار
دوست مٹھا دلدار عالم سبھ آباد کریں

آمین۔

سہون شریف میں عظیم الشان "یارسول اللہ کانفرنس" کا

خطبہ استقبالیہ

جو صوبہ سندھ کے نامور عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد جان نعیمی مدظلہ
صوبائی امیر، مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان نے پیش کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی و نسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم قال سبحانہ وتعالیٰ، وانتم الا علون ان کنتم مؤمنین (الاٰیة) واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا (الاٰیة) (صدق اللہ العظیم)

(الصلوة والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ)

لائق صد احترام حضرات علماء کرام، ومشائخ عظام، وزعماء ملت وعوام اہلسنت، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں سب سے پہلے اپنی جانب سے اور مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان (سندھ) کی جانب سے آپ سب کا تہہ دل سے خیر مقدم کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ حضرات تاریخ پاکستان کے اس نازک موڑ پر ہماری دعوت پر ایک بار پھر اس عظیم الشان فقید المثال اور تاریخی کانفرنس میں تشریف لائے اور آپکی شرکت اور موجودگی سے ہمارے فیصلوں اور مطالبات کو اجماعی حیثیت حاصل ہوئی۔

حضرات قائدین محترم، علماء کرام ومشائخ عظام۔

یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ اکابرین اہلسنت نے 1857ء کی جنگ آزادی سے لیکر 1947ء تک انگریزوں کے مظالم اور باطل قوتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔ وطن عزیز پاکستان کی بنیادوں میں اہل سنت کا خون شامل ہے اور اہل سنت نے

ہی قائداعظم کے شانہ بشانہ جدوجہد آزادی میں گراں قدر قربانیاں دی ہیں۔ بنارس کی تاریخی سنی کانفرنس اس امر کا لازوال تاریخی ثبوت ہے.....لیکن پھر کیا ہوا،

نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

قائدین محترم وعلماء کرام ومشائخ عظام

اس روحانی اجتماع (یارسول اللہ کانفرنس) کی غرض وغایت جیسا کہ ظاہر ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ اجتماع ملک بھر کے اہلسنت کی بیداری، یکجہتی، اتحاد، ترقی وعروج اور قوت وطاقت اور مسلک اہلسنت کی ترویج وبقاء کیلئے ایک ستون ثابت ہوا اور اس کانفرنس کے ذریعے اہلسنت وجماعت کے جانثاراں ایک انقلابی کروٹ لیں اور یہ طے شدہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جب بھی متحدہ قوت کو بروئے کار لایا گیا اور اس ملک کی اکثریت اہلسنت وجماعت نے اپنی یکجہتی کا مظاہرہ کیا تو ہمیشہ منزل ہمارا نصیب ہوئی۔ ملک بھر کی اہلسنت کی عظیم اکثریت کو اپنے مسلک ومذہب، علماء ومشائخ کے عظیم مجاہدانہ کارناموں پر فخر ہے۔

حضرات محترم! یہ عظیم الشان کانفرنس ملک کی اکثریت اہلسنت وجماعت کی نمائندہ اور اجماعی کانفرنس ہے جو ملک بھر کے مشائخ عظام وعلماء کرام وزعماء ملت کی موجودگی میں حکومت وقت کو اپنی تحفظات اور مطالبات اور فیصلوں سے آگاہ کرتی ہے اور یہ اجتماع اپنے حقوق کا مطالبہ کرتا ہے۔

ہمارے اکابرین نے تحریک پاکستان میں دنیاوی نفع کی خاطر نہیں بلکہ اسلام کی خاطر انہوں نے اخلاص سے حصہ لیا اور پاکستان حاصل کرنے کے بعد اپنا حق تک نہ مانگا۔ کہ ہم وہ نہیں جن کے جسم ہمارے ساتھ ہیں اور دل ہندوؤں کے ساتھ۔

(۱) ذرائع ابلاغ سے قومی کردار کی تعمیر ہوتی ہے، مگر سردست صورت برعکس ہے جو حکومت کی فوری توجہ کی مستحق ہے۔ قوموں کے بننے بگڑنے سے حکومت بنتی بگڑتی ہے۔

(۲) وقت کا تقاضا ہے کہ پاکستانیوں میں اسلامی شعور بیدار کیا جائے اس شعور کو مغربی شعور پر قربان نہ کیا جائے۔

(۳) اس وقت ہمارے ہر مرض کا علاج اللہ تعالیٰ اور اس رسول اللہ ﷺ کے احکام پر دل سے عمل کرنے میں ہی مضمر ہے ہم اپنے حکم پر عمل کراتے ہیں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل نہیں کرتے ہمیں اس طرز عمل کو بدلنا ہوگا۔

(۴) محکمہ اوقاف بزرگان دین اور اولیاء کاملین کے مزارات کے دم سے قائم ہے اور اولیاء کرام کے متوسلین، معتقدین اور ان کی عظمت کا پرچم بلند کرنے والے اہلسنت وجماعت ہیں اور اوقاف کے مزارات کا تعلق براہ راست اہلسنت وجماعت سے ہے۔ دیگر مکاتب فکر کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، اوقاف کے وسائل بیوروکریسی پر صرف ہو رہے ہیں۔ بہت سے منکرات (خلاف شرع) ان مزارات کی حدود میں کرپٹ (بے دین) انتظامیہ کی سرپرستی میں ہوتے ہیں اور بدنامی اہلسنت وجماعت کے کھاتے میں آتی ہے۔

ہمارا پرزور مطالبہ ہے کہ ہر صوبے میں ایک بااختیار سرکاری سپروائزری وقف بورڈ بنایا جائے جو مزارات سے متعلق مالیات اور دیگر بالاحقائق مقاصد کی تکمیل کے لیے عملی اقدام کرے

(۵) ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت واضح اعلان کرے کہ۔ (الف) آئین کی اسلامی دفعات بشمول امتناع قادیانیت اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون کو ہمیشہ قائم رکھا جائے اور ان کو غیر ملکی دباؤ کے تحت کبھی بھی نہیں چھیڑا جائے گا۔

(ب) قرآن وسنت کو لفظاً ومعنیً مملکت کا سپریم لا (SUPREEM LAW) قرار دیا جائے۔

(ج) مدارس وجامعات دینیہ کی حریت فکر وعمل میں کسی بھی قسم کی کوئی انتظامی مداخلت نہیں کی جائیگی اور خفیہ نگرانی کا سلسلہ یکسر ختم کر دیا جائے۔

(د) مساجد کے خطبات کو جمعہ کے واعظ وتذکیر، درس قرآن وحدیث، میلاد النبی ﷺ، معراج

النبی ﷺ، شب برات، ایام خلفائے راشدین اور آئمہ واولیاء کرام کے اعراس وایام کے مواقع پر حسب روایت ومعمول ہر پابندی سے آزاد رکھا جائے اور جمعہ کی چھٹی بحال کی جائے۔

(۶) ہم یہ باور کرانا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہم فرقہ واریت، لسانیت، علاقائیت، الغرض ہر عنوان سے دہشت گردی کو آئین قانون، اخلاق واقدار، انسانیت اور اسلام کے خلاف ناقابل معافی جرم سمجھتے ہیں اور اس لعنت کا قلع قمع کرتے ہیں ہم حکومت کے شانہ بشانہ ہیں اسی طرح ہم اہلسنت وجماعت مساجد ومدارس کو بھی دہشت گردی اور اسلحہ برداری مراکز بنانے کے خلاف ہیں اور ہمارے مساجد ومدارس الحمدللہ اس لعنت سے پاک ہیں اور پورے معاشرے کو اس لعنت سے پاک کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(۷) ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت پاکستان، عراق، فلسطین اور افغانستان اور دیگر مظلوم مسلمانوں پر امریکہ اور اتحادیوں کی وحشیانہ بمباری اور خونریزی کو فوری طور پر رکوانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے اور اسلامی ملک عراق اور افغانستان کی سلامتی کے لیے اپنا موثر کردار ادا کرے کیا آپ سب اس کے لیے تیار ہیں؟؟؟؟ (اس پر پورے اجتماع نے ہاتھ اٹھا کر تائید کی)

اور ہم حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے ان تحفظات اور مطالبات کو فوری طور پر عملی جامہ پہنایا جائے۔

آخر میں ایک بار پھر آپ تمام حضرات کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ آپ حضرات نے مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان (سندھ) کی دعوت پر تشریف لائے، اور مجھے کامل توقع ہے کہ اہلسنت کے عظیم تر مفادات میں اپنے ذاتی اختلافات ختم کر کے ایک ہو جائیں گے تاکہ اہلسنت کا مستقبل روشن ہو اور وطن عزیز پاکستان کی حفاظت ہو اور عوام اہلسنت کی حقیقی رہنمائی ہو سکے۔

آخر میں یہ ناچیز دست بدعا ہے کہ آنے والا وقت اہلسنت وجماعت کا مسلمہ ہو اور اس کارواں سے ایسے مجاہدین برپا ہوں کہ محمد بن قاسم، محمود غزنوی، صلاح الدین ایوبی، مجدد الف ثانی، امام احمد رضا، قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی کے قدم بقدم رواں دواں ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں طاقت دے قوت دے، اور نظر بد سے بچائے۔ ہمارے آج کو ہمارے گذشتہ کل سے بہتر بنائے اور اہلسنت کو دینی ملی وسیاسی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

عمدۃ العارفین قطب عالم

حضرت سید سردار احمد شاہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر: پروفیسر سید اسرار بخاری

برصغیر کے شمال میں ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے بہاول پور کا نام ہمیشہ مشہور ومعروف رہا ہے یوں تو متحدہ ہندوستان میں لگ بھگ چھ سو کے قریب چھوٹی بڑی ریاستیں موجود تھیں، لیکن ان میں سے حیدرآباد دکن اور بہاولپور کو ہر لحاظ سے انفرادیت حاصل تھی، بہاولپور کی مردم خیز زمین نے بڑے بڑے اہل اللہ، نامور علماء، شعراء اور دیگر باکمال لوگ پیدا کیے، ریاست کے بیشتر حکمران، مخیر، ہردلعزیز اور علم دوست تھے، اس کے ساتھ ساتھ وہ بزرگانِ دین کا فیض تھا کہ ریاست میں سرکاری سطح پر شعائر الٰہیہ کی پوری پابندی کرائی جاتی تھی۔

اسی بہاولپور کے ایک قصبے گڑھی اختیار خان نے بہت شہرت حاصل کی، اس قصبے کی مٹی میں اللہ تعالیٰ نے ایسا جوہر رکھا کہ مدتوں تک اس کے خمیر سے بڑے بڑے علماء، حکماء، شعراء، حفاظ اور دیگر صاحب کمال پیدا ہوتے رہے۔ اس قصبے میں علم وروحانیت کا ایسا غلغلہ برپا ہوا جس نے دور دراز کے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لیا، باہر سے کئی خاندان یہاں آکر آباد ہوئے اور یوں یہ قصبہ مرجعیت اختیار کر گیا، اس اعتبار سے اگر گڑھی اختیار خان کو ایک اسلامی قصبہ کہا جائے تو بے جا نہیں، اگرچہ قیام پاکستان سے پہلے قصبے میں خاصی ہندو آبادی بھی موجود تھی، تاہم مجموعی طور پر قصبے پر اسلامی رنگ غالب تھا، لوگوں میں دینی شعور اور سیاسی سوجھ بوجھ تھی، چنانچہ تحریک پاکستان میں گڑھی اختیار خان نے مقدور بھر کردار انجام دیا۔

باہر سے جو خاندان یہاں آکر آباد ہوئے ان میں سے بخاری سادات کا ایک مختصر خاندان سرفہرست تھا، اس خاندان کے تمام افراد علم وفضل کے مالک اور روحانی اعتبار سے بڑے بلند مرتبہ تھے، اس خاندان کے اکابر سندھ میں رہائش پذیر تھے، سید الکاملین عارف باللہ سید محمد جعفر شاہ

بخاری رحمۃ اللہ علیہ پہلے بزرگ ہیں جنہیں گڑھی اختیار خان کے عباسی رئیس نے بصد منت یہاں آباد ہونے پر رضا مند کیا، سید محمد جعفر شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے مشہور معروف ولی اللہ اور انتہائی مستجاب الدعوۃ بزرگ تھے بیان کیا جاتا ہے کہ ایران اور افغانستان کے دور دراز علاقوں سے بھی لوگ آپ کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ ہر وقت زائرین اور متوسلین کا مجمع لگا رہتا۔ آپ انتہائی سادہ اور درویش منش انسان تھے، نہایت کم گو اور گوشہ نشین تھے، آپ ہر سائل کی استدعا پر دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

انہی حضرت سید محمد جعفر شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک نیک خصائل فرزند پیدا ہوئے جن کا نام نامی ''سردار شاہ'' تجویز کیا گیا۔ درس نظامی کی تکمیل علاقے کے علماء سے دورۂ حدیث اور فصوص الحکم مدینہ منورہ میں مولانا عبدالباقی لکھنوی ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ آپ نے سات برس کا طویل عرصہ مدینہ منورہ میں گزارا پہلی بار دو سال کے بعد رخت سفر باندھا تو رات کو خواب میں بادشاہ دو جہان حضرت محمد مصطفی ﷺ نے اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ''المدینة خیر لھم لو کانوا یعلمون'' (اگر وہ سمجھیں تو مدینہ کی سکونت ہی ان کے لیے بہتر ہے) چنانچہ آپ نے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا، یہ ترکوں کا زمانہ تھا۔ مدینہ کی آبادی بہت مختصر تھی ہندوستان سے حرمین کا سفر بہت دشوار اور پر خطر تھا، پھر انتہائی عسرت اور تنگدستی کا دور تھا، چنانچہ پہلی دفعہ آپ چار سال اور دوسری بار تین سال دربار حبیب ﷺ میں مقیم رہے وہاں آپ شیخ احمد کے نام سے موسوم تھے، مدینہ منورہ کی کوئی دینی محفل ایسی نہ ہوتی جس میں آپ کو بطور خاص بلایا نہ جاتا، آنحضور ﷺ کے حکم سے اس زمانے کے شیخ الحرم نے آپ کی دستار بندی کرائی اور باقاعدہ اس بات کا اعلان کیا گیا کہ یہ دستار بارگاہ نبوت سے عطا ہوئی ہے۔

روزانہ دس پارے قرآن مجید کے تلاوت فرماتے یہ معمول بلوغت سے وصال تک برابر جاری رہا۔ فرماتے کہ جب میں قرآن کی تلاوت شروع کرتا ہوں تو میری زبان شیر و شکر ہو جاتی ہے۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے والوں کا بیان ہے کہ دنیا و مافیہا کے غم اور پریشانیاں بھی اٹھائے

ہوئے اگر کوئی آپ کی محفل میں آتا تو اسے سب کچھ بھول جاتا اور وہ چاہتا کہ ساری زندگی یہیں گزار دوں، آپ کی محفل سوز و گداز اور درد و کیف کا مرقع ہوتی، یا قرآن مجید کے معارف اور اعجاز پر بات ہو رہی ہے یا حدیث نبوی کی وضاحت و بلاغت اور نکتہ آفرینی پر، یا حقائق و معرفت کی گتھیاں سلجھائی جا رہی ہیں۔ یا صوفی شعراء کے درد انگیز کلام پر حاضرین نیم بسمل ہو کر لوٹ رہے ہیں۔ الغرض یہ ایک ایسی دنیا تھی جسے دنیا کی ہوا بھی نہیں لگی تھی آپ عربی فارسی کے زبردست عالم اور متعدد زبانوں کے شاعر تھے عربی لکھتے یا بولتے تو خود اہل عرب یہ ماننے کو تیار نہ ہوتے کہ یہ شخص عجمی ہے، آپ کا سندھی اور سرائیکی کلام بہت اونچے پائے کا ہے۔

فقر و تصوف کا سارا سلسلہ نسبت اور تعلق پر موقوف ہے محبوب ازل مرشد کل حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی سے آپ کو جو تعلق خاطر تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ آپ نے اپنے رفقاء کو سختی سے منع کر رکھا تھا کہ کوئی شخص کسی کے سامنے دست سوال نہ پھیلائے۔ آپ کی معیت میں پچاس افراد کی جو جماعت تھی۔ وہ سب کے سب درویش اور انتہائی صابر و شاکر قسم کے بزرگ تھے۔ آپ کی صحبت نے انہیں اپنے رنگ میں رنگ دیا تھا، حاجی اللہ دتہ مرحوم خانپوری آپ کا نعلین بردار اور ہمہ وقت حاضر باش خادم تھا، ایک دفعہ اتفاق سے دو دن کھانے کے لیے کوئی چیز میسر نہ آسکی تو حاجی اللہ دتہ مرحوم نے آپ سے آنکھ بچا کر کسی سے کچھ مانگ لیا اور وقتی طور پر پیٹ کی آگ بجھالی حاجی اللہ دتہ مرحوم بیان کرتا تھا کہ میں اس روز عصر کی نماز کے بعد حاضر ہوا تو آپ نے مجھے بلا کر فرمایا حاجی آج سے تمہارا راستہ الگ ہے تم ہماری صحبت کے لائق نہیں ہو۔ حاجی صاحب موصوف کا بیان ہے کہ میں نے آٹھ دن برابر منتیں کیں جتن کیے سفارشیں کرائیں مگر آپ راضی نہ ہوئے۔

آخر ایک روز میں نے حبیب کبریا ﷺ کا واسطہ دیکر اپنی تقصیر پر معافی چاہی تو آپ نے پھر مجھ سے وعدہ لیا کہ کبھی کسی سے کچھ مانگنا نہیں۔

ایک دفعہ خود آپ کے کپڑے میلے ہو گئے پاس کچھ تھا نہیں کہ صابن خریدتے روضہ اطہر پر

حاضری کے وقت عرض کیا کہ حضور! پاس کچھ نہیں کپڑے میلے ہیں اس حالت میں حاضری دیتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ آپ یہ عرض کر کے فارغ ہوئے تھے کہ عصر کی اقامت ہوئی آپ جماعت میں شامل ہو گئے سلام پھیرا ہی تھا کہ ایک نامعلوم شخص نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور صابن کی ٹکیہ اور کچھ نقدی تھمادی، آپ نے صابن لے لیا مگر نقدی یہ کہہ کر واپس فرمادی کہ میں نے صرف صابن طلب کیا ہے نقدی کسی اور کی ہوگی؟

ایک دفعہ مولانا عبدالباقی لکھنوی ثم المدنی نے آپ کے سر پر کلاہ قادری دیکھ کر پوچھا کہ یہ ٹوپی آپ نے کہاں سے بنوائی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہمارے سلسلے میں مرفوعاً یہ ثابت ہے کہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایسی ٹوپی پہنتے تھے، حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے بارہا خواب میں یہ ٹوپی حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر دیکھی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ اس کی بٹ ذرا موٹی تھی اور اس کی پتلی ہے۔

آپ نے غوث زماں حضرت حافظ محمد عبداللہ صاحب بھرچونڈی شریف رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور اجازت حاصل کی، آپ نے عرصہ دراز تک تعلیم تدریس کا شغل بھی اختیار کیا چنانچہ سہروردی سلسلے کی معروف خانقاہ کامارہ شریف (حیدرآباد سندھ) کے بیشتر صاحبزادگان اور مجاہد اسلام ناصر تحریک پاکستان حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب بھرچونڈی رضی اللہ عنہ آپ کے شاگرد تھے۔

آخر میں وجع مفاصل کی تکلیف ہو گئی تھی درد سے کراہ رہے ہوتے جسم کا کوئی حصہ کپڑا بھی برداشت نہ کر سکتا مگر جونہی نعت شروع ہوتی تو اٹھ کر بیٹھ جاتے اور عشق رسول ﷺ کے سوز میں ایسے محو ہو جاتے کہ درد بدن کی خبر ہی نہ رہتی۔ بالآخر یہی عارضہ جاں لیوا ثابت ہوا۔ ۱۱ شعبان ۱۳۵۱ھ بروز منگل آپ کی روح پرفتوح واصل حق ہوئی، مزار مبارک شاہ آباد شریف میں ہے اور زبان حال سے کہہ رہا ہے۔

زیارت گاہ اہل عزم و ہمت ہے لحد میری
کہ خاک راہ کو میں نے بتایا راز الوندی

انڈین فلمی ثقافت اور بے حیائی کا راستہ روکنا ضروری ہے

اگر حضور ﷺ کا عشق حاصل ہو جائے تو بندہ بے نماز نہیں رہ سکتا محافل نعت فرض یا واجب نہیں بلکہ یہ محض مستحب عمل ہے

خدا کرے ہمارے نسلوں میں کبھی کوئی گستاخ رسول پیدا نہ ہو

آٹھ سال کی عمر سے اعلیٰ حضرت بریلوی کا کلام پڑھ رہا ہوں انہی کا کلام پسند ہے درود و سلام کی مثل کوئی کلام کبھی نہیں سنا

ملک کے نامور نعت خواں اور نعت گو عبید رضا

محترم محمد اویس رضا قادری سے انٹرویو

ملاقات......ملک محبوب الرسول قادری

محمد اویس رضا قادری .... ہمارے عہد میں اردو نعت خوان طبقہ کے سرخیل ہیں۔ کراچی سے تعلق ہے مادری زبان اردو ہے اور خصوصیت یہ ہے کہ پچھلی صدی ہجری کے مجدد برحق اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کے نعتیہ کلام کو اس کے صحیح تلفظ اور کمال عمدگی کے ساتھ پڑھنے پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ پرخلوص، خلیق، سنت نبوی ﷺ کے مبلغ نعت خوان ہیں۔ ان کے چہرے پر سنت نبوی ﷺ کی بہار ہے اور وہ جب عمامہ مبارکہ کے ساتھ ذکر رسول ﷺ کی محافل میں سٹیج کی زینت بنتے ہیں تو اہل محبت کے دلول میں محبت رسول ﷺ کی باد بہاری جاری ہو جاتی ہے۔ گذشتہ دنوں انجمن غلامان مصطفیٰ جوہر آباد کے صدر مرزا عبدالرزاق طاہر کی خواہش اور دعوت پر محترم محمد سرور قادری (فیصل آباد) کے ہمراہ انہوں نے مرکزی جامع غوثیہ جوہر آباد میں محفل نعت میں شرکت فرمائی۔ برادرم قاری محمد مشتاق انور، بھائی الطاف چغتائی، مرزا اشفاق بیگ، محمد ریاض سلہری، مرزا محمد کامران طاہر اور اسلامی بھائی محمد فیض گولڑوی کی موجودگی میں ان سے ہونے والی ملاقات اور گفتگو آپ پڑھیے ....(محبوب قادری)

☆ نعت کے ساتھ کب سے شغف پیدا ہوا؟

❀ جب پرائمری کا طالب علم تھا۔ شاید آٹھ برس کی عمر میں پہلی مرتبہ نعت سنائی اور انعام پایا تب

سے اب تک نعت خوانی کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

☆ کس شاعر کا کلام آپ کو زیادہ پسند ہے؟

❁ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہی سب سے زیادہ پسند ہے اسی بنیاد پر میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام ہی زیادہ پڑھتا ہوں۔ ان کے کلام میں وارفتگی ہے لذت ہے اور عجب کیف ہے۔ اسی روحانی چاشنی کو پڑھنے سننے والے اپنے اپنے ذوق کے مطابق محسوس کرتے ہیں۔ اسی لئے میں حدائق بخشش سے ہی کلام رضا پیش کرتا ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ۔

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
پچھلوں نے تو بہت کچھ لکھا علم دین پر
جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے

دعوت اسلامی سنت نبوی ﷺ کے احیاء اور فروغ کی بہترین تحریک ہے

☆ بریلی شریف حاضری بھی ہوئی؟

❁ جی الحمد اللہ دو مرتبہ حاضری کا شرف پا چکا ہوں امام عاشقاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب کی حاضری کا لطف بھی اپنا ہے ان کی قبر پر اللہ کی رحمت کی بارش ہو انہوں نے عشق رسول ﷺ کی سوغات کو سارے عالم میں عام کیا۔ وہاں جا کر جو لطف وحظ محسوس کیا وہ امام احمد رضا ہی کا فیضان ہے۔ مجھے اسی موقع پر کچھوچھہ مقدسہ بھی حاضری کا شرف بھی ملا۔ ویسے مجھے عراق اور شام وغیرہ بھی بزرگان دین کی حاضری کا موقع ملا۔ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آئمہ اہل بیت اور بے شمار بزرگان دین کی حاضری بھی دی۔

☆ دعوت اسلامی میں آپ کی............؟

❁ ہم میں ہر فرد الحمد اللہ دعوت اسلامی کا ہی ہے۔ ہم دعوت اسلامی ہی کے پرچار کر رہے ہیں۔ خادم ہیں کارکن ہیں یہ سنت نبوی ﷺ کے احیاء اور فروغ کی بہترین تحریک ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کی محبت کے فروغ کا کام لے رہا ہے۔ دعوت اسلامی کی محنت اور پھر اس کی تحریک کی

نتیجہ خیزی مثالی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تحریک کو شب و روز ترقی کی راہ پر گامزن کرے اور اس سے وہ سارے کام لے جس کے لئے اسے قائم کیا گیا تھا۔

میں نعت کیا لکھوں گا جب سرکار ﷺ کی مرضی ہو لکھوا لیتے ہیں

☆ عمامہ کا رنگ آپ نے سبز سے تبدیل کیا کوئی خاص حکمت؟

❁ اصل میں انٹرویو والوں سے میں بہت گھبراتا ہوں کیونکہ بعض اوقات وہ میرے موقف کو اپنی مرضی کا لباس پہنا دیتے ہیں اور پھر یہی سے غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں جس کا نتیجہ اختلاف و انتشار ہوتا ہے جب کہ میرا مشن ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنا ہے اور محبت رسول ﷺ کو عام کرنا ہے۔ عمامہ شریف سنت نبوی ہے اللہ کرے ہم سب اس عظیم الشان سنت سے فیض حاصل کرنے والے بنیں

☆ کتنی مرتبہ حج وعمرہ اور حرمین شریفین کی حاضری کا شرف ملا؟

❁ میری اوقات سے زیادہ مرتبہ۔ اس کرم نوازی پر شکرانہ کے الفاظ نہیں رکھتا اللہ کرے یہ سلسلہ جاری رہے اور ہر مسلمان کو یہ سعادت نصیب رہے۔

☆ آپ خود بھی نعت لکھتے ہیں؟

❁ میں نہیں لکھتا جب سرکار ﷺ کو منظور ہو لکھوا لیتے ہیں۔ عبید رضا تخلص کرتا ہوں۔ ایک ٹریڈی میرے ساتھ یہ ہے کہ کچھ لوگ میرے نام سے کلام بھی چھاپ رہے ہیں ایک جگہ کچھ بے سروپا کلام میرے نام سے کسی نے چھاپ دیا۔ جب میں نعت شریف کی ایک محفل میں وہاں گیا تو کسی صاحب نے گرفت کی۔ میں سنتا رہا۔ میں نے کہا میری گزارش بھی سنو گے میرا کلام کچھ اس طرح ہے پھر میں نے ان کو ساری نعت سنائی تو وہ مطمئن ہوئے اور کہا کہ اس طرح تو درست ہے اور کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ لیکن چھاپنے میں غلطی کیوں ہوئی؟ میں نے بتایا کہ کام میں نے نہیں بلکہ کچھ اور لوگوں نے مجھے بتائے پوچھے بغیر خود بخود اپنی مرضی سے کر لیا ہے اب یہ بھی عبید رضا تخلص کرتا ہے۔ میرے کچھ دوست کیسٹ، سی ڈی وغیرہ سے کلام لے کر چھاپ دیتے ہیں۔ دکھاتے نہیں میں انہیں اتنا کہوں گا کہ کم از کم پہلے مجھے دکھا کر کنفرم کرنے کے بعد شائع کریں تو بہتر ہے۔ ورنہ پریشانی رہے گی۔

☆ کلام رضا کے علاوہ بھی آپ پڑھتے ہیں زیادہ تر کس شاعر کا کلام؟

❁ اعلیٰ حضرت خود اپنے بھائی مولانا حسن رضا خان حسنؔ کا کلام شوق سے سنتے تھے اور بعض اوقات فرماتے کہ اے حسن! یہ پھول کہاں سے چنتے ہو مثلاً ان کی ایک مشہور نعت ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ　　کہ سب جنتیں ہیں نثار مدینہ
رگ گل کی جب نازکی دیکھتا ہوں　　مجھے یاد آتے ہیں خار مدینہ
ملائک لگاتے ہیں آنکھوں میں اپنی　　شب و روز خاک مزار مدینہ
میری خاک یا رب نہ برباد جائے　　پس مرگ کر دے غبار مدینہ
رہیں ان کے جلوے بسیں ان کے جلوے　　میرا دل بنے یادگار مدینہ
مبارک رہیں عندلیبو تمہیں گل　　ہمیں گل سے بہتر ہے خار مدینہ
شرف جس سے حاصل ہوا انبیاء کو　　وہی ہے حسنؔ افتخار مدینہ

تصویر کا شوق نہیں بلکہ ...... ے دل کے آئینے میں ہے تصویر یار

☆ فوٹو گرافی کو کیا جانتے ہیں؟

❁ فتویٰ وہی جو اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، باقی مجھے تصویر کھنچوانے کا شوق نہیں ہے میرا تو خیال ہے کہ

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لیا

تصویر کی محتاجی کیا ہے؟ لائٹ ہو نہ ہو، مونیٹر ہو نہ ہو، وی سی آر ہو نہ ہو، ٹائم ہو نہ ہو، یہاں تو سسٹم ہی نہیں ہے۔

جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

پیسے طے کر کے نعت پڑھنے جانا تو قطعاً درست نہیں

☆ محافل نعت میں، نعت خوانوں پر نوٹوں کی بارش اور پھر پیسے طے کرنا کیسا ہے؟

❁ لوگ محفل نعت میں نوٹیں برساتے ہیں۔ اڑاتے ہیں مجھ پر بھی یہاں برسا رہے تھے۔ یہ مناسب تو نہیں۔ نوٹ دینا ناجائز نہیں غلط نہیں۔ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن باوقار طریقے سے،

احترام کے ساتھ رکھ بھی تو جا سکتے ہیں۔ لوگ نوٹ اڑاتے ہیں فلم بنواتے ہیں ویڈیو بنواتے ہیں اس کا کیا فائدہ؟ لوگ اب تو بہتان طرازی سے بھی نہیں کتراتے۔ میرے بارے میں کہا کسی نے ؟ کہ اویس نے تو اپنے ریٹ بڑھا دیئے ہیں۔ ستر ہزار کر دیئے ہیں۔ لوگوں کے منہ میں زبان ہے ہڈی نہیں۔ میرے ریٹ کب تھے؟ خدا کا خوف کریں۔ نوٹ لینے پیسے لینے اتنے دور نہیں آتا۔ جن لوگوں نے یہ بہتان لگائے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی خاطر معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے۔ نوٹ برسانے والے سوچیں کہ کیا حضور ﷺ کا نعت خواں اسی قابل ہے کہ اس کے منہ پر نوٹ مارے جائیں۔ پھر کچھ لوگ بدگمانیاں کرتے ہیں کہ نوٹوں کے لئے آتے ہیں۔ ارے جو سچا ثنا خوان ہے وہ نوٹوں کے لئے کب آئے گا۔ جو آئے نوٹوں کے لئے وہ جانے اور اس کا خدا جانے اس طرح تو یہ تو حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ دیتا ہے، نعت نوٹوں کے لینے کا ذریعہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے دینے کے سو ہاتھ ہیں وہ جہاں سے چاہے عطا فرما دے۔ بحرحال پیسے طے کر کے آنے والے کو خدا ہدایت دے۔ یہ تو حرام ہے ہرگز درست نہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیے۔ اگر کوئی نعت خوان کو اپنی خواہش سے نذرانہ دے تو درست ہے کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔

☆ اطمینان قلب کا نسخہ؟

❁ قرآن نے فرمایا کہ "الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" بے شک اطمینان اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہی ہے اور ذکر خدا کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

ذکر الہ کیا ہے؟ محبت حبیب ﷺ کی
جب دل میں یہ نہ وہ جگہ خوک و خر کی ہے

ہماری روح سکون چاہتی ہے چین چاہتی ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذکر میں ہی سکون و اطمینان اور چین ہے۔

لوگوں کے منہ میں زبان ہڈی نہیں۔ بے بنیاد الزام تراشیاں کرتے ہیں

☆ آپ کی سب سے بڑی خواہش؟

❁ اللہ کرے کہ حضور ﷺ کے غلاموں میں ترقی ہوتی رہے۔ اضافہ ہوتا رہے۔ خدا کرے ہماری نسلوں سے قیامت تک کوئی گستاخ رسول پیدا نہ ہو۔

☆موجودہ معاشرتی بگاڑ سے نجات کیسے ممکن ہے؟

۞ اس مقصد کے لئے تو پورے معاشرے کو اپنے حصے کا کردار ادا کرنا چاہیے انگریزی ثقافت سے نجات حاصل کی جائے۔ انگریزی کلچر کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ سنتوں کو پھیلایا جائے۔ جہالت کا مقابلہ کیا جائے اسے ختم کیا جائے۔ علم کے چراغ روشن کئے جائیں۔ اطاعت نبوی ﷺ کے جذبے کو پھیلایا جائے تو معاشرتی بگاڑ ختم ہو سکتا ہے۔

اس وقت فحاشی و عریانی معاشرے میں جڑیں گاڑ رہی ہیں ہمارے ہاں انڈین فلمی ثقافت اور بے حیائی کا راستہ روکنا از حد ضروری ہے۔ بدعقیدگی اور بدی کا راستہ روکنے سے ہی ہمارے معاشرے کو حقیقی معنوں میں اسلامی معاشرہ بنایا جا سکتا ہے۔ اور یہاں روحانی انقلاب کے لئے اولیاء کی تعلیمات کو عام کرنا ضروری ہے۔

☆آپ کا پیغام؟

میں کراچی سے لاہور اور پھر لاہور سے یہاں جوہرآباد پہنچا۔ پانچ گھنٹے لگ گئے۔ اور لوگ بھی دور دور سے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ کیا صرف نعتیں سن کر سنا کر، چلے جائیں اور بس؟ نہیں نعت خوانی کا مقصد بھی ہے۔ جس انداز میں ہم نے بیٹھ کر محفل نعت منعقد کی یہ نہ تو فرض ہے اور نہ ہی واجب ہے۔ یہ تو محض مستحب ہے۔ اگر حضور ﷺ سے عشق ہوگا تو کسی کی نماز ضائع نہ ہوگی پانچوں وقت کی نماز فرض ہے اس کو ضائع نہ کریں۔ ساری رات بندہ جاگے اور فجر کی نماز گول کر جائے۔ یہ ٹھیک نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اسوہ رسول ﷺ ہی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ساری رات جاگنا مقصد نہیں بلکہ عشق رسول ﷺ کی لو کو دلوں میں جلانا مقصد ہے اور اگر کسی کے دل میں یہ شمع روشن ہے تو اسے مزید روشن رکھنا مقصد ہے۔

عشق رسول ﷺ دعوت عمل ہے۔ نماز کی ادائیگی کو یقینی بنایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے جو نماز پڑھتا ہے وہ حضور ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔ اور جو نماز نہ پڑھے وہ..... خود اندازہ لگالیں۔

محفل نعت اللہ تعالیٰ کی برکتوں کے حصول کا سبب ہے۔ دنیا میں آنے کا مقصد سمجھئے مقصد حیات کو سوچئے، سمجھئے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔

گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

خانوادۂ بیربل شریف کی آبرو

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نظامی رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر.....ملک محبوب الرسول قادری

روشن کردار، مرنے کے بعد بھی انسان کو زندہ رکھتا ہے اور روشن کردار کے حامل ہی آنے والی نسلوں کے لئے مینارہ نور قرار پاتے ہیں ________ آج کی نشست میں اسلاف کی عظیم یادگار اور سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے فرد فرید حضرت خواجہ معین الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر ہو گا کیونکہ حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں صالحین امت کا تذکرہ، گناہوں کے کفارہ کے مترادف ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی حضرت خواجہ فخر الدین ساری زندگی اپنے والد گرامی حضرت خواجہ محمد سعید اور جد اعلیٰ جنید وقت حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰ بیربلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلک اولیاء کی ترویج و اشاعت اور تبلیغ دین کے لئے مصروف جہد رہے آپ کی ولادت باسعادت 3 رمضان المبارک 1330ھ کو ہوئی جبکہ آپ نے 16 ربیع الاول 1401ھ کو نماز تہجد کے بعد وظائف پڑھتے ہوئے انتقال فرمایا ________ آپ کی تاریخ ولادت علم الاعداد کے حوالے سے مظفر علی (1330ھ) استخراج کی گئی۔ وہ ظاہر و باطن میں ایک کھرے انسان تھے مہمان نوازی ان کا شیوہ تھا ________ عشق رسول ﷺ ان کی متاع عزیز تھی۔ جب کوئی سائل کسی وظیفہ کی اجازت پوچھتا تو آپ اسے کثرت سے درود پاک پڑھنے کی تلقین فرماتے _____ ان کا یہ ارشاد گرامی سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے کہ _____ تمام وظائف کا بادشاہ

وظیفہ درود پاک ہے" ________ نعت رسول ﷺ اس اہتمام اور انہماک
سے سماعت فرماتے کہ محفل کے شرکاء ان پر رشک کرتے، تصنع اور بناوٹ
سے کوسوں دور، حضرت خواجہ معین الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنے والے ان
کے چہرے میں انوار الٰہی کو بھانپ لیا کرتے تھے۔ آپ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں
اپنے والد گرامی کے جانشین اور حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی
فیضان کے امین تھے۔ ساغر صدیقی کی یہ بات ان پر صادق، ثابت ہوتی ہے۔

اس تقدس کے قحط میں یارو
اس کا نقش قدم غنیمت تھا

اہلسنت کے نامور ادیب، صحافی اور ماہر تعلیم، پروفیسر محمد طفیل سالک آپ کے
سراپا کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ______ "حضرت حاجی معین
الدین صاحب کے پاس ایک مجمع لگا رہتا تھا۔ مشتاقان دید کے حلقہ میں بیٹھے
ہوئے آپ یوں معلوم ہوتے تھے گویا ستاروں کے جھرمٹ میں چاند جگمگا رہا
ہے۔ ان کا چہرہ تقدس اور نورانیت کا بدر منیر تھا" ____________
ان کی باتیں کانوں میں پیار کے رس گھولتی ہوئی، دلوں میں گھر کر لیتی تھیں۔
جسے ملتے ______ مسکرا کر ملتے ______ اور آنے والے کی خاطر
مدارت میں کسر اٹھا نہ رکھتے ______ اہل علم کا خاص خیال تو رکھا ہی جاتا
تھا آپ کے ہاں طالب علم کی بھی انتہائی قدر دانی ہوتی تھی ______
خصوصی دلچسپی سے احوال پوچھتے ______ حاجت مندوں کی ضروریات کا
خیال رکھتے اور طلبہ کی مالی اعانت بھی فرماتے۔ خلوص اور ایثار ان کو ورثہ
میں ملا تھا ______ نماز کی اس قدر باجماعت پابندی فرماتے کہ کوئی شخص
یہ گواہی دینے پر تیار نہیں کہ انہیں جماعت کے بغیر فرض نماز پڑھتے ہوئے
دیکھا ہو ______ اللہ اکبر ______ یقیناً" یہی لوگ اللہ کے دوست

ہیں یہی اولیاء کاملین ہیں ______ بدقسمتی سے آج ہم نے، بے نماز، ان
پڑھ، جاہل اور مخبوط الحواس جعلی، نقلی اور دو نمبر پیروں کو بھی "مشائخ" ماننا
شروع کر دیا ہے۔ جبکہ ان سے بچنا اور سادہ لوح عوام کو بچانا لازم ہے۔ اللہ
کے دوست اور اولیاء کاملین وہی ہیں جو رسول کریم ﷺ کی محبت اور اطاعت
سے اپنے شب و روز کو پر نور بنائے رکھتے ہیں۔ شریعت مطہرہ کا احترام کرتے
ہوئے اس پر کاربند رہنے والوں کا احترام لازم ہے اور خلاف شرع کرتوتوں
کے حامل جاہل افراد کی توہین واجب ہے اس وقت رسم و رواجات کی ماری
ہوئی روایتی پیری مریدی سے نجات حاصل کر کے تصوف، معرفت اور
روحانیت میں ترقی کے لئے محبت و اطاعت مصطفےٰ ﷺ کو معیار بنانا۔ وقت کی
اہم ضرورت ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ دھیمے لہجے میں
خلوص بھرے انداز سے ایسی سحر انگیز گفتگو کرتے کہ دکھیارے دلوں کا مداوا ہو
جاتا، غم کافور ہو جاتے، رونے والے نہ صرف چپ کر جاتے بلکہ ان کے
چہروں پر مسکراہٹیں بکھر، بکھر جاتیں ______ کسی نے خوب کہا ہے کہ

دلوں کو کرتی تھی تسخیر گفتگو اس کی
ہر ایک شخص کو رہتی تھی آرزو اس کی

انہیں سنت نبوی ﷺ سے بہت پیار تھا ___ اس قدر پیار کہ ان کی
نشست و برخاست، رہن سہن، لباس، قیام و طعام اور دیگر معمولات میں سنت
نبوی ﷺ کی بہار نظر آتی تھی۔ عصر اور عشاء کی نماز میں چار رکعت سنت کو
بھی ترک نہ فرماتے ______ آپ کے ہاں دور دور سے لوگ دعا
کے لئے حاضر ہوتے۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ میرے لئے مدینہ پاک میں آقا
کریم ﷺ کے در اقدس کی حاضری کے لئے دعا فرمائیں تو آپ اسے درود

پاک کی کثرت کا حکم ارشاد فرماتے جس پر عمل درآمد سے سائل کا مسئلہ حل ہو جاتا تھا اور سرکار کریم ﷺ اسے مدینہ منورہ بلا لیتے ________ سبحان اللہ

ع ترے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی

ان کی محفل میں سرکار دو عالم ﷺ کا ذکر خیر اکثر ہوتا تھا اور آپ اس قدر محبت سے حضور کریم ﷺ کا نام الاپتے کہ سننے والے بار بار آپ کی زبان سے اپنے آقا و مولا ﷺ کا اسم گرامی سننے کے آرزو مند رہتے۔ انہیں دلوں پر تصرف حاصل تھا دلوں میں جنم لینے والے خدشات کا اظہار سے پہلے خود ہی ازالہ فرما دیتے۔ اس سلسلہ میں آپ کے مرید صادق پروفیسر محمد نصر اللہ معینی متعدد واقعات کے راوی ہیں گویا رقمطراز ہیں کہ ____ " ____ حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین چک نمبر 33 جڑانوالہ زمانہ طالب علمی میں حضرت خواجہ سے بیعت ہوئے چند سال بعد آستانہ اقدس پر حاضر ہوئے اتفاقاً" راقم (پروفیسر محمد نصر اللہ معینی) بھی وہاں حاضر تھا۔ شاہ صاحب علیحدگی میں مجھے بطور مشورہ فرمانے لگے کہ میرا خیال ہے کہ میں حضرت کے بتائے ہوئے وظائف کی پابندی نہیں کر سکا' اب تجدید بیعت کر لوں۔ مشورہ کے بعد شاہ صاحب اٹھے اور حضور کی مجلس میں خاموشی سے جا کر بیٹھ گئے کہ موقع ملے تو عرض کروں۔ حضور قبلہ اس وقت حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (گولڑوی) کا تذکرہ فرما رہے تھے کہ چشتیوں کی بیعت نہیں ٹوٹتی جو وظائف پیر نے بتا رکھے ہوں پورے کرتے جائیں ____ " ____ غریب اور مستحق افراد سے جب مصافحہ فرماتے تو چپکے سے مٹھی میں انہیں کچھ رقم تھما دیتے _______ طلباء کی مالی اعانت آپ کا معمول تھا اور اگر کوئی غریب ارادت مندان و مریدین نذرانہ پیش کرتے تو اسے سنت نبوی ﷺ کی تعمیل میں قبول

فرما لیتے اور پھر اپنی طرف سے کچھ رقم اس میں شامل کر کے آنے والے اس ارادت مند کو عطا فرما دیتے اس سے سنت نبوی ﷺ کا احیاء بھی مقصود ہوتا اور غریب ارادت مندوں کی دل جوئی اور اعانت بھی ______ یہی پروفیسر محمد نصر اللہ معینی حضور غزالی دوراں' رازی زماں' امام اہلسنت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ________ "حضرت خواجہ' بہاولپور تشریف لائے آپ کے صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی بھی ان دنوں جامعہ اسلامیہ میں زیر تعلیم تھے۔ آپ جامعہ میں حضرت سید کاظمی کی درس گاہ میں داخل ہوئے تو اقلیم علم و عرفان کے بادشاہ حضرت کاظمی گھٹنوں میں سخت تکلیف کے باوجود اٹھے' انتہائی تپاک سے بغل گیر ہو کر ملے ___ اللہ اکبر ___ بزرگوں کا ایک دوسرے کا احترام اور اظہار عقیدت و محبت قابل دید تھا" _______ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی کو آپ کا جانشین بنایا گیا ________ جو آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آج بھی خدمت دین میں شب و روز مصروف ہیں۔ آج کل ان کے زیر نگرانی بیربل شریف میں ایک عظیم الشان درسگاہ ادارہ معین الاسلام کے نام سے بہت کامیابی کے ساتھ تدریسی خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ جس کا باضابطہ افتتاح 25 شعبان المعظم 1401ھ کو ہوا تھا

شیڈول و عنوانات اسماء گرامی مقررین حضرات، یارسول اللہ ﷺ کانفرنس

بتاریخ 18 ستمبر 2004ء، بروز ہفتہ بمقام سہون شریف

سعادت اہتمام مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان (سندھ)

پہلی نشست بعد نماز مغرب تا عشاء

	اسماء گرامی
اسٹیج سکریٹری	مولانا شفیق احمد قادری نائب امیر مرکزی جماعت اہل سنت سندھ
پہلی نشست کی صدارت	حضرت پیر طریقت پیر عبداللہ شاہ جیلانی درگاہ گھمبٹ شریف رکن مجلس شوریٰ سندھ
آغاز تلاوت کلام پاک	استاذ القراء قاری محمد بخش الازہری استاذ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی
حمد باری تعالیٰ جل جلالہ	جمیل احمد قادری نعیمی
نعت رسول مقبول ﷺ	مولانا علی احمد نقشبندی کری
خطابات	ضلعی امراء و ناظمین و منتخب اراکین شوریٰ و عاملہ
اختتام و دعا	حافظ حبیب الرحمن سجادہ نشین درگاہ حضرت حافظ امام بخش رحمۃ اللہ علیہ
وقفہ	برائے نماز عشاء

بارگاہ رسالت ﷺ میں غزالی زماں

علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا خراج عقیدت

کیا شان شہنشاہِ کونین ﷺ نے پائی ہے — ختم آپ ﷺ کی ہستی پر ہر ایک بڑائی ہے

ہر ایک فضیلت کے ہیں مظہر کامل وہ — کیا ذات شہِ والا ﷺ خالق نے بنائی ہے

کون ان کے برابر ہو، کون ان کے مماثل ہو — ایسی تو کوئی ہستی آئے گی نہ آئی ہے

جنت کا تصور اب کیا آئے مرے دل میں — تصویر مدینے کی آنکھوں میں سجائی ہے

آزادِ دو عالم ہے وہ کاظمیؔ مسکیں! — آقائے دو عالم ﷺ سے لو جس نے لگائی ہے

شیڈول و عنوانات اسماء گرامی مقررین حضرات، یارسول اللہ ﷺ کانفرنس

بتاریخ 18 ستمبر 2004ء، بروز ہفتہ بمقام سہون شریف

سعادت اہتمام مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان (سندھ)

دوسری نشست بعد نماز عشاء

عنوانات	اسماء گرامی
اسٹیج سکریٹری	علامہ صاحبزادہ سائیں تاے صفوی ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلسنت سندھ
صدارت	حضرت پیر طریقت پیر عتیق الرحمن مجددی سجادہ نشین درگاہ ڈاھاکری شریف چیئرمین سپریم کونسل مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان
مہمان خصوصی	حضرت علامہ صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی
زیر سرپرستی	حضرت پیر طریقت پیر عبدالخالق سجادہ نشین درگاہ بھرچونڈی شریف امیر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان
آغاز تلاوت کلام پاک	مولانا حافظ غلام محمد نعیمی
تلاوت کلام پاک	مولانا حافظ قاری محمد نعمان نعیمی متعلم دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر
حمد باری تعالیٰ جل جلالہ و نعت رسول مقبول ﷺ	مولانا نورالحسن نعیمی فاضل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر
نعت رسول مقبول ﷺ	فقیر نصیر محمد عرف [illegible]
خطبہ استقبالیہ	حضرت مفتی محمد جان نعیمی امیر مرکزی جماعت اہلسنت سندھ
مرکزی جماعت اہل سنت سندھ کی روشن خدمات	مولانا محمد اسلم نعیمی ناظم نشر و اشاعت مرکزی جماعت اہلسنت سندھ
حضرت مخدوم سید عثمان مروندی لعل شہباز قلندر کی روشن خدمات	مولانا خلیل احمد اشرفی امیر مرکزی جماعت اہلسنت ضلع دادو
شان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین	مولانا محمد امین خلیلی رکن مجلس شوریٰ مرکزی جماعت اہلسنت سندھ
نعت رسول مقبول ﷺ	مولانا محمد عالم جت نعیمی فاضل دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر
حقوق اہل سنت کا تحفظ اور ہماری ذمہ داری	مولانا محمد شریف سرکی جنرل سکریٹری جمعیت علماء پاکستان سندھ
تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ اہل سنت کا کردار	مولانا مفتی محمد ابراہیم قادری رکن سپریم کونسل مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان
تحفظ قانون ناموس رسالت اور ہماری ذمہ داری	مولانا غلام یٰسین گوہر نعیمی رکن مجلس شوریٰ مرکزی جماعت اہلسنت سندھ
امام شاہ احمد نورانی صدیقی ایک ہمہ جہت شخصیت	مولانا حافظ علی اکبر قاسمی ناظم تبلیغ مرکزی جماعت اہلسنت سندھ
منقبت	مولانا رجب علی نعیمی نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہلسنت سندھ
صراط مستقیم	مولانا شبیر احمد اظہری رکن مجلس شوریٰ سندھ مرکزی جماعت اہلسنت سندھ
کیف ماشاء	حضرت پیر طریقت میاں منظور احمد قاسمی درگاہ مشوری شریف
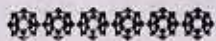
یادرفتگان

علم روحانیت کے نامور ماہر اور شمع شبستان رضا کے مصنف

صوفی اقبال احمد نوری بریلوی کی رحلت

ازقلم...... گلزار حسین قادری رضوی...... خلیفۂ مجاز...... حضرت مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ

جہان رضا کے شمارہ اگست ۲۰۰۴ء میں یہ پڑھ کر دلی صدمہ ہوا کہ جناب محترم اقبال احمد نوری بریلوی مورخہ ۲۴ مئی ۲۰۰۴ء بروز جمعرات قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔

(انا اللہ وانا الیہ راجعون)

جناب اقبال احمد نوری مرحوم ومغفور سے میری ملاقات جون ۱۹۸۰ء میں بریلی شریف میں ہوئی اس سفر میں میرے رفقاء میں حضرت مولانا مفتی غلام سرور قادری صاحب اور مولانا محمد غافر بخش صاحب شامل تھے۔ جون ۱۹۸۰ء میں ہم لوگ شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ کی زیارت اور خانقاہ اعلیٰ حضرت کی حاضری کے لیے عازم بریلی ہوئے۔ اس حاضری وہ میں مولانا نوری صاحب ہمارے خاص میزبان کے طور پر ہمارے ساتھ رہے۔ حضور مفتی اعظم ہند کے خاص خدمت گزار تھے۔ اسی طرح ان کے والد گرامی بھی حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خدمت گزاروں میں شمار ہوتے تھے اور اس گھرانے سے ان حضرات کی نسبت خاص تھی نہایت مخلص اور اپنے مربی و پیر و مرشد کی مسلسل صحبت میں رہتے تھے۔ بریلی شریف میں کسی حد تک کتب کی اشاعت اور شمع شبستان رضا کی تدوین ان ہی کی کوششوں کے مرہون منت ہے۔ ہمیں ان کے دولت خانہ پر حاضری کا موقعہ بھی ملا ہم نے ان کے والد ماجد کی زیارت بھی کی اور ان کے یہاں غالباً چائے بھی نوش کی۔

حضرت مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے مولانا حسنین رضا خان علیہ الرحمۃ جو کہ حضور مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے چچا زاد بھائی تھے اور مولانا مفتی تحسین رضا خان

مدظلہ کے والد گرامی تھے ہماری ان کے گھر حاضری کے وقت بھی مولانا نوری صاحب ہمارے ساتھ رہے شام کے وقت ہم حاضر خدمت ہوئے مکمل باشرع شخصیت کے مالک تھے مسلسل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہی باتیں ہوتی رہیں۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت مولانا حسنین رضا خان مرحوم ومغفور تحریک پاکستان کے فعال کارکن تھے اور مسلم لیگ بریلی کے صدر تھے انہوں نے بتایا کہ اس تحریک میں ان کو قید و بند کی مصیبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں...... "بریلی کا سفر" کے عنوان سے میرا مضمون غالباً اگست ۱۹۸۰ء کے شمارہ افق کراچی میں شائع ہوا تھا۔

مولانا نوری صاحب کا ایک خاص احسان اس بندہ پر یہ بھی ہے۔ کہ جس دن ہماری بریلی شریف سے روانگی تھی نماز عصر کے بعد مسجد شریف میں ہم حضور مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ سے الوداعی ملاقات کر رہے تھے جب حضور مفتی اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مصافحہ کا شرف بخشا تو پاس کھڑے نوری صاحب نے بلند آواز سے کہا حضور، گلزار صاحب کو خلافت بھی عطاء کر دیجئے۔

آپ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد گویا ہوئے "ان کی حسب خواہش میں ان کو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں"۔ پوری مسجد...... مبارک، مبارک...... کی آواز سے گونج اٹھی اس موقع پر کسی صاحب نے اپنے ٹیپ ریکارڈر سے کیسٹ نکال کر میرے حوالے کی جس میں یہ آواز محفوظ ہو چکی تھی۔ اتنے میں حضور مفتی اعظم ہند رحمہ اللہ تعالیٰ کے خادم خاص ہم تینوں حضرات کے لیے رومال اور ٹوپیاں بطور تبرک لے آئے جو حضرت نے ہمیں مرحمت فرمائیں۔

ہاں! قبل بندہ حضرت سے سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں جاتے ہی بیعت ہو گیا تھا ویسے اس سے قبل حضرت شیخ ضیاء احمد الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم ومغفور کی وساطت سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت کا شرف حاصل کر چکا تھا۔

ہمارے محترم اقبال احمد نوری صاحب نہایت نحیف جسامت کے مالک، سادہ طبع اور خانقاہ بریلی کے خاص الخاص احباب میں شمار ہوتے تھے اور یہ بڑے اعزاز کی بات ہے۔ ان کی یادیں مجھے کبھی نہیں بھولیں گی اور ان کی وساطت سے مجھے جو عظیم نعمت بریلی شریف سے نصیب ہوئی ہمیشہ یاد رہے گی کہ یہ میرے لیے سعادت دارین کا باعث ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور مرحوم ومغفور کے درجات بلند فرمائے (آمین)

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

قطعہ تاریخ وصال

"ماہتاب علم و حکمت پیر سید بابا طاہر حسین شاہ"

۲۰۰۴ء

از قلم...... صاحبزادہ پیر فیض الامین (ایم اے) مونیاں شریف (گجرات)

پیر طاہر حسینؒ اخترِ فلکِ دیں قدوۂ اصفیا، زبدۂ متقین
صاحب علم و عرفان و فہم و شعور چشمِ عالم نہ دید حسن و خوبی چنیں
فیض بخش جہاں کامل رقت بود ذاتِ اور مرجع ہر کہین و مہین
الفت شاہ کونین سرمایا اش حُبِ جاہ و حشم را نہ کردہ قریں
مغتنم بود دریں دور قحط الرجال دیدہ ور صادق القول، خندہ جبیں
از جمادی ثانی بہ بست و چہار شد زدنیائے فانی بخلدِ بریں
مرد حق گشت واصل بحق ناگہاں شد بہ بحر ازل رود ماہ معین
مرقدش را خدایا فروزاں بکن ہم بہار برانوار تا یومِ دیں
چوں ز ہاتف نش جست فیض الامین گفت "طاہر حسین شمع شرع مبیں"

۱۴۲۵ھ

بہر سال مسیحی خرد زد ندا
"مظہر شان حق پیکر نازنیں"

۲۰۰۴ء

قطعہ تاریخ وصال

"شہریار اہل سنت باباجی سید طاہر حسین شاہ"

2004ء

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی (ایم اے) مونیاں شریف ضلع گجرات

اس جہاں سے گیا سوئے مُلکِ بقا پیر طاہر حسین عظمتِ اولیاء
اس کا سینہ خزینہ تھا عرفان کا اس کی دولت تھی عشق حبیب خداﷺ
تھا وہ عالی نسب دیدہ ور ذی قدر اس کی سیرت پہ نازاں تھے زہد و تقا
روز تھا بدھ کا وہ اور گیارہ اگست پی گیا مسکرا کر وہ جامِ قضا
بزم طلابِ حق آج سونی ہوئی ہو گئی ہستی اک بہترین اہ جدا
اس کی بخشش بھی ہو جائے گی لازمی جس نے بھی کی نماز جنازہ ادا
اس کی مرقد پہ نازل ہو ابر کرم پائے جنت میں وہ بت مصطفیٰ ﷺ
سال رحلت کہو تم یوں فیض الامین "سیدالاصفیا تھا جو رخصت ہوا (2004ء)"

مصرع سال ہجری خرد نے کہا
"عبقریٔ جہاں فخر آل عبا (2004ء)"

1425ھ

☆☆☆☆☆☆☆☆

"صاحب والاشان پیر سید طاہر حسین شاہ"

۱۴۲۵ھ

جہاں سے اٹھا آج ایک نور مبین ملے خلد میں اس کو آرام و چین
کہو سال رحلت یوں فیض الامین "شگفتہ جبیں پیر طاہر حسین"

۱۴۲۵ھ

غواصِ بحرِ معرفت حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ

ڈاکٹر صاحبزادہ محمد انوار الحق بندیالوی......بندیال شریف

تم کیا گئے کہ لٹ گیا سامان زندگی
ہم ہو گئے ہیں بے سرو ساماں تیرے بغیر

پیر عالمگیر، روشن ضمیر، منبع فضل وکمال، شہریارِ جہاں، پیر طریقت، غواص بحر معرفت حضرت پیر سید بابا محمد طاہر حسین شاہ نقشبندی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ 11 اگست کو اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ جس جس خوش نصیب نے ان کے جنازہ کا عظیم منظر دیکھا۔ وہ بجاطور پر اپنی سعادت مندی پر ناز کرتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

نشانِ مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست (اقبالؒ)

آپ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور علامہ زماں، فاتح قادیاں حضور سیدنا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ العزیز جیسی عظیم شخصیات کے فیض یافتہ تھے۔ جن کے سینہ اقدس کی تنویر سے ایک عالم نے کسب فیض کیا۔ ان کے قدوم کی برکت سے ایک سرزمین مرکز انوار بن گئی۔ انہی کی نسبت کا کمال ہے کہ وصال باکمال کے بعد بھی گولڑہ شریف رشد وہدایت اور علم وفضل کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ ان ہر دو بزرگوں کی آپس میں محبت و مودت بھی تھی۔ حالانکہ سلاسل مختلف تھے۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی سوانح حیات مہر منیر ص ۴۰۷ پر منقول ہے کہ کتاب خزینۂ معرفت تذکرہ مشائخ نقشبندیہ میں درج ہے کہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے ایک مرتبہ پشاور سے واپسی پر گولڑہ شریف آکر حضرت قبلہ عالمؒ سے ملاقات کی۔ اس کے علاوہ پاکپتن شریف میں حضرت بابا صاحبؒ کے عرس مبارک پر باہم ملاقاتوں کی بھی روایات ملتی ہیں۔

حضرت بابا سید طاہر حسین شاہ صاحبؒ اپنے اندر ایک مکمل تاریخ رکھتے تھے۔ دینی، مذہبی، ملی حوالے سے وہ ایک مکمل انسائیکلو پیڈیا تھے۔ زندگی ایک مشن کی صورت میں گزاری۔ عبادات، ریاضت، نفس کشی، خدمت خلق اور سادگی ان کی نمایاں خصوصیات تھیں۔

بھرے ہیں تجھ میں لاکھوں ہنر اے مجمعٔ خوبی
ملاقاتی تیرا گویا بھری محفل سے ملتا ہے

ہر شخص سے ان کا اندازِ گفتگو اس کے معیار کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ شعر وادب، (اردو، فارسی، شاعری) منطق وفلسفہ، صرف نحو، فقہ معانی وکلام، تفسیر و حدیث، غرض وہ ہر فن مولا تھے۔ ہر فن پر دسترس رکھتے تھے۔ مہمان نوازی، دنیاداری، برادری، تعلقات بہترین طریقے سے نبھانا جانتے تھے۔ ان کی زندگی ایک مجاہد کی زندگی تھی۔ نیزہ بازی جیسے مشکل فن کو بڑی آسانی سے سرانجام دے سکتے تھے۔ ایک عظیم شیخ، صاحب تقویٰ عالم، بلند پایہ شاعر وفلسفی اور ہر قسم کی دنیاوی آسائشیں میسر ہونے کے باوجود زندگی کا رہن سہن ہمیشہ سادہ اور صاف ستھرا رکھا۔

روایتی پیری مریدی یا مولوی پن انہیں پسند نہ تھا۔ ایک باضمیر انسان کی طرح عمر بھر کسی کے آگے نہ جھکے نہ بکے۔

کیا عشق نے سمجھا ہے، کیا حسن نے جانا ہے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

بے شمار مسجدیں تعمیر کروائیں متعدد مدارس تعمیر کروائے۔ بے شمار دینی کام کیے مگر آج تک کسی دوسرے سے چندہ کی رقم وصول نہیں کی۔ ہزاروں لاکھوں کے اخراجات سے عظیم الشان دینی خدمات سرانجام دیں مگر اپنی ذاتی جیب سے۔ بندیال شہر میں چوہانانوالی عظیم مسجد یہاں رہ کر اپنی نگرانی میں تعمیر کروائی۔ اس کے ساتھ اپنی رہائش کے لئے ایک

حجرہ بھی بنوایا۔اس میں کئی سال قیام پذیر رہے۔

اس قیام کے عرصہ میں حضرت باباجیؒ کا تعلق خاطر ہمارے خاندان سے قائم ہوا۔ اکثر جمعۃ المبارک کی نماز پر تشریف لاتے نماز کے بعد حضرت والد ذی وقار، استاذ العلماء علامہ محمد عبدالحق صاحب بندیالوی مدظلہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ بندیال شریف) سے بہت محبت وشفقت فرماتے۔ حضرت استاذ الکل علامہ عطاء محمد بندیالویؒ بقید حیات تھے ان سے بھی گہرے مراسم تھے۔ حضرت استاذ الکل چوہانانوالی مسجد میں اکثر باباجیؒ ملنے کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ میں اگرچہ چھوٹا تھا مگر وہ ساری نورانی محبتیں، عرفانی محفلیں قلب وجگر کی گہرائیوں میں موجود ہیں۔

کیسی کیسی محفلیں تھیں ، کیسے کیسے لوگ تھے
وہ سنہرا دور ماضی اب پلٹ سکتا نہیں

ایک دوہرا رشتہ روحانیت حضرت باباجی سرکارؒ سے گولڑہ شریف والی نسبت خاص کا بھی تھا۔ میرے والد گرامی مدظلہ اور حضرت استاذ الکل علامہ بندیالویؒ دونوں کی روحانی نسبت گولڑہ شریف سے تھی اور حضرت باباجیؒ بھی شرقپور شریف کے علاوہ گولڑہ شریف کا تذکرہ اکثر خوبصورت الفاظ میں فرماتے۔ حضرت بابوجی غوث زمانی رحمۃ اللہ علیہ کے کئی سفرنامے بیان فرماتے۔ انکی کرم نوازیاں اور مہربانیوں بیان فرماتے۔ یہاں کی چوہان برادری کے کئی اہم فیصلے حضرت باباجیؒ نے فرمائے۔ ان کے علاوہ بندیال کی نمبردار فیملی ملک محمد امیر نمبردار مرحوم اوران کے بیٹے ملک محمد منیر صاحب بندیال کے ساتھ آپ کا دیرینہ تعلق تھا۔ مگر کبھی ان حضرات سے دنیاوی فائدہ نہ اٹھایا جب بھی ان سے بات کی دین کے حوالہ سے کی۔ ان کی کسی خدمت کو قبول کیا تو وہ بھی صرف دین کی خاطر۔ انہوں نے جس شخص سے تعلق رکھا خواہ وہ امیر ہو یا غریب صرف دین کے حوالہ سے۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ باباجیؒ کے مرید اکثر و بیشتر امراء تھے اوران کی نظر شفقت صرف امراء پر ہوتی۔ حالانکہ یہ بات قطعاً غلط ہے۔ ٹھیک ہے امراء کی کثیر تعداد آپ کی خدمت

عالیہ میں پیش ہوتی۔ آپ سب کے عقائد واعمال کی اصلاح فرماتے۔ ان کو نماز، روزہ کی تلقین فرماتے ان کی تربیت فرماتے۔ اوران سے دین کے بہت سارے کام لیتے۔ یہ آپ کی بصیرت تھی۔ آپ کی شخصیت کے کئی پہلو (تابناک) ابھی تشنہ ہیں جو ایک نشست میں بیان نہیں ہوسکتے۔

''حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی سوانح ''مہر منیر'' مصنفہ مفتی فیض احمد فیض صاحب کے ص ۵۷۹ پر حضرت باباجیؒ کا تذکرہ ایک خواب کی صورت میں موجود ہے۔''

پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی (سجادہ نشین بیربل شریف) کے ساتھ حضرت باباجیؒ کا ایک خاص تعلق تھا جو بیان کرنے سے قلم قاصر ہے۔ ہر دو شخصیات ایک دوسرے کا بے حد احترام، محبت ومودت فرماتے۔ اس کا تقاضا بھی یہی تھا اور وفاداری بھی یہی ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مختصر سوانح حیات کا بھی اہتمام کیا ہے اور حضور باباجیؒ کے چہلم شریف کی تقریب کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ اللہ تعالی آپ کی جملہ مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے۔

یہ محبتیں عقیدتیں قائم ودائم رہیں اور محبت کا یہ پیغام عام ہوتا رہے۔ پیر طریقت حضرت پروفیسر محبوب حسین چشتی صاحب نے اہل سنت کی سرپرستی کے لئے عظیم الشان قرأت یونیورسٹی اور عظیم دینی درسگاہ کو بطریقہ احسن چلایا ہے۔ اللہ تعالی ان کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عنایت فرمائے۔ ان کے رفقاء کے حوصلوں کو بلند سے بلند فرمائے۔ حضرت باباجیؒ کے درجات بلند فرمائے اوران جیسے نیک لوگوں کے طفیل ہماری بھی دنیا وآخرت سنواردے۔ (آمین)

......☆☆☆☆☆......

اللہ

تحریک پاکستان، تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحریک ختم نبوت کے عظیم مجاہد

الحاج لطیف احمد چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر...... میاں غلام شبیر قادری

آپ کی ولادت ۲۲ دسمبر ۱۹۲۲ء بروز جمعۃ المبارک بمقام کاکڑا افغاناں تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر میں ہوئی۔ سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم اپنے دادا شیخ بادا محمد مستقیم چشتیؒ سے حاصل کی۔ باوا صاحبؒ خواجہ فخرجہاں دہلوی کے خلیفہ شاہ نیاز احمد چشتیؒ کے مرید خاص تھے۔ باوا صاحبؒ آپ کے استاد ہی نہیں بلکہ روحانی شیخ بھی ہیں۔ کیونکہ چشتی صاحب انہیں کے بیعت ہیں۔

تحریک پاکستان میں حصہ

جب بانیءِ پاکستان حضرت قائد اعظمؒ نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے پاکستان کے لئے تحریک شروع کی تو چشتی صاحب اس وقت جوان تھے۔ فی الفور مسلم لیگ میں شریک ہو گئے۔ بہتر صلاحیت اور خدمات کے پیش نظر آپ کو امرتسر کی ضلعی مسلم لیگ کا جوائنٹ سیکرٹری اور ورکنگ کمیٹی کا ممبر منتخب کیا گیا۔ ۱۹۴۳ء میں ہی آپ کی ملاقات مولانا عبدالستار خاں نیازی سے ہوئی جو اس وقت بحیثیت طالب علم رہنما تحریک پاکستان میں حصہ لے رہے تھے۔ ان تحریکی سرگرمیوں کی وجہ سے آپ کو دو دفعہ جیل جانا پڑا۔ ایک دفعہ امرتسر کی جیل میں پندرہ دن تک سخت اذیت میں رہے۔ خود بیان کرتے ہیں:

"مجھے تنگ کمرے میں ایک بدمعاش پہلوان کے ساتھ بند کر دیا گیا۔ مچھر اتنا تھا کہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا دشوار، پانی نہیں کہ غسل کیا جائے۔ لہٰذا میں بیٹھ کر اور چادر لپیٹ کر نماز ادا کرتا۔ میں نے پندرہ دن کے بعد سورج دیکھا۔ یہ میری زندگی کے اذیت ناک اور دشوار ترین دن تھے"۔

دوسری دفعہ آپ کو گورداسپور جیل میں لے جایا گیا وہاں تحریک پاکستان کے یہ

کارکن بھی تھے۔ میاں محمود علی قصوری، ملک شوکت علی، ڈاکٹر ایم ملک، ملک غلام نبی۔

وفد کی سربراہی

جمعیت العلماء پاکستان اس وقت سیاسی سطح پر مسلم لیگ کے ساتھ مل کر کام کر رہی تھی۔ ان دنوں اس کے سربراہ مولانا ابوالحسنات قادریؒ تھے۔ مسلمانان کشمیر کی خدمت کے لئے جمعیت نے ایک وفد تشکیل دیا جو ساز و سامان لے کر آزاد کشمیر گیا۔ اس وفد کے سربراہ لطیف احمد چشتی تھے۔ آپ نے اس وفد کی آمد و رفت کی روئیدادیوں بیان کی:

"ہمیں مولانا ابوالحسنات قادریؒ اور حضرت علامہ احمد سعید کاظمیؒ نے سامان دے کر دسمبر ۱۹۴۸ء کو کشمیر روانہ کیا۔ ہم نے وہ سامان تراڑ جیل کے مقام پر جنرل طارق کے سپرد کیا۔ واپسی پر گوجرانوالہ پہنچے۔ اخبار دیکھا تو پتہ چلا کہ رات کو جنگ بند کرنے کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اس پر مجھے سخت افسوس ہوا۔ مذکورہ دونوں راہنماؤں نے اس موقعہ پر جو تحریر دی تھی وہ میرے پاس محفوظ ہے"۔

۱۹۵۶ء میں آپ کو جمعیت العلماء پاکستان پنجاب کا خازن مقرر کیا گیا۔ جب مسلم لیگ کی اصلاح کے لئے مولانا عبدالستار نیازی، پیر مانکی اور ارباب عبدالغفور نے تحریک شروع کی تو آپ نے ان کا بھرپور ساتھ دیا۔

بزرگوں کی صحبت

گھر میں مذہبی ماحول کی وجہ سے بچپن سے ہی ذہن بزرگوں کی طرف مائل تھا۔ لہٰذا اس دور کے تمام چیدہ چیدہ بزرگوں کی صحبت میں رہنے کا موقعہ بھی انہیں میسر آیا۔ بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

مولانا ضیاء الدین مدنی قادری، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، شیخ الحدیث حضرت مولانا سردار احمد صاحب، صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، مولانا عبدالعلیم صدیقی، حضرت محدث کچھوچھوی، پیر سید ولایت شاہ، حضرت علامہ احمد سعید کاظمی، قاری احمد حسن، ابوالبرکات سید احمد قادری، علامہ ابوالحسنات قادری، مفتی

احمد یار خاں نعیمی، مولانا نذیر احمد میرٹھی، مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی، قاری عبدالباسط عبدالصمد مصری، مولانا بدر عالم میرٹھی، رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

تحریک ختم نبوت میں شرکت

۱۹۵۳ء میں جب مولانا ابوالحسنات قادری کی زیر قیادت تحریک ختم نبوت شروع کی گئی تو آپ نے اس میں بھرپور حصہ لیا۔ کاموکے شہر میں آپ کا گھر ہی اس تحریک کا مرکز بنا۔ اس کی پاداش میں متعدد دفعہ جیل جانا پڑا۔ آپ کے گھر کا تمام سامان پولیس اٹھا کر لے گئی۔ جھوٹے مقدمات میں ملوث کر دیا گیا۔ ایک سال تک جیل کاٹی مگر اس مرد درویش کے پائے استقلال میں ہرگز لغزش نہ آئی۔

۱۹۶۴ء میں جمعیت العلماء پاکستان نے سیاست میں حصہ لینے کا اعلان کیا تو آپ نے اس کے ساتھ تعاون کرنا شروع کیا۔ آج تک اسی جماعت کے ساتھ ہیں۔ اس میں ضلع گوجرانوالہ کے سیکرٹری، پنجاب کے نائب صدر اور صدر کے منصب پر فائز رہے۔ اس کے علاوہ جمعیت کے مرکزی اور صوبائی پارلیمانی بورڈ کے ممبر ہونے کے ساتھ ساتھ مرکزی عاملہ کے رکن رہے ہیں۔ آپ نے ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد کے ٹکٹ پر صوبائی انتخاب بھی لڑا۔

انجمن تعمیر ملت

ملکی و قومی سطح پر خدمات کے علاوہ کاموکے شہر میں آپ کی سرپرستی میں "انجمن تعمیر ملت" قائم ہے، جس کے تحت وہاں آئے دن مختلف خدمت خلق کے کام ہو رہے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱۔ سات مساجد کی تعمیر۔
۲۔ دینی لائبریری کا قیام۔
۳۔ مدرسہ الاسلامیہ کا قیام جس میں کثیر تعداد میں طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔
۴۔ خیراتی ہسپتال کا قیام۔

۵۔ سول ہسپتال کے قیام کے لئے زمین کا عطیہ۔
۶۔ ہسپتال برائے مویشیاں کے لئے زمین کا عطیہ۔
۷۔ ہائی سکول کاموکے کے لئے نو عدد کمرہ جات کی تعمیر۔

انہی خدمات کی وجہ سے آپ کاموکے کی معروف اور مقبول ترین شخصیت ہیں۔
آپ گیارہ سال تک میونسپل کمیٹی کاموکی کے ممبر رہے۔

دربار رسالت میں حاضری

اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ بھی کرم نوازی فرمائی ہے کہ آپ کو ۲۷ مرتبہ بیت اللہ اور بارگاہ نبوی میں حاضری نصیب ہو چکی ہے۔ تین دفعہ سیدنا بلال ؓ اور سیدنا علی ؓ اور سیدنا غوث الاعظم ؒ کی خدمت میں حاضری دے چکے ہیں۔ تقریباً" دس سے زائد ممالک کا سفر کیا ہے۔ ان میں ہندوستان، بنگلہ دیش، ایران، عراق، اردن، سعودی عرب، بحرین، شام اور مصر شامل ہیں۔ مصر میں جامعۃ الازہر بھی گئے۔ مدینہ طیبہ میں مولانا ضیاء الدین مدنی قادری کی صحبتیں متعدد دفعہ میسر آئیں۔

آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ ان میں الحاج امجد علی چشتی انجمن طلبہ اسلام کے دو سال تک مرکزی صدر رہ چکے ہیں اور آج کل جماعت اہلسنت پنجاب کے ناظم اعلیٰ ہیں۔

امسال ۲۲ مارچ ۹۷ء کو حج بیت اللہ کی سعادت کے لئے روانہ ہوئے۔ حج سے قبل مدینۃ المنورہ میں ۱۳'۱۴ روز حاضری رہی۔ حج سے ایک روز قبل میدان منیٰ میں آتشزدگی کے حادثہ میں زخمی ہو گئے۔ زخمی حالت میں ہی حج کے ارکان ادا کئے۔ بعد میں زخم کافی حد تک ٹھیک ہو گئے۔

حج کے مناسک مکمل ہونے کے بعد ان کے پھیپھڑوں میں تکلیف ہو گئی جس کی بناء پر مکۃ المکرمہ کے "النور" ہسپتال میں انہیں داخل کرا دیا گیا۔ ۲۶ اپریل کو صبح ہسپتال سے فارغ ہو گئے لیکن اسی روز رات کو دل کی تکلیف ہو جانے کی وجہ سے دوبارہ ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا اور ۲۷ اپریل ۹۷ء بروز اتوار صبح سحری کے وقت خالق حقیقی

سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۲۸ اپریل کو فجر کی نماز کے بعد مسجد الحرام مکتہ المکرمہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور جنت المعلیٰ (قبرستان) میں مدفون ہوئے۔ آپ کی عمر تقریباً "۷۵ برس تھی۔

الحاج لطیف احمد صاحب چشتی کو حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ علیہ اور اپنے پیرو مرشد حضرت بابا محمد مستقیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ (جو کہ آپ کے دادا تھے) سے خلافت حاصل تھی۔

الحاج لطیف احمد صاحب چشتی کے تعاون سے بہت سی کتابوں کی اشاعت ہوئی جن میں:

- انتخاب صحاح ستہ شفاء الفواد بزیارہ خیر العباد (در رسول کی حاضری) از: شیخ محمد علوی مالکی کا اردو ترجمہ
- الذخائر المحمدیہ شیخ محمد علوی مالکی کا اردو ترجمہ (ذخائر محمدیہ)
- علموا اولادکم محبتہ رسول اللہ ﷺ، از: ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کا اردو ترجمہ (اولاد کو سکھاؤ محبت رسولؐ کی)
- بابی انت وامی یا رسول اللہ از: ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی کا اردو ترجمہ (کروں تیرے نام پہ جاں فدا)
- المورد الروی فی المولد النبوی از: ملا علی قاری (عربی)
- مولد رسول اللہ ﷺ حافظ ابن کثیر (عربی)
- مولد النبی ﷺ حافظ ابن حجر الہیتمی (عربی)۔

تحریک پاکستان میں نمایاں کارکردگی کی وجہ سے الحاج لطیف احمد صاحب چشتی کو تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ لاہور کی طرف سے گولڈ میڈل دیا گیا۔ گولڈ میڈل ۱۴ اگست ۱۹۹۴ء کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان کو پیش کیا۔

ان کی وفات سے پورے ملک کے اہلسنت نے دکھ کا اظہار کیا۔ ملک کے جید علماء کرام و ہر طبقہ کے افراد نے کامونکی آکر اور بہت سے افراد نے خطوط کے ذریعے ان کے صاحبزادگان سے تعزیت کی۔

زکوۃ کی ادائیگی

اہل ثروت کے لیے غیر موثر کیوں؟

اپنے موضوع پر ممبئی (انڈیا) سے نبیرہ صدر الشریعہ علامہ مفتی محمود اختر قادری کی منفرد اور فکر انگیز تحریر

اللہ رب العزت نے کائنات کی ہر شے میں تاثیر بخشی ہے خواہ وہ شے کیسی ہی کیوں نہ ہو، لہٰذا شے کا جو اثر مرتب ہونا چاہیے اگر وہ اثر ظاہر نہ ہو تو اس بات کی فکر لاحق ہو جاتی ہے کہ آخر یہ شے موثر کیوں نہیں۔ کیا اس شے میں کوئی کمی یا خامی ہے یا جس پر اثر مرتب ہونا چاہیے اس میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت کا فقدان ہے۔ ایک دوا کے استعمال سے اگر مرض میں افاقہ نہ ہو تو دوا کا بھی جائزہ لیا جاتا ہے اور مرض کی بھی تشخیص کی جاتی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ فائدہ ہو یا نہ ہو ایک ہی دوا مسلسل دی جائے۔ اسی طرح عبادات کے بھی اثرات ہوتے ہیں، جو عبادت گزار پر مرتب ہوتے ہیں۔ اگر عبادت گزار پر عبادت کا اثر ظاہر نہ ہو تو اس بات کا جائزہ لیا جانا ضروری ہے کہ عبادت صحیح طریقہ پر ادا ہو رہی ہے یا نہیں۔ اس میں وہ کون سی خامی و کمی ہے جس کی وجہ سے اس کا اثر ظاہر نہیں ہو رہا ہے، اور نہ ہی اس کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے۔

مثال کے طور پر نماز کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ○ (عنکبوت: آیت ۴۵)

یعنی بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

روزہ کے بارے میں ارشاد ہوا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (البقرۃ: آیت ۱۸۳)

یعنی اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے ان لوگوں پر فرض تھا جو تم سے پہلے ہوئے تاکہ تم گناہوں سے بچو۔

اب اگر کوئی برسہا برس کا نمازی ہر سال رمضان المبارک کے روزے رکھنے والا بے حیائی اور برائی میں مبتلا ہو، گناہوں سے بچتا نہ ہو تو اسے اُن اسباب و علل کو تلاش کرنا ہوگا، اور ان وجوہات پر غور کرنا لازم و ضروری ہے جن کی وجہ سے نماز و روزہ کا اثر اس پر ظاہر نہیں ہو رہا ہے کیوں کہ اس امر پر ہمارا عقیدہ ہے

صدر مفتی دار العلوم محمدیہ ممبئی

کہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، روزہ سے تقویٰ و پرہیز گاری حاصل ہوتی ہے۔ پھر بھی اگر برائیوں سے نہیں بچ پاتا، تو ضرور اس کی نماز اور روزے میں کوئی نقص اور فساد ہے یا اس کے دل ہی میں کوئی کجی ہے ورنہ نماز وروزہ کا اثر ضرور ظاہر ہوتا۔ اسی طرح قرآن حکیم میں صدقات سے متعلق ارشاد ہوا : یَمْحَقُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ یعنی اللہ سود کو ہلاک فرماتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے۔

یعنی صدقہ وزکوۃ کی ادائیگی سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

من ادی زکوٰۃ مالہ فقد اذھب اللہ شرہ . (ابن خزیمہ وطبرانی)

یعنی جس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کردی بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مال کا شر اس سے دور فرمادیا۔

نیز ارشاد ہوا :

ما تلف مال فی بر و لا بحر الا بحبس الزکوٰۃ . (طبرانی)

خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوۃ نہ دینے ہی سے تلف ہوتا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ کے ذریعہ مال کی حفاظت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں :

حصنوا اموالکم بالزکوٰۃ و داووا مرضاکم بالصدقۃ . (ابو داؤد ، طبرانی ، و بیھقی)

زکوۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو، اور اپنے بیماروں کا علاج خیرات سے کرو۔

ان نصوص سے بالکل ظاہر واضح ہے کہ زکوۃ دینے سے مال زیادہ ہوتا ہے، اس میں برکت ہوتی ہے، ہلاک وتلف ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے، مال کا شر دور ہو جاتا ہے اور امراض واسقام سے نجات ملتی ہے۔

اب اگر زکوۃ وصدقات کے یہ اثرات ظاہر ومرتب نہ ہوں، زکوۃ کی ادائیگی کے باوجود مال میں برکت نہ ہو، کاروبار میں نقصان ہوتا ہو، مال ہلاک وبرباد ہوتے ہوں، بیماریوں سے نجات نہ حاصل ہوتی ہو تو یہ فکر ضروری ہے کہ آخر زکوۃ وصدقہ کا اثر کیوں نہیں ظاہر ہوتا، وہ کون سے اسباب وعوارض ہیں جن کی بنا پر زکوۃ کے اثرات مرتب نہیں ہوتے، اور زکوۃ دینے والا ان فوائد سے محروم نظر آتا ہے جن کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ہم یہاں زکوۃ کے موثر نہ ہونے کے بنیادی چند اسباب وعلل کا ذکر کرتے ہیں تاکہ اہل ثروت حضرات زکوۃ کی ادائیگی میں ان امور سے احتیاط واحتراز کرسکیں :

(۱) **خلوص وللٰہیت کا فقدان:** کسی بھی عبادت کی مقبولیت کے لیے اولین شرط خلوص نیت

ہے۔ چنانچہ رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ کا ارشاد عالی ہے :

وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۝ (البینۃ: [illegible])

یعنی انہیں تو یہی حکم ہوا کہ اللہ ہی کی عبادت کریں اسی کے لیے دین کو خالص رکھتے ہوئے۔

اور حدیث شریف میں ہے :

انما الاعمال بالنیات ولکل امرئ ما نویٰ . (بخاری ومسلم)

اعمال کا مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے

لہٰذا کوئی عبادت بغیر اخلاص کے مقبول نہیں۔ اگر خلوص ورضائے الٰہی سے عبادت خالی ہو تو وہ بے فائدہ اور غیر موثر ہے۔ اُسے اللہ تعالیٰ نہ قبول فرماتا ہے، اور نہ ہی دنیا وآخرت میں اس کا بدلہ عطا فرماتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کی طرف نظر نہیں فرماتا وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کی طرف نظر کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

بلکہ اگر عبادت محض دکھانے اور سنانے کے لیے کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی جزا دینے کے بجائے سزا دے گا۔ حدیث شریف میں ہے :

جو سنانے کے لیے کام کرے گا اللہ اس کو سنائے گا، یعنی سزا دے گا اور جو ریا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ریا کی سزا دے گا۔ (بخاری ومسلم)

دیگر عبادات کی طرح زکوۃ وصدقہ کی ادائیگی میں بھی خلوص نیت ضروری ہے۔ بغیر اخلاص کے نہ تو زکوۃ قبول ہوگی اور نہ ہی زکوۃ دینے والے پر اس کا اثر ظاہر ہوگا۔ اس لیے کہ ارشاد ربانی ہے: کَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ . یعنی (اپنے صدقے) اس شخص کی طرح باطل مت کرو جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے۔ اس سے بالکل یہ امر واضح ہے کہ جو زکوۃ وصدقہ رضائے الٰہی کے لیے نہ ہو بلکہ وہ محض دکھاوے کے لیے ہو وہ باطل ہے، حتی کہ حدیث شریف میں اسے شرک (خفی) فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :

جس نے ریا کے ساتھ نماز پڑھی اس نے شرک کیا، اور جس نے ریا کے ساتھ روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کے ساتھ صدقہ دیا اس نے شرک کیا۔ (امام احمد)

دکھاوے کے لیے صدقہ ودیگر عبادات کا وبال صرف دنیا ہی میں نہیں آخرت میں بھی اس کا سخت خسران ہے۔ یہاں ایک حدیث ہدیہ قارئین ہے تاکہ ناظرین غور کریں کہ اخلاص نیت کے فقدان اور ریا ودکھاوے کی وجہ سے بڑے سے بڑا عمل کس طرح رائیگاں ہو جاتا ہے اور آخرت میں کتنا عظیم خسران ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سب سے پہلے قیامت کے دن ایک شخص کا فیصلہ ہوگا، جو شہید ہوا ہے وہ حاضر کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا یعنی اقرار کرے گا۔ ارشاد فرمائے گا کہ ان نعمتوں کے مقابل تو نے کیا عمل کیا ہے وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا ہے یہاں تک کہ شہید ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے قتال کیا تھا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں۔ لہٰذا تو (بہادر) کہہ لیا گیا۔ حکم ہوگا اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ایک وہ شخص جس نے علم پڑھا اور پڑھایا اور قرآن پڑھا وہ حاضر کیا جائے گا اس سے نعمتوں کو دریافت کیا جائے گا، وہ نعمتوں کو پہچانے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ان نعمتوں کے مقابل تو نے کیا عمل کیا ہے۔ وہ کہے گا میں نے میں تیرے لیے علم سیکھا اور سکھایا، اور قرآن پڑھا۔ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے علم اس لیے پڑھا تھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا تھا کہ تجھے قاری کہا جائے لہٰذا تجھے قاری کہہ لیا گیا، حکم ہوگا، منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک تیسرا شخص بلایا جائے گا جس کو خدا نے وسعت دی ہے اور ہر قسم کا مال دیا ہے، اس سے اپنی نعمتیں دریافت کرے گا وہ نعمتوں کو پہچانے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اس کے مقابل کیا کیا؟ عرض کرے گا میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تجھے محبوب ہے مگر میں نے اس میں تیرے لیے خرچ کیا، فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے خرچ کیا کہ سخی کہا جائے لہٰذا تو سخی کہہ لیا گیا۔ اس کے متعلق بھی حکم ہوگا منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔
(احمد، مسلم، نسائی)

بڑے غور وفکر کا مقام ہے کہ شہید جس کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اسے بخش دیا جاتا ہے، اور روح نکلتے وقت ہی اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے، شہید عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے، اسے جہنم کے عذاب کا خوف نہیں رہتا، اس کے سر پر عزت ووقار کا ایسا تاج رکھا جائے گا جس کا بیش بہا یاقوت دنیا وما فیہا سے بہتر ہوگا، اس کے نکاح میں بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر (۷۲) حوریں دی جائیں گی۔ اس کے عزیزوں میں سے ستر آدمیوں کے لیے اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ترمذی) مگر نام ونمود کے لیے جہاد کرنے والا شہید ہونے کے باوجود ان فضائل ومراتب سے محروم ہے اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔ اسی طرح عالم دین جس کے بارے میں ارشاد ہوا کہ اس کے اور انبیائے کرام کے درمیان جنت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا (دارمی) مزید ارشاد گرامی ہوا: علما کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے تولی جائے گی اور اس پر غالب ہو جائے گی۔ عالم کے اور بھی بہت سارے فضائل ومناقب ہیں، قرآن حکیم کی تلاوت میں ہر ایک حرف کے بدلے دس نیکیاں ہیں مگر وہی عالم دین اور قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والا اخلاص سے خالی ہو کر محض ریا وسمعہ کے

لیے علم دین سیکھتا اور سکھاتا ہے، دکھاوے کے لیے قرآن پڑھتا ہے تو بجائے جنت میں اعلیٰ مقام پر فائز ہونے کے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ یوں ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا عظیم عبادت ہے سات سو گنا زیادہ ثواب ہے، صدقہ گناہوں کے میل کو دور کرتا ہے، صدقہ دینے والا پاک وصاف ہو جاتا ہے مگر وہی خرچ کرنا اگر اخلاص کے ساتھ نہ ہو بلکہ نام ونمود کے لیے ہو تو ایسا صدقہ کرنے والا ثواب عظیم پانے کے بجائے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اسی لیے علمائے کرام فرماتے ہیں: عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضروری ہے، دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے۔ لہٰذا صدقہ وزکوۃ دینے والے اخلاص ورضائے الٰہی کے لیے مال خرچ کریں تاکہ آخرت میں اجر عظیم کے مستحق ہوں اور دنیا میں بھی ان پر اس کا اثر مرتب ہو۔

(۲) **طعنہ وایذا رسانی** : بہت سے زکوۃ وصدقا ہیں، ذہنی یا جسمانی طور پر انھیں ٹارچر کرتے ہیں حالانکہ ان دونوں باتوں سے صدقہ باطل ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ . (بقرہ: ٢٦٤)

اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کرو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کو دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے۔

یعنی جس طرح منافق دکھاوے کے لیے اپنا مال خرچ کرتا ہے، اور اسے اس کا کوئی فائدہ نہیں، اس کا یہ عمل باطل ہے، اسی طرح اگر ایمان والا بھی صدقہ دے کر احسان جتائے یا تکلیف پہنچائے تو اس کا بھی یہ عمل باطل ہے۔ اسی لیے حدیث شریف میں ہے کہ چند شخص جنت میں نہ جائیں گے، احسان جتانے والا، والدین کا نافرمان، شرابی، جادوگر، کاہن اور دیوث۔ اسی طرح مومن کی ایذا رسانی بھی حرام ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔

صدقہ وزکوۃ وخیرات دے کر مسلمان کو ایذا پہنچانا اپنے صدقہ وخیرات کو تباہ وبرباد اور رائیگاں کرنا اور خود کو حق العبد میں گرفتار کرنا ہے۔ لہٰذا جو لوگ زکوۃ وخیرات دے کر احسان رکھتے ہیں، طعنہ وتشنیع کرتے یا ذہنی یا جسمانی تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے صدقہ کا اجر ان کے لیے آخرت میں کچھ بھی نہیں اور نہ انھیں دنیا میں اس کا کوئی فائدہ ہوگا، اسی لیے ایسے لوگوں پر زکوۃ کا اثر مرتب نہیں ہوتا، لہٰذا زکوۃ دہندگان کو چاہیے کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں، نرم خوئی سے پیش آئیں، احسان نہ جتائیں، طعنہ وتشنیع

نہ کریں، اپنے اقوال وافعال نیز کردار سے ایذا نہ پہنچائیں تا کہ زکوۃ وصدقات کے فوائد انھیں حاصل ہوسکیں۔

(۳) پورے مال کی زکوۃ ادا نہ کرنا: جن چیزوں میں جتنی زکوۃ فرض ہے اس کا صحیح حساب کرکے ہر سال بہ تمام وکمال زکوۃ کی ادائیگی لازم ہے۔ کچھ لوگ زکوۃ تو دیتے ہیں مگر صحیح حساب کرکے زکوۃ نہیں نکالتے، بس جتنا جی میں آیا نکال دیا کبھی کوئی زکوۃ وغیرہ کی وصولی کے لیے آگیا تو کچھ دے دیا ورنہ یوں ہی زکوۃ کی ادائیگی سے بے توجہی برتتے رہتے ہیں۔ حولان حول ہوتا رہتا ہے، اموال زکوۃ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے مگر صحیح حساب کرکے ہر سال کی زکوۃ نکالنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ یہ بھی مال کی ہلاکت کا ایک سبب ہے۔

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ما خالطت الصدقة او مال الزكوة مالا الا افسدته یعنی صدقہ اور زکوۃ کا مال جس مال میں بھی ملا ہوگا اسے تباہ وبرباد کردے گا۔ (بیہقی)

بعض ائمۂ کرام نے اس حدیث کا یہ معنی بیان فرمایا ہے کہ زکوۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اس حلال کو بھی ہلاک کردے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ کچھ مال کی زکوۃ ادا کی اور کچھ مال کی زکوۃ ادا نہ کی اور اس کا مال ہلاک ہوا یا تجارت وغیرہ میں نقصان ہوا تو اسی بعض کی وجہ سے ایسا ہوا ہے جس کی زکوۃ اس نے نہیں نکالی تھی۔ اسی طرح سال تمام ہونے کے بعد زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر بھی نہ کرے کہ یہ بھی گناہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: يجب على الفور عند تمام الحول حتى ياثم بتاخيرها من غير عذر یعنی سال پورا ہوتے ہی فوراً زکوۃ دینا واجب ہے یہاں تک کہ بلا عذر تاخیر سے گنہ گار ہوگا۔

(۴) غیر مستحق کو زکوۃ دینا: زکوۃ ودیگر صدقات واجبہ کی ادائیگی کے لیے تملیک فقیر شرط ہے، جسے زکوۃ دی جائے شرعاً اس کا فقیر ہونا ضروری ہے۔ فقیر: وہ شخص ہے جس کے پاس حاجت اصلیہ کے سوا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت یا اس قیمت کے برابر سامان نہ ہو۔ جس کے پاس ساڑھے باون تولہ یعنی چھ سو بارہ گرام (۶۱۲) چاندی یا اس کی قیمت یا اس قیمت کے برابر حاجت اصلیہ کے علاوہ سامان ہو وہ فقیر نہیں بلکہ وہ غنی ہے۔ آج کل جس کے پاس پانچ ہزار ایک سو روپے ہوں یا اتنے کا سامان موجود ہو اور حاجت اصلیہ اور دَین وغیرہ سے فارغ ہو تو وہ فقیر نہیں، اسے زکوۃ دینا جائز نہیں۔ اگر ایسے کو دی جائے تو ادا نہ ہوگی۔ آج کل دس گرام سونے کی قیمت ساڑھے پانچ ہزار روپے سے زائد ہے اس حساب سے جس کے پاس دس گرام یا اس سے زیادہ سونا، زیور یا کسی بھی شکل میں ہو وہ غنی ہے فقیر نہیں۔ اسی طرح ٹی وی، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈر، کیمرہ وغیرہ کا شمار حاجت اصلیہ میں نہیں۔ اگر یہ سب یا ان میں سے بعض کسی کے پاس ہو اور اس کی قیمت پانچ ہزار ایک سو روپے یا اس سے زائد ہو اور اس پر دَین وغیرہ نہ ہو تو وہ زکوۃ وغیرہ صدقات واجبہ کا مستحق نہیں۔

کتنے اہل ثروت ہیں جو زکوۃ تو نکالتے ہیں لیکن دیتے وقت اس امر کا لحاظ نہیں رکھتے کہ شرعاً کون مستحق ہے اور کون نہیں ہے۔ انھیں صرف زکوۃ دینے سے غرض ہوتی ہے، بسا اوقات صرف اس بات کا خیال کرلیتے ہیں کہ یہ بیوہ ہے، اور یہ یتیم ہے، یہ نابینا ہے اور یہ اپاہج ہے، شرعی اعتبار سے غنی ہی کیوں نہ ہو پھر بھی بیوگی، یتیمی، یا معذوری دیکھ کر زکوۃ کی رقم دیتے ہیں اس صورت میں نہ تو زکوۃ ادا ہوتی ہے اور نہ ہی دینے والا اپنے فرض سے سبکدوش ہو پاتا ہے۔

اسی طرح بہت سے زکوۃ دینے والے مستحق زکوۃ کو زکوۃ کا مالک نہیں بناتے بلکہ اُسے بطور خود مستحقین کو ضرورت کے لیے خرچ کردیتے ہیں مثلاً کسی مستحق کے علاج میں زکوۃ کی رقم سے ہاسپٹل کا بل، ڈاکٹر کی فیس، گاڑی وغیرہ کا کرایہ ادا کرتے ہیں، مدرسہ وغیرہا کے لیے زمین کی خریداری، اس کی عمارت کی تعمیر، مدرسین وملازمین وغیرہ کی تنخواہ میں زکوۃ کی رقم خرچ کرتے ہیں، ان صورتوں میں چونکہ تملیک فقیر پائی نہیں جاتی اور جب تملیک فقیر پائی نہ گئی تو پھر زکوۃ کس طرح ادا ہوگی۔ لہٰذا مذکورہ بالا امور میں اگر زکوۃ کی رقم خرچ کرنا ہو تو ان کے لیے حیلہ شرعی ضروری ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ زکوۃ کی رقم کا کسی مستحق زکوۃ کو مالک بنا کر اُسے اس پر قبضہ دے دیا جائے پھر وہ تعمیر مدرسہ، خریداری زمین، اجرت ملازمین یا علاج ومعالجہ میں صرف کرنے کے لیے اپنی طرف سے ہبہ کرے تو اس صورت میں اس کا خرچ کرنا درست وصحیح ہوگا۔ اور زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی۔ غیر مسلم، بدعقیدہ، بدمذہب خصوصاً وہابی، رافضی، دیوبندی، ملحد وغیرہ کو زکوۃ دینا حرام اور اگر دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔

(۵) مستحق اعزہ کو چھوڑ کر دوسروں کو دینا: جن کے اعزہ ورشتہ دار زکوۃ وغیرہا کے شرعاً مستحق ہوں وہ انھیں نہ دے اور دوسروں کو دیتا پھرے تو اس کا صدقہ قبول نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

يا امة محمد والذى بعثنى بالحق لا يقبل الله صدقة من رجل وله قرابة محتاجون الى صلته ويصرفها الى غيرهم والذى نفسى بيده لا ينظر الله اليه يوم القيامة.

یعنی اے امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قسم اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا اللہ تعالیٰ اس کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کے محتاج ہوں، اور وہ انھیں چھوڑ کر اوروں پر تصدق کرے، قسم اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے،

اللہ تعالیٰ بروز قیامت اس پر نظر نہ فرمائے گا۔

اپنے رشتہ داروں کو دینا باعث انگشت نمائی نہیں بلکہ اس میں دونا ثواب ہے۔ خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رشتہ داروں کو صدقہ دینے کے بارے میں فرماتے ہیں:

لهما اجران اجر القرابة واجر الصدقة.

ان کے لیے دو ثواب ہوں گے، ایک ثواب قرابت، دوسرا تصدق کا ثواب۔ (بخاری ومسلم)

نیز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

الصدقة على المسكين صدقة وعلى ذى الرحم ثنتان صدقة وصلة.

مسکین کو دینا اکہرا صدقہ ہے اور رشتہ دار کو دینا دوہرا۔ ایک تصدق اور ایک صلہ رحم۔
(نسائی وترمذی)

لہٰذا وہ رشتہ دار جنھیں صدقات واجبہ زکوٰۃ وغیرہا دینا جائز ہے، اگر وہ واقعی مستحق ہوں تو پہلے انھیں زکوٰۃ دی جائے بعد میں دوسروں کو۔

اپنی اصل یعنی ماں، باپ، دادی، دادا، نانی، نانا وغیرہم اور اپنی اولاد یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی وغیرہم کو زکوٰۃ وغیرہ صدقات واجبہ نہیں دے سکتے۔ یوں ہی عورت اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا ہے۔ ان کے علاوہ رشتہ دار مثلاً بھائی، بہن، بھتیجہ، بھانجہ، خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی، چچی، خالہ زاد ماموں زاد بھائی، بہن وغیرہ اگر مستحق زکوٰۃ ہیں تو انھیں دینا افضل ہے۔ ان کو اگر نہ دیا جائے تو اللہ تعالیٰ صدقہ قبول نہ فرمائے گا۔

اہل ثروت حضرات اگر مذکورہ بالا امور پر توجہ دیں، محض اللہ ورسول کی رضا کے لیے صدقہ وخیرات کریں، احسان جتانے اور ایذا پہنچانے سے باز رہیں، صحیح حساب کر کے زکوٰۃ نکالیں، مستحقین ہی کو زکوٰۃ وغیرہ دیں اور صلہ رحمی کا خیال رکھیں تو زکوٰۃ کی ادائیگی ان کے حق میں ان شاء اللہ المولیٰ تعالیٰ ضرور موثر ہوگی۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ رب کریم ہم سب کو اخلاص کی توفیق سے نوازے۔

آمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم

ملفوظات......حضرت بابا سید طاہر حسین شاہ قدس سرہٗ

مولانا محمد نصر اللہ

۱) تمہاری ''انا'' (خود پسندی کے رویے) کو مرنا یعنی ختم ہونا چاہیے تھا۔ اور اس طرح تم بچ سکتے تھے۔ لیکن صورت حال یہ ہے کہ تم برباد ہو گئے لیکن تمہاری ''میں'' نہیں مرسکی۔

۲) پریشانیوں اور مصیبتوں نے تمہاری کمر دوہری کر دی ہے لیکن تم نے سر تسلیم خم نہیں کیا۔ اس طرح تم نے قیمتی وقت برباد کر دیا۔

۳) تم سر جھکاتے ہو دل نہیں جھکاتے یعنی بات کو دل میں جگہ نہیں دیتے۔ اس طرح ابھی تمہاری مشکل کے حل ہونے کی راہ کوئی نہیں۔

۴) طاہر شاہ جس نے انا اور خود پسندی ترک نہ کی اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت بابا جی نے ام الامراض (خود پسندی) اور اس کی تباہ کاریوں کا ذکر صرف ہی نہیں کیا۔ بلکہ دیگر روحانی طبیبوں کی طرح اس کا علاج بھی تجویز کیا ہے۔ مولانا جامیؒ نے ایسی ہی صورت حال میں فرمایا تھا۔

قال را بگزار مردِ حال شو
زیر مرد کاملے پامال شو

یعنی باتوں کو چھوڑو صاحب حال بننے کی کوشش کرو اور اس مقصد کے حصول کے لئے کسی مرد کامل کی غلامی اختیار کرو۔

پیر وارث شاہ نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا تھا۔

بناں مرشداں راہ نہ ہتھ آوے
بناں دودھوں رجھدی نہ کھیر میاں

ے ممدوح شاعر حضرت بابا جی

دیگر اخلاقی امراض کا علاج تجویز کرتے ہوئے فرمایا۔

شیشہ دل دا صاف نہیں ہونا کسے شیشہ گردے باجھوں
عشق دی منزل طے نہیں ہونی کسے دیدہ وردے باجھوں
لاالہ دی رمز نہیں لبھنی کسے ذات فقر دے باجھوں
طاہر شاہ یار دی دید نہیں ہونی کسی اہل نظر دے باجھوں

کسی مرد درویش سے تعلق جوڑے بغیر لا الہ کی رمز (غیروں اور باطل کی غلامی سے نجات) حاصل نہیں ہوسکتی اور اے طاہر محبوب کی دید کسی نظر والے کی رہنمائی کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ رہبر کامل کی ضرورت اور اہمیت اپنی جگہ مسلمہ ہے لیکن اس میدان میں بہت سے ہوس پرست لوگ صوفیا کا بھیس بدل کر عقل وایمان کے شکاری بن بیٹھے ہیں۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
در دست ہر کس را نہ باید دو دست

یعنی بہت سے ابلیس آدم کے روپ دھارے ہوئے ہیں اس لئے بغیر تحقیق کئے ہر کسی کے ہاتھ میں ہاتھ مت دو۔ ان نقلی صوفیا کے بارے میں حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں۔

المستصوف عند الصوفیا کالذباب وعند غیر ھم کالذیاب صوفیا کے نزدیک نقلی صوفی مکھیوں کی طرح کمینہ ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کے نزدیک وہ بھیڑیے کی طرح ہے۔

حضرت باباجی سید طاہر حسین شاہؒ بھی ان جعلی فقیروں سے بچنے اور ان سے اپنا دین ایمان محفوظ رکھنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اڈیں بچ کے بھولیا پنچھیا اوے
ایتھے پھاہی شکاریاں لائی ہوئی اے
اکھیں والے بھلے رنگ ویکھدے نے
اینہاں انھیاں انھی مچائی ہوئی اے

یعنی اے بھولے پنچھی ذرا بچ کر اڑنا یہاں شکاریوں نے جال بچھا رکھے ہیں آنکھوں والے تو بھلے رنگ دیکھتے ہیں لیکن اندھوں نے اندھیر مچا رکھا ہے۔

اللہ نبی دے ٹھپ مصلے نوں
لذت نفس دی ستھ وچھائی ہوئی اے
نہ کوئی حج ، زکوۃ ، نماز ، روزہ
ڈھولک میلوا لا کھڑکائی ہوئی اے

یعنی اللہ اور نبی کے مصلے کو لپیٹ کر انہوں نے لذت نفس کی صف بچھا رکھی ہے حج، نماز روزہ، زکوۃ کسی پر بھی عمل نہیں بس میلہ لگا کر ڈھولک بج رہی ہے۔

غیر شرع مکاراں فقراں نے
بنا پرمٹوں ای ات مچائی ہوئی اے
جتھوں منع قرآن حدیث کردے
اینہا اوتھوں دی سنھ لگائی ہوئی اے

غیر شرع مکار فقیروں نے بغیر کسی ثبوت اور دلیل کے لوٹ مچا رکھی ہے۔ جن مقامات سے قرآن وحدیث نے منع کیا ہے۔ انہوں نے وہاں ہی نقب لگا رکھی ہے۔

اس نظم میں باباجیؒ فرماتے ہیں۔

غیر شرعی فقیری اک دھوکہ ہے۔ لاکھوں میں کوئی ایک مجذوب ہوتا ہے۔ لیکن یہاں قدم قدم پر نقلی مجذوب ملتے ہیں۔ کسی نے جڑھ سے داڑھی منڈوا رکھی ہے تو کسی نے گھٹنوں تک لٹکا رکھی ہے آخر میں فرماتے ہیں۔

سکہ فقر دا نہیں اوہ بڑا دھوکہ
جس تے مہر نہ مدنی نے لائی ہوئی اے

وہ لوگ

(تحریکِ حصولِ پاکستان میں مجاہدانہ کردار ادا کرنے والے علماء و مشائخ کرام کا ذکرِ جمیل)

بہ مناسبت یومِ آزادی ۲۰۰۴ء

عزم و ہمت، جرأت و ایقان رکھتے تھے وہ لوگ — جذبۂ حق، قوتِ ایمان رکھتے تھے وہ لوگ
ایک خطے میں کریں قائم نظامِ مصطفیٰ — اُن کی یہ خواہش تھی یہ ارمان رکھتے تھے وہ لوگ
ذہن میں تھی ایک اسلامی فلاحی مملکت — جب بنائے قصرِ پاکستان رکھتے تھے وہ لوگ
صاف اُن کی نیتیں اُن کے ارادے تھے بلند — شان والوں سے لڑے کیا شان رکھتے تھے وہ لوگ
اُن کے سینوں میں تھی یادِ کبریا کی روشنی — دل میں عشقِ صاحبِ قرآن رکھتے تھے وہ لوگ
بتکدے لرزاں تھے اُن کی ہیبتِ تکبیر سے — ہر نفس میں سینکڑوں طوفان رکھتے تھے وہ لوگ
خانقاہوں، مدرسوں کے رہنے والے تھے مگر — دشمن و ہمدرد کی پہچان رکھتے تھے وہ لوگ
نصرتِ حق پر انہیں ہر وقت کامل تھا یقیں — مسند و منصب نہ کچھ سامان رکھتے تھے وہ لوگ
جو کہا وہ عقل و استدلال سے ثابت کیا — اپنے دعوے کے لئے برہان رکھتے تھے وہ لوگ
ظلمتِ شب، شدتِ طوفان سے آگاہ تھے — اپنی شمعوں کو تہِ دامان رکھتے تھے وہ لوگ
زیرکی سے چال چلتے تھے بساطِ وقت پر — شاطرانِ دہر کو حیران رکھتے تھے وہ لوگ
دین و ملت کی سرافرازی فقط مقصود تھی — کب خیالِ نفع و نقصان رکھتے تھے وہ لوگ
جان کی بازی لگا دی اس کی عظمت کے لئے — اپنی ملت کو عزیز از جان رکھتے تھے وہ لوگ
جو خدا سے اور بندوں سے سرِ میداں کیا — وہ سدا پیشِ نظر پیمان رکھتے تھے وہ لوگ
بے خطر ہر وقت باطل سے وہ ٹکرا گئے — راہِ حق پر ہیں یہ اطمینان رکھتے تھے وہ لوگ
دشمنوں کی اکثریت سے نہ گھبرائے ذرا — گرچہ تھوڑے تھے مگر کیا آن رکھتے تھے وہ لوگ

اس حصارِ عافیت میں آج ہم مامون ہیں
اُن عظیم المرتبت لوگوں کے ہم ممنون ہیں

طارق سلطانپوری

قطعہ تاریخ رحلت

''مادحِ مصطفیٰ مفتی غلام فرید ہزاروی''

۲۰۰۴ء

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی از (مونیاں ٹھیکریاں) ضلع گجرات

زائد الوصف مفتی غلامِ فریدؒ — عظمتِ اہل سنت سراپا سعید
فاضل ذی علی عاشق مصطفیٰ — تھا امینِ علومِ قدیم و جدید
پیکر استقامت خجستہ فصال — تھی خود اس کی مضبوط مثل حدید
اک جہاں کو منور کیا علم سے — وہ علوم و معانی کی تھا ایک کلید
تھی رجب کی یکم اور شنبہ چہار — پی گیا جام رحلت وہ فردِ وحید
اہل ایمان کا غم گسار و معین — مثل تیغ رواں تھا وہ بہر عنید
عابد بے ریا تھا محبّ خدا — مل گئی خلد اعلیٰ کی اس کو نوید
اس کی مرقد ہمیشہ رہے پُر ضیا — اس پہ نازل ہو بارانِ رحمت مزید
سال رحلت کہو تم یوں فیض الامین — ''زبدۃ الصالحین آہ غلام فرید''

سال ہجری جو پوچھا تو آئی صدا
لکھ ''تھا مقبول یزداں وہ مرد رشید''

۱۴۲۵ھ

مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی

علامہ محمد عقیل مصباحی

عصر حاضر میں مسلمانوں کی زبوں حالی کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہی مسلمان کبھی عروج وارتقا کی منزلیں طے کرتا نظر آرہا ہے، تو کبھی پسماندگی اور زوال کی طرف گرتا نظر آرہا ہے اور کبھی یہی مسلمان حکومت واقتدار کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے کر خوش حالی کی زندگی گزارتا نظر آرہا ہے، تو کبھی ابتلاو آزمائش کے دلدل میں پھنستا نظر آرہا ہے، کبھی فتح وکامرانی کے علم کو لے کر آگے بڑھا ہے، تو کبھی ذلت ورسوائی کا ہار اس کے گلے میں پڑا ہے۔ اس مختصری تاریخ پر نظر ڈالنے سے مسلمانوں کو عروج وزوال کے مختلف ادوار نظر آتے ہیں۔ جو مسلمان مصیبت وپریشانی میں صبر وشکر کے دامن کو اپنے ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑے رہے، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنے شب وروز کا محاسبہ کرتے رہے، اپنے اسلاف ومشائخ کے نقش قدم کو مشعل راہ بناتے رہے، اور اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ وبقا کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ خلوص ومحبت کے ساتھ دور اندیشی کے کام لیتے رہے، انھیں شکست خوردہ لوگوں کو نصرت خداوندی نے فتح وکامرانی کی اعلیٰ منزل تک پہنچادیا پھر وہ ایسے چٹان بنے رہے کہ جو بھی ان سے ٹکرایا وہ ریزہ ریزہ ہوگیا، اس کے برخلاف جب مسلمان عیش وعشرت میں مست ہونے لگے، اسلامی قوانین کی خلاف ورزی کرنے لگے اور نقوش اسلاف سے راہ فرار اختیار کی تو زوال وپس ماندگی کے قعر پستی ان کی آماجگاہ بن گئے۔

آج جتنی بھی اسلامی تحریکیں ہیں سب موت وزیست کے دلدل میں پھنسی نظر آرہی ہیں بلکہ جہاں بھی نظر ڈالی جائے مسلمان تباہ وبرباد ہوتا نظر آرہا ہے۔ فلسطین، افغانستان، بغداد ہر جگہ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے، ابھی مسلمان بابری مسجد کے سانحہ کو بھول نہیں پائے تھے کہ گجرات کا واقعہ نمودار ہوا۔

کبھی یہ نعرہ سنائی دیتا ہے کہ مسلمانوں کو اس سرزمین پر رہنے کا حق نہیں۔ یہ ہندوؤں کی ہے، اور آئی، ایس، آئی کا ایجنٹ کہہ کر بے قصور مسلمانوں کو پریشان کیا جاتا ہے تو کبھی ٹاڈا اور پوٹا جیسے قوانین نافذ کر کے مسلمانوں کو ستانے کے لیے سامان فراہم کیے جارہے ہیں۔ کیا مسلمان ہونا جرم ہے؟ کیا مسلمان ہونے کی وجہ سے ہم کو یہ پریشانیاں لاحق ہورہی ہیں، آخر سبب کیا ہے؟۔

اس کی ایک بنیادی وجہ تعلیم سے بے رغبتی اور علم سے دوری ہے۔ علم جو ہمارا حق اور سرمایہ تھا وہ دوسروں کے قبضہ میں ہے۔ علم جو ہماری میراث تھی، اس پر دوسری قومیں قابض ہیں، اغیار علم کی دولت ہم

سے چھین کر اسے ہمارے خلاف استعمال کر رہے ہیں اور ہم ہیں کہ خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں تعلیم کے معاملے میں آج ہم امریکہ و یورپ کے محتاج نظر آتے ہیں جب کہ یہ سرمایہ انھوں نے مسلمانوں ہی سے حاصل کیا ہے۔ جس وقت غرناطہ و بغداد کی یونیورسٹیاں علم وفن کے گوہر لٹا رہی تھیں اس وقت یورپ سرتاپا جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور عالمی نقشہ (World map) میں امریکہ تو وجود پذیر بھی نہ ہوا تھا، جس وقت اسلامی مملکتیں تہذیب وتمدن کی اعلیٰ مثال گردانی جاتی تھیں اس وقت مغربی ممالک کپڑوں کے استعمال سے بھی ناواقف تھے۔ جس وقت بغداد وقرطبہ وغیرہ مسلمانوں کے شہر روشنیوں میں نہائے ہوئے تھے، اس وقت مغربی ممالک پر مکمل تاریکیاں مسلط تھیں۔

مگر آج فلسفہ قدیمہ مسلمانوں سے سیکھ کر سائنس وٹکنالوجی کو جدید طرز پر ڈھال کر دہ وہ تجربہ کار اشیا ایجاد کر کے اسے مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں، مگر افسوس اے قوم مسلم تیری تغافل کیشی پر کہ تو انھیں دور سے کھڑی حسرت بھری نگاہوں سے تک رہی ہے۔ امریکہ کے خلابازوں کے چاند پر پہنچنے کے سات سو سال پہلے اس نظریہ کو اسپین کے مسلم سائنس دانوں نے پیش کیا تھا، اور آج مسلمان انھیں سن کر صرف حیرت کرتا ہے اور امریکی ماہرین کی تعریفوں کے پل باندھتا ہے، اسے پتہ نہیں کہ یہ چیزیں اسی کے آباؤ اجداد کی میراث ہیں اور آج وہ انھیں صرف دور سے کھڑا دیکھ رہا ہے۔

قرآن مقدس میں بار بار علم حاصل کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے پر زور دیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ٥

پوچھو اہل علم سے اگر تم علم والے نہیں ہو۔

اہل علم کو فضیلت وکرامت کے تاج زریں سے مزین کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہوا:

هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥

کیا علم والے اور وہ جو علم والے نہیں ہیں برابر ہیں۔

قرآن مقدس میں متعدد مقامات پر علم سے کام لینے کو ابھارا گیا ہے۔

احادیث کریمہ میں بھی جابجا تعلیم پر زور دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علم وحکمت کو مومن کی گم شدہ متاع قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ وہ جہاں کہیں بھی ملے اسے لے لو۔ یہی نہیں بلکہ علم حاصل کرنا حضور نے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا، ارشاد رسالت ہے :

طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم . (جامع صغير)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

علم کے فضائل ومناقب کو بیان کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له . (مشکوٰۃ: ص ۳۲)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین چیز کے صدقۂ جاریہ، ایسا علم جس سے نفع حاصل کیا جائے، ایسا ولد صالح جو اس کے لیے دعا کرے۔

علم ایسی قوت ہے جس کے ذریعہ انسان کو اپنی زیست کے مقاصد کا ادراک ہوتا ہے۔ اور اپنے وجود کو وسعتوں اور بلندیوں سے ہمکنار کرتا ہے۔ علم حاصل کر لینے کے بعد انسان حدود کے تابع نہیں رہتا بلکہ اپنے گردوپیش کے ماحول، اپنی نسل اور علاقائیت وغیرہ حدود سے نکل کر ماضی میں بھی جھانکتا ہے حال کی روشنی میں مستقبل کو سمجھنے اور اسے تابناک بنانے کے لیے جدوجہد کرتا ہے۔ کائنات کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی نشانیوں اور اس کے اسرار ورموز کے بارے میں غور وفکر کرتا ہے۔ علم اللہ رب العزت کی عطا کردہ وہ عظیم نعمت ہے جو انسان کو دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ ورنہ بغیر علم کے ایک انسان اور ایک چوپایہ میں کچھ فرق نظر نہیں آتا۔

علم ہی کی وجہ سے انسان کی سربلندی اور عظمت ہوتی ہے۔ ایک فرد یا قوم بغیر علم کے ترقی وکامیابی حاصل نہیں کر سکتی۔ لیکن علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی ضروری ہے کیوں کہ علم بغیر عمل کے بعض اوقات فائدہ کے بجائے نقصان دہ ہوتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش ہجویری کو کون نہیں جانتا۔ آپ بلند پایہ ولی اور شریعت کے مکمل پابند تھے، آپ کو امام اعظم ابوحنیفہ سے کافی لگاؤ انسیت اور محبت تھی۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ میں ملک شام میں ایک دفعہ حضرت بلال حبشی کے مزار پر حاضری کی غرض سے گیا، آپ کے سرہانے مجھے نیند آگئی، میں مکہ معظمہ پہنچ گیا کیا دیکھ رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ سے داخل ہو رہے ہیں اور آپ ایک چھوٹے سے بچے کی طرح ایک شخص کو اپنی گود میں لیے ہوئے ہیں۔ میں دوڑ کر بارگاہِ رسالت میں پہنچا اور قدم مبارک کو بوسہ دینے کے بعد سوچنے لگا کہ یہ شخص کون ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گود میں لیے ہوئے ہیں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آقائے نعمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص تیرا اور تیری قوم کا امام یعنی ابوحنیفہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امام اعظم ابوحنیفہ کو اپنی گود میں لینا ان کے مومن یا انسان ہونے کی وجہ سے نہیں، کیوں کہ اگر مومن یا انسان ہونے کی وجہ سے یہ عمل ہوتا تو بہت سے انسان اور مومن ہیں تو پتا چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل بننے کی وجہ یہ تھی کہ وہ علم کے جبل شامخ اور پاسبانِ شریعت تھے۔

علم ہی کے سبب انسان کو بلندیاں اور رفعتیں نصیب ہوتی ہیں، اور علم ہی وہ عظیم نعمت ہے جس کی وجہ سے وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول اور محبوب ہوتے ہیں یہ علم ہی کا کرشمہ ہے کہ انسان ایسے مرتبہ پر فائز ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش مبارک نصیب ہوئی۔

آج تعلیمی نظام میں ہم کچھ حد تک آگے بڑھے ہیں، لیکن ابھی کچھ تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ بنیادی اور اخلاقی تعلیم تو ہر انسان کے لیے ضروری ہوتی ہے، اور اس سے کسی کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، اعلیٰ دینی تعلیم کو مخصوص صلاحیت اور جدید فکر رکھنے والے طلبہ کے لیے خاص رکھنا چاہیے۔ تعلیمی نظام ایسا ہونا چاہیے کہ سیکنڈری سطح تک تمام بچوں کو دینی و دنیاوی دونوں تعلیم دلائی جائے تاکہ عصری درسگاہوں کے معیار کے ہم پلہ ہوسکیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک سچا اور خدائی مذہب ہے، اور آج بھی پوری دنیا کے مسلمان کامیاب وکامران ہوسکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کو سیکھ کر اس پر عمل کریں اور انھیں عام کریں۔

مگر افسوس صد افسوس! آج ہم ایمان واعتقاد کی حد تک تو اسلام کو مانتے ہیں مگر عمل میں مغربی تہذیب وثقافت کے دلدادہ وشیدائی نظر آتے ہیں۔ اور قدم قدم پر اہل مغرب کی تقلید کو سرمایہ افتخار سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاشرہ میں اب نہ عبادتوں کا ذوق وشوق ہے اور نہ اسلامی تعلیم واصول کی جلوہ نمائی۔

افسوس! مسلمانوں کی تاریخی اور ثقافتی یادگاروں پر شب خون مارا جارہا ہے، ان کی عبادت گاہوں کو دن دہاڑے مسمار کیا جارہا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر مسلمانوں کی تعلیمی حالت خراب ہوتی جارہی ہے۔ نہ مسلمان سفر کرسکتے ہیں اور نہ گھر کے اندر سکون کی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ آج بھی اگر ماضی کے حادثات کی طرف نگاہ ڈالی جائے، چاہے بمبئی ہو یا سورت کانپور ہو یا سہارن پور ہر جگہ جو مسلمانوں کے اوپر تباہی وبربادی آتی ہے، ان کی عیش پرستی اور فحش گیتوں فلمی گانوں اور مغربی تہذیب وتمدن اختیار کرنے کی وجہ سے۔ اگر آج بھی اسلامی احکام کے مطابق زندگی گزاری جائے اور اسلامی تعلیم کو عام کرتے ہوئے عمل کیا جائے، نیز خلوص ومحبت واخلاق وصبر کے ساتھ شب وروز گزارے جائیں تو اغیار خود بخود اسلام کے دامن سے وابستہ ہوجائیں گے، جیسا کہ ماضی میں ہوا۔

نہ سنبھلو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اسلام کا تصور حجاب

نامور انڈین قلم کار شکیل الرحمٰن نظامی مصباحی کے قلم سے

عصر حاضر میں من جملہ اور فواحش ومنکرات کے، بے پردگی کا سیلاب بلا بھی نہایت تیزی کے ساتھ [illegible]ھتا چلا جارہا ہے۔ اور اس کا بہاؤ اتنا تیز ہے کہ اس کے سامنے وہ روشن خیال طبقہ جو خود کو تعلیم وثقافت [illegible]ر تہذیب وتمدن کا علم بردار سمجھے بیٹھے تھا، وہ بھی ایک خاص حد تک اس کی لپیٹ میں آگیا ہے۔ [illegible]ہا جاتا ہے کہ فحاشی کی کڑیاں اس قدر مربوط ہیں کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی قوم [illegible]ب کی ابتدائی کڑی توڑ دے گی تو لامحالہ فحاشی کی اتھاہ گہرائیوں تک پہنچ کر ہی دم لے گی۔

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال موجودہ عہد کے حوالے سے کیا خوب تبصرہ کرگئے ہیں:

دیار مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
جسے کھرا تم سمجھ رہے ہو، وہ اب زر کم عیار ہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

آج کی مہذب دنیا میں عورت کے چہرہ پر نقاب کو انتہائی مکروہ اور گھناؤنی چیز تصور کیا جاتا ہے۔ [illegible]لانکہ نقاب ہی کے ذریعہ عصمتیں اور عظمتیں حفاظت کے آہنی حصار میں رکھی جاسکتی ہیں۔ آپ سوچ نہیں [illegible]تے کہ یہ بے پردگی کیسی کیسی ہیبت ناک اور انسانیت سوز برائیوں کی پیش خیمہ ہے۔ اگر عورت نے گھر کی [illegible]ار دیواری کا پردہ توڑا، تو دوسری زد آواز کے حجاب پر پڑنا ضروری ہے، آوازوں نے عریاں ہوکر [illegible]روں کو بے حجاب کیا اور چہروں نے کھل کر نگاہوں کے پردے فاش کیے، آزاد نگاہوں نے خیالات [illegible] آزاد کردیا، اور لباس کی قطع وبرید نے پہلے اعضائے حسن کو بے حجاب کیا اس طرح سینہ، گلا اور بازوؤں [illegible] نمائش شروع ہوئی اور عریاں حسن نے اعضائے شہوت کے پردے ہٹا دیے جس سے پنڈلیاں اور [illegible]نیں بے حجاب ہوئیں، جب یہ تمام مبادیات پورے ہوئے تو مقصد قریب تر ہوگیا، اور بالآخر وہ شرم [illegible]ہیں بھی بے حجاب ہوگئیں جن کی حفاظت کے لیے حجاب کا یہ طویل سلسلہ قائم کیا گیا تھا۔

ہم نے اپنے اس مختصر سے مضمون میں اسلام کا تصور حجاب، پردے کی عظمت، اور بے پردگی کی تباہ [illegible]ریاں قرآن وحدیث کی روشنی میں دکھانے کی کوشش کی ہے۔ ملاحظہ کیجیے!

[illegible]یا چھاتا کبیر نگر

عورت کا معنی ہی 'پردہ' ہے۔ اسی لیے اسلام نے اسے پردہ میں رہنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے :

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ . (پ ۱۸ — سورہ نور، رکوع ۹)

اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں، اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے، اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں، اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا بھتیجے یا اپنے بھانجے یا اپنے دین کی عورتیں یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھوں کی ملک ہوں یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں یا وہ بچے جنھیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگار۔ (کنز الایمان)

دوسری جگہ ارشاد ہوا :

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْیَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ .
(پارہ ۱۸ — سورہ نور آیت ۵۹)

اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں تو اذن مانگیں ان کے اگلوں نے اذن مانگا۔ (کنز الایمان)

(۱) ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے لیے پردہ ضروری ہے جب کوئی عورت (بے حجابانہ) باہر نکلتی ہے تو شریر النفس لوگ اسے دیکھتے ہیں۔

(۲) ایک اور حدیث میں ہے کہ بناؤ سنگار کر کے اترا کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی جیسی ہے، جس میں بالکل روشنی نہ ہو۔

(۳) وہ عورت ہمارے گروہ میں سے نہیں جو مردوں کی وضع قطع اختیار کرے۔ اور نہ وہ مرد جو عورتوں کی طرح رہے۔ (امام محمد)

ذیل کی حدیث شریف پڑھیں اور اپنے ضمیر کو آواز دیں کہ غیر مردوں کو دیکھنا کیسا ہے؟۔

مشکوۃ باب النظر الی المخطوبۃ میں ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی [ب]یوں حضرت ام سلمہ اور میمونہ رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف فرما تھے کہ اچانک عبد اللہ بن ام مکتوم جو [نابینا ت]ھے، آ گئے حضور نے ان دونوں بیویوں سے فرمایا: احتجبا منہ . ان سے پردہ کرو۔ انھوں نے [عرض]کیا، یا رسول اللہ! یہ تو نابینا ہیں۔ فرمایا: تم تو نابینا نہیں ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ صرف یہی ضروری نہیں کہ مرد، عورت کو نہ دیکھے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اجنبی [عور]ت غیر مرد کو نہ دیکھے۔ دیکھیے یہاں مرد نابینا ہے لیکن عورتوں کو جب بھی پردے کا حکم دیا گیا۔

موجودہ زمانہ میں بے غیرتی اور بے حیائی کی جو کثرت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، پس مسلمانوں [پر لاز]م ہے کہ وہ عورتوں کو پردے میں رکھیں، اور مغرب کی ناسور تہذیب کے اتباع سے حرام کی حد تک [اجتنا]ب کریں۔ کیوں کہ آج کا ماحول ہے کہ عورتیں نیم عریاں لباس پہن کر، بناؤ سنگار کر کے اور [خوشب]وؤں میں رچ بس کے بازاروں اور شاپنگ سینٹروں میں بے پردہ دندناتی پھرتی ہیں، پارکوں، [ہوٹل]وں اور سینما گھروں کی زینت بنی رہتی ہیں، دفتروں، کارخانوں، شفاخانوں اور مختلف اداروں میں [بے]پردہ مردوں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہیں۔ اگر تھوڑی بھی شرم وحیا کی رمق ہے تو قرآن وحدیث کی [روشن]ی میں چل کر امہات المومنین کی پاکیزہ زندگی کو اپنے لیے خضر راہ بنائیں اور دنیا و آخرت کو سنوارنے [کا س]امان کریں۔

[خدارا] للہ! آپ مسلمان ہیں اور مسلمان گھرانوں کی زینت ہیں، ان عبارتوں کو پڑھیں اور غور کریں کہ [جو د]ین مسجد میں نماز کے موقعوں پر بھی عورتوں کے اختلاط کو روا نہیں رکھتا وہ مخلوط مجلسوں، کالجوں، دفتروں [بازا]روں اور پارکوں میں اختلاط کو کیوں کر جائز و روا رکھ سکتا ہے۔

پھر ان بے حیائیوں، بے شرمیوں اور بدلحاظیوں کے مخلوط مجمعوں کو عین اسلام اور روح اسلام [ثابت] کرنے والوں کے بارے میں خود اپنے ضمیر سے فیصلہ لیں کہ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ ایک وفادار یا [غدا]ر، مخلص یا منافق، صاحب ایمان یا نام کے مسلمان۔

لہٰذا ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو سنیں اور عملی طور پر انھیں [کر کے]دکھائیں کہ صلاح وفلاح کی تمام سربلندیاں اسی میں پنہاں ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بے حجابی اور عریانی کے مفاسد سے بچائے، اور شرعی احکام کو ٹھیک طور [پر سم]جھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کلام الامام، امام الکلام

امام احمد رضا قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً اُن سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضور سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تمہیں انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصول ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا اُستاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو۔ واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہید ایمان ص۶ مطبوعہ لاہور)

یادگاری لمحات

حضرت سیاح حرمین سے ایک ملاقات

ملک محبوب الرسول قادری کے قلم سے...... ۱۹۹۲ء کی ایک تحریر

گزشتہ روز مجھے اپنے ہی شہر میں ایک مرد قلندر کی زیارت کا شرف ملا۔ جس کے سرخ و سفید ستواں چہرے پر انوار الٰہی کا ڈیرہ تھا۔ سر پر سفید دستار سجی تھی، آنکھوں میں بلا کی چمک تھی، بلکہ ہیرے کی دمک تھی...... آواز میں ٹھہراؤ، باتوں میں کمال...... مزاج میں جلال بھی اور جمال بھی...... میری مراد پُر وقار شخصیت کے مالک...... صاحب حال بزرگ حضرت پیر روشن ضمیر الحاج سید طاہر حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات گرامی سے ہے۔ زندگی کی 90ویں بہار دیکھ رہے ہیں لیکن انہیں دیکھنے والا یہ کہتا ہے کہ آپ کی عمر بمشکل 70 برس ہوگی اور یہ بات آپ کے مزاج میں بھی واضح موجود ہے...... باذوق ہیں...... نعت رسول ﷺ کے تو دلدادہ ہیں۔ عمر کے اس حصے میں بھی گھنٹوں تک موسم کی شدت کا خیال رکھے بغیر محافل نعت و مجالس میلاد میں بیٹھنا ان کا معمول ہے۔ ذکر رسول ﷺ کے وقت ان کی آنکھوں سے موتیوں کی صورت آنسو ٹپکتے رہتے ہیں۔ کبھی کبھی تو وجدان کی کیفیت بھی طاری ہو جاتی ہے...... سخاوت اور اسلام کے لیے قربانیاں دینا آپ کو ورثہ میں ملا ہے...... شجرۂ نسب حضرت امام علی نقی رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا تاجدار ولایت مولائے کائنات امیر المومنین سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے...... مزاج میں سادگی اور نفاست کا غلبہ ہے...... اہل علم اور ارباب فن کے قدر دان ہیں...... چھوٹوں پہ شفقت آپ کا معمول ہے...... علمی نکات پسند فرماتے ہیں اور بوقت ضرورت بیان بھی فرماتے ہیں گہرے مطالعے کے باوجود اس کا اظہار نہیں کرتے روحانی معاملات کو زیر لب حل فرماتے ہیں...... باتوں باتوں میں عقدہ کشائی فرما دیتے ہیں...... اپنے عجز و انکسار کا ہمہ وقت خیال رکھتے ہیں...... اخلاق اور اخلاص کی عملی تصویر ہیں...... مہمان نوازی آپ کا شیوہ ہے۔ بابا جی دلوں پر قبضہ کرتے ہیں اور اس معاملے میں ان کی گرفت مضبوط ہے...... سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نے ان کی نگاہ فیض

رساں سے اکتساب نور کیا۔

صحبت اہل صفا نور و حضور و سرور
سر ...... و پر سوز ہے لالہ لب آبجو

حضرت بابا سید طاہر شاہ صاحب 1901ء میں موضع آنگوں نزد نین پور سیداں تحصیل چونیاں ضلع قصور کے صاحب نظر طبیب حضرت سید ناظم حسین شاہ المعروف ''اللہ ہی دے گا'' کے گھر جلوہ افروز ہوئے۔ والد گرامی بہت بڑے طبیب تھے۔ جسمانی علاج کے ساتھ ساتھ روحانی فیضان کے امین بھی تھے۔ لوگ دعاؤں کے لیے عرض کرتے تو آپ جواب میں فرماتے ...... ''اللہ ہی دے گا'' ...... اسی تکیہ کلام کی وجہ سے سید ناظم حسین ''اللہ ہی دے گا'' کے نام سے مشہور ہوئے۔ انہوں نے 110 سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ آپ کے آباؤ اجداد بخارا و سمرقند سے ترمذ و مکران کے راستے سے ضلع بہاولپور میں اوچ شریف آئے تھے اور پھر نین پور (قصور) مستقل سکونت پذیر ہوئے ...... حضرت بابا طاہر شاہ صاحب کے والدین آپ کے صغر سنی ہی کے زمانے میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے ...... آپ کے چچا حضرت سید الف شاہ نے آپ کی پرورش کی اور پھر شرقپور شریف میں حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ 1916ء میں میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو تاجدار گولڑہ حضرت پیر مہر علی شہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا ...... آپ کا تذکرہ ''مہر منیر'' میں مرقوم ہے۔ آپ قائم اللیل بھی ہیں اور صائم النہار بھی ...... موجودہ دور میں شعبدہ بازوں سے برملا طور پر نفرت کا اظہار کرتے ہیں ...... شہرت کو پسند نہیں کرتے ...... پیری مریدی کو مادیت پرستی سے پاک رکھنے کے آرزومند ہیں۔ دین سے قلبی ربط ہے یہی وجہ ہے کہ دینی لوگوں اور مذہبی انجمنوں کی سرپرستی فرماتے ہیں ...... آپ نے مختلف علاقوں میں 26 مساجد مدارس کی زمین خریدنے اور تعمیرات کی تکمیل کے علاوہ ان کی جملہ ضروریات آپ خود پوری فرماتے ہیں ...... جوہر آباد کے الاعوان ٹاؤن میں جامع طاہر العلوم کے نام سے ایک خوبصورت دینی درس گاہ قائم فرمائی۔ جس کے ساتھ ہی ملحقہ گنبد خضراء کی طرز پر بنائے گئے ایمان افروز گنبد والی جامع مسجد شیر ربانی بھی تعمیر کروائی ...... یہ درس گاہ حضرت بابا جی

کے ذوق علم و عرفان اور مسجد آپ کے عشق رسول ﷺ کا پتہ دیتی ہے۔ ماہانہ محفل گیارہویں شریف کے نام سے خوبصورت اجتماع منعقد کروایا جاتا ہے جس میں ملک کے طول و عرض سے متلاشیان علم و عرفان اور آپ کے ارادت مند شریک ہوتے ہیں۔ آپ جیسے ہی مقبولان بارگاہ کے لیے عدم نے کہا تھا کہ

چاند ہیں آفتاب ہیں یہ لوگ
زندگی کا نصاب ہیں یہ لوگ
لوگ اور اتنے گلبدن توبہ
کیا سراپا گلاب ہیں یہ لوگ
رہنے والے تو ہیں عدم کے مگر
زندگی کا جواب ہیں یہ لوگ

آپ کا عشق رسول ﷺ بام عروج پر ہے ...... اسی وجہ سے آپ سال میں تین تین اور بعض اوقات چار چار مرتبہ روضہ انور کی زیارت اور حاضری بیت اللہ کے لیے حرمین شریفین کا سفر کرتے ہیں ...... گزشتہ 41 برس سے ہر سال ماہ رمضان المبارک کا آخری عشرہ مسجد نبوی شریف میں معتکف ہو کر گزارتے ہیں ...... خدا تعالیٰ نے آپ کو چشم بینا اور روشن دماغ عطا فرمایا ہے ...... حضرت بابا سید طاہر حسین شاہ عوام و خواص میں ''سیاح حرمین شریفین'' کے خطاب سے مشہور ہیں۔ اپنے شیخ کے حکم سے دنیا کی سیر کی اور دراصل یہ حکم قرآنی کی تعمیل تھی۔ ...... قل سیروا فی الارض ...... مسجد نبوی شریف میں روضہ رسول ﷺ کے سامنے 13 ذیقعد 1399ھ کو ہندوستان کے عظیم روحانی پیشوا اور نامور عالم دین حضرت مفتی عبدالرزاق صاحب چشتی، قادری، نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کیا ...... دستار خلافت بندھائی اور تحریری نامہ مبارک عطا فرمایا ...... تین سلاسل میں خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا ...... سبحان اللہ ...... (الحمد للہ حضرت باباجی قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے راقم الحروف (محبوب الرسول قادری) اور میرے رفیق سفر فاضل نوجوان حضرت مولانا صاحبزادہ محمد احمد چشتی کو 11 شعبان المعظم 1414ھ کی رات گیارہ

بجے یہ عظیم تحفہ عطا فرمایا اور اجازت مرحمت فرمائی اور دعائے خیر سے سرفراز فرمایا)

تری دید کے قابل کہاں میری نظر ہے
یہ تو تیرا کرم ہے کہ رخ تیرا ادھر ہے

حضرت باباجی قبلہ دامت برکاتہم علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مداح اور اقبالیات کے حافظ ہیں...... دنیا بھر کے اکابرین وصلحاء امت کے مزارات پر حاضری کے ذریعے ان کا فیض حاصل کر چکے ہیں...... ایک مرتبہ آپ نے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی، حضرت باقی باللہ اور حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات پر حاضری کے بعد حضرت بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی...... واپس نکلے جنگل کا راستہ تھا ایک بزرگ ملے ایک گٹھڑی عطا فرما کر غائب ہو گئے جب اس گٹھڑی کو کھولا گیا تو اس میں سے دو بکلی سلائی چادریں، ایک قمیض، ایک دستار مبارک، ایک جوڑا زری جوتے اور 16 چاندی کے سکے نکلے...... حضرت باباجی فرماتے ہیں اس کے بعد آج تک میں نے کبھی بھی اپنے لیے کپڑے یا جوتے نہیں خریدے اور کبھی بھی حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دینے میں ناغہ نہیں کیا...... سچی بات یہ کہ حضرت باباجی قبلہ کا وجود مسعود موجودہ قحط الرجال کے دور میں انعام خداوندی ہے اور آپ کی صحبت سرمایہ افتخار ہے۔

اوقات ہمہ بود کہ بایار بسر شد
باقی ہمہ بے حاصلی و بے خردی بود

حضرت باباجی قبلہ ایک قادر الکلام اور نہایت زیرک شاعر بھی ہیں۔ بعض صوفیاء کے ہاں وقت وصال اہل ایمان کی علامات میں شامل ہے۔ کہ پیشانی پر پسینہ نمودار ہوتا ہے دائیں آنکھ سے آنسو گرتا ہے۔ حسرتیں سامنے لائی جاتی ہیں اور پھر قبض روح کے وقت آخری ہچکی آتی ہے اور پھر وہ ذکر الٰہی میں وارفتہ ہو کر حریم ناز میں پہنچ جاتے ہیں اس منظر کو حضرت باباجی یوں پیش فرماتے ہیں

پسینہ، اشک، حسرت، بیقراری، آخری ہچکی
اکٹھا کر رہا ہوں آج سامان سفر اپنا

پنجابی کلام میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

جھوٹی رونق اس دنیا دی ایتھے جھوٹ دی گرم بازاری

پیر عالمگیر حضرت بابا سید طاہر حسین شاہ

حضرت سیاحِ حرمین رحمہ اللہ تعالیٰ کی حیات مبارکہ میں نامور عالم دین
اور شیخ طریقت علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی کی یادگار تحریر

عبقری دھر، نابغۂ روزگار، ابو الوقت، فخر سادات، مبلغ اسلام، سیاح حرمین، زائر نجف و بغداد حضرت بابا سید محمد طاہر حسین شاہ صاحب دور حاضر میں اکابر اسلاف کے سچے جانشین اور عظمتِ دین متین کے صحیح امین ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہونے والے اس عظیم مرد خدا کا سلسلہ نسب رسول خدا ﷺ سے ملتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کی صحبت اور زیارت سے قرون اولیٰ کے بزرگوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ آپ اس زمانے میں مجدد الف ثانی کی تعلیمات کے ترجمان اور نقیب ہیں۔ حضرت باباجی موصوف کی مجلس میں ہر وقت شریعت مطہرہ کی گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ آپ اصلاحِ بین المسلمین کو بے حد پسند فرماتے ہیں اور ہر وقت اسی فکر میں مگن رہتے ہیں۔ مدحِ سرکار ﷺ سے بہت محبت ہے۔ نعت تو گویا آپ کی غذائے روح ہے۔ قلندرانہ اداؤں اور سکندرانہ جلال کے مالک ہیں۔ آپ نے بیشمار مساجد اور ان گنت مدارس تعمیر کروائے ہیں۔ علماء حقہ سے محبت اور فقراء صادقہ سے انس آپ کی طبعیت کا طرۂ امتیاز ہے۔ بزرگان دین کے اعراس کی حاضری سے خاص شغف رکھتے ہیں۔ علماء، امراء، شعراء، ادیب، مصنف، تاجر، وزیر، فقیر، طلباء، اور مختلف آستانوں کے سجادہ نشین بے پناہ عقیدت مندی سے آپ کی مجلس میں حاضری دیتے ہیں اور سب اپنے دامان دل کو گوہر مراد سے مالا مال کر کے لوٹتے ہیں۔ حرمین طیبین اور نجف و بغداد سے آپ کو والہانہ عشق ہے۔ ساٹھ کے قریب حج اور بے شمار عمرے کر چکے ہیں۔ کئی دفعہ بارگاہ غوثیت مآب میں ہفتوں بلکہ مہینوں قیام کیا ہے۔ دنیا بھر کی سیر کی ہے اور عجائب عالم دیکھے ہیں۔ مقدس مقامات اور تاریخی آثار کا مشاہدہ فرمایا ہے۔ غرض "سیروا فی الارض" کی عملی تفسیر ہیں۔ غریب پروری، مسافر نوازی اور مسکین دوستی آپ کا خاص شعار ہے۔ تحریک پاکستان، تحریک

ختم نبوت، تحریک نظام مصطفےٰ ﷺ میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ گرفتاریاں بھی پیش کیں اور قربانیاں بھی دیں۔ دور حاضر کی سیاست سے کوسوں دور اور میلوں نفور رہتے ہیں۔ ماضی وحال کے مشاہیر، علماء ومشائخ اور بزرگان دین سے برسوں ملاقاتیں اور مدتوں صحبتیں رہی ہیں۔ محافل میلاد، مجالس گیارہویں اور جلسہ ہائے سیرت طیبہ کی صدارت اور سرپرستی فرماتے ہیں۔

خود ایک نقشبندی خانوادے کے چشم وچراغ ہیں، مگر تمام ارباب سلاسل کی عزت کرتے ہیں اور انکی مجالس میں شوق سے شرکت فرماتے ہیں۔ بلا مبالغہ سخاوت کا دریا، ایثار وہمدردی کا پیکر جمیل، لطف وعطاء کا مرقع اور اخلاق نبوی ﷺ کا خوبصورت نمونہ ہیں۔ وہ گھر جن تک عموماً علماء ومشائخ کی رسائی ناممکن ہے انکی اصلاح کی ہے انتہائی مستجاب الدعوات، صاحب کرامات، مجمع الصفات، منبع کمالات ہونے کے باوجود حد درجہ انکساری اور تواضع رکھتے ہیں۔ نہ دعویٰ پیری ہے نہ اظہار رہبری۔ اپنے کاروبار، اپنی زمینوں اور فتوحات کی تمام تر آمدنی راہ حق میں لٹا دیتے ہیں۔ مہمان نوازی تو خیر کوئی ان کے گھر سے سیکھے۔ مزاج مبارک پر جمال کا غلبہ ہے، تاہم کبھی کبھی جلال کا رنگ بھی طاری ہو جاتا ہے۔ طبعیت میں بلا کی رقت ہے۔ قرآن کی تلاوت اور نعت رسول ﷺ سننے کے وقت کیف کی حالت طاری ہوتی ہے۔ کہنے والے وقت کا غوث، ابدال، صاحب وقت اور جانشین خضر کہتے ہیں۔ لیکن خود اپنے آپ کو اولیائے کاملین کا ادنیٰ غلام وخادم تصور کرتے ہیں۔

نماز باجماعت کی پابندی پر زور دیتے ہیں اور خود اس پر مداومت فرماتے ہیں۔

انداز تبلیغ من موہنا اور طرز تقریر عام فہم اور مثبت ہوتا ہے۔ سنت رسول ﷺ کے مطابق شرعی چہرے کی پیار سے تاکید فرماتے ہیں۔ "اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله" کے مصداق دلوں کی گہرائی اور خیالوں کی پہنائی تک نظر رکھتے ہیں۔ طبیعت جوش پر ہو تو آنے والوں کے سوالوں کے جواب اشاروں کنایوں سے بلکہ بعض اوقات صراحت سے بیان فرما دیتے ہیں۔ واقفان حال جانتے ہیں کہ کتنے اجڑے ہوئے گھروں کو آباد کیا، کتنے بگڑے ہوئے مقدر سنوارے، کتنے لٹے ہوئے سہاگ بسائے، کتنے ٹوٹے ہوئے دل جوڑے اور کتنے پھرے ہوئے

رخ موڑے، زمانے کے ٹھکرائے ہوؤں کو سینے سے لگایا، غم کے مارے ہوؤں کو اپنا بنایا، قعر ذلت میں گرے ہوؤں کو باوقار اور بے روزگاروں کو روزگار مہیا کیا، ذکر فکر ومراقبہ پسندیدہ شغل، دعائے نیم شبی اور آہ سحر گاہی ورد جاں اور درود وسلام حرز جاں ہے۔ اکابر اسلاف کی خوبیوں کا مجموعہ اولیائے ماسبق کی اداؤں کا مجسمہ، زمانہ ماضی کے مشائخ نمونہ دیکھنا ہو تو زمانہ حال کے اس صاحب وقت قلندر کو دیکھو، آنکھیں زیارت رخ سے پرنور دل شوق سے مسرور اور نور ایمان سے معمور ہوگا۔ آج کل آپ جوہر آباد ضلع خوشاب میں اپنے قائم کردہ عظیم الشان آستانے، مدرسہ اور مسجد میں قیام پذیر ہیں:۔

آ چشمِ آرزو کی گہرباریاں تو دیکھ
لٹتے ہیں صبح وشام خزانے نئے نئے

نذرانہ عقیدت...... باباجیؒ کے حضور

لوں سید طاہر کے مقدر کی بلائیں — کھائی ہیں سدا شہرِ پیمبر کی ہوائیں
وہ تیری معیت میں درشنہ کی حضوری — ہیں یاد مجھے آپ کی پُر درد صدائیں
ہر ایک اکا دل موہ لیا آپ نے بابا — اللہ رے یہ لطف یہ الفت کی ادائیں
اے راہ روِ راہ حرم، بلبل طیبہ! — ہوں تجھ کو مبارک یہ مدینے کی فضائیں
اے سید کونین ﷺ کے محبوب نواسے! — مجھ کو بھی تو دلوائیں حضوری کی قبائیں
اے سیدہ زہرا کے چمن کے گل تازہ — مشہور ہیں دنیا میں تیرے گھر کی عطائیں
وہ لطف، وہ مسجد، وہ شب قدر کا گریہ — وہ کیف بھرا وقت بھلا کیسے بھلائیں
حسنی تری تقدیر بدل دیں گی یقیناً — اس دشتِ مدینہ کے مسافر کی دعائیں

(از...... صاحبزادہ فقیر محمد اسماعیل حسنی، شاہ والا شریف)

۷۸۶
۹۲

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء، پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دے دیا، اس تاریخ ساز فیصلے کا یادگار

قطعۂ تاریخ

''اعلانِ حقیقتِ اوجِ خاتمِ النبیین'' ''آوازِ انہدامِ قصرِ کذبِ قادیان''
۴ ۷ ۹ ۱ ء ۴ ۹ ۳ ۱ ھ

مقبول مدام ہے شہادت حق کی
مردود تمام دعویٰ ہائے باطل
کافر ہے جو کہتا ہے نبی مرزا کو
وہ شخص تھا اک ہرزہ سرائے باطل
مرزائی کافر ہیں زروئے آئین
انجام ہے رسوائی برائے باطل
اک مصرع میں طارق نے کہی ہے تاریخ
''بروقت تدارک وبائے باطل''
۴ ۹ ۳ ۱ ھ

طارق سلطان پوری
حسن ابدال (اٹک)

صاحبزادہ نثار قطب رضی شیرازی علی پوری

ادیب شہیر پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

ابھی پاکستان نہیں بنا تھا۔ میں مولانا محمد نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ کے دارالعلوم متصل ش کوتوالی بیرون دہلی دروازہ لاہور میں زیر تعلیم تھا۔ نواب وزیر خان کی مسجد کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد تھی۔ جسے ''مسجد مولوی تاج دین'' کہتے تھے۔ اس مسجد کے امام حافظ صدرالدین تھے۔ جو نابینا تھے۔ مگر بلا کے ذہین۔ قرآن سنانے، پڑھانے اور سننے کے علاوہ وہ ریڈیو ٹرانسٹر کے پرزے بازار سے لاتے، انہیں جوڑتے اور بجلی یا بیٹری کی قوت کے بغیر ٹرانسٹر تیار کرتے اور ہم لوگ ان سے خبریں سنتے تھے وہ ٹرانسٹر سازی کے علاوہ مسجد کی بجلی کا سارا نظام اپنے ہاتھ میں رکھتے تھے۔ مسجد کے پنکھوں کو مرمت کرنا۔ فیوز لگانا، پھر ساری وائرنگ کو کنٹرول کرنا ان کا کام تھا۔ ہم انکی ذہانت کے قائل تھے۔ ان کی قرأت سے لطف اندوز ہوتے اور ان کے بنائے ہوئے ٹرانسٹر اپنے احباب کو دیتے۔ اس وقت ایک ٹرانسٹر ریڈیو دس روپے میں تیار ہو جاتا تھا۔

اسی مسجد کے محلہ میں ایک نیک سیرت نمازی پروفیسر منور الدین رہتے تھے جو جموں (مقبوضہ کشمیر) کے کسی کالج میں پڑھاتے تھے۔ انہیں خاص طور پر حافظ صدرالدین سے بڑی محبت تھی۔ وہ لاہور آتے تو ان کی مسجد میں نماز پڑھتے اور حافظ صاحب ان سے باتیں کرتے۔ پروفیسر منور الدین مرحوم علی پور سیداں کے خانوادے میں بیعت تھے اور حضرات علی پور کی تعریف کرتے تو ہمیں بہت خوشی ہوتی۔

پروفیسر منور الدین کے ساتھ ایک نوجوان کبھی کبھی آتا وہ دبلا پتلا نفیس عادات کا جوان تھا۔ بڑا خلیق، بڑی شستہ گفتگو کرتا تھا۔ پروفیسر منور الدین نے ہمیں بتایا کہ یہ صاحبزادہ نثار قطب ہیں اور علی پور سیداں کے خانوادے سے ہیں۔ ہم نے علی پور کے پیروں صاحبزادوں اور پیرزادوں کو دیکھا تھا مگر صاحبزادہ نثار قطب سے نہیں ملے تھے وہ پیروں کی طرح نہ موٹے تھے اور نہ جبہ و دستار کے مالک تھے۔ نہ ہمیں پاؤں دبانے کا کہتے تھے۔ نہ کھانا منگواتے تھے ان کے ہاں نہ رعب تھا نہ

تمکنت" ایک دن ڈرتے ڈرتے ہم نے پوچھا" واقعی آپ علی پور کے صاحبزادہ ہیں؟" انہوں نے یقین دلایا مگر فرمایا میں آن بان اور مریدوں کے جمگھٹوں سے دور رہتا ہوں"۔ ہم انہیں کبھی صاحبزادہ قطب نثار کہتے کبھی نثار قطب" ہم طالب علم تھے، اور صرف ونحو کی مشقیں کر رہے تھے۔ ایک دن انہوں نے اپنا نام درست کرانا چاہا۔ ہم نے انکے اسم گرامی کی نحوی ترکیب، اور صرفی ترکیب پر گفتگو شروع کر دی تو ہمیں فرمانے لگے" اچھا تم جس نام سے چاہو بلا لیا کرو میں ہر نام پر لبیک کہوں گا"۔ ہم ان کی تسلیم ورضا کی عادت پر خوش ہو گئے۔ وہ ہماری بحث پر خوش ہو گئے۔

پاکستان بنا تو ہمارا زیادہ وقت مسجد تاج الدین میں گزرتا۔ صاحبزادہ نثار قطب کی مجالس میں بیٹھتے اور لاہور میں جہاں جانا ہوتا۔ صاحبزادہ نثار قطب ہماری انگلی پکڑے اپنے ساتھ لے جاتے۔ وہ صاحب علم انسان تھے انہیں فارسی اساتذہ کا کلام از بر تھا۔ کلام سناتے تو دل خوش ہو جاتا تھا۔ ہم ان دنوں سعدی، حافظ اور رومی کی کتابیں پڑھتے تھے۔ صاحبزادہ صاحب سے ملاقات ہوتی تو وہ، حافظ اور رومی کے چیدہ چیدہ شعر سناتے اور انکی تشریحات بیان کرتے اس طرح وہ ہماری علمی تربیت بھی کرتے اور شعری ذوق بھی بیدار کرتے۔ ہم انہیں استاد کہیں یا رفیق علم کہیں۔ کچھ عرصہ بعد ہم تحصیل علم کی وادیوں میں کھو گئے۔ کبھی بہاول پور، کبھی بہاول نگر کبھی اورینٹل کالج کبھی لاء کالج، کبھی دینی مدارس کی چٹائیوں پر کبھی سرکاری ملازمت کی کرسیوں پر۔ صاحبزادہ نثار قطب بھی لاہور سے باہر سیالکوٹ کے مختلف سکولوں میں پڑھاتے رہے، اور اس طرح ملاقاتوں کا سلسلہ محدود ہو گیا۔

یہ 1964 کا واقعہ ہے پنجاب یونیورسٹی کے اورینٹل کالج میں فارسی ایم اے کی تیاری میں تھے۔ وہ اورینٹل کالج کے کسی استاد سے ملنے آئے۔ مدت کے بعد ملاقات ہوئی۔ دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ ہمارے فارسی استاد کے سامنے ہماری بڑی تعریف کی۔ اسکے بعد جب لاہور آتے تو ضرور ملتے۔ اور اپنی گفتگو اور مشفقانہ رفاقت سے خوش کر دیتے۔ صاحبزادہ نثار قطب کو شعر کے انتخاب، پھر اپنا شعر کے کہنے میں تو کمال تھا ہی مگر وہ تاریخ گوئی میں بھی بڑا کمال رکھتے تھے وہ جب کوئی تاریخ کہتے تو مجھے سناتے۔ اور الفاظ کی بندش سے آگاہ کرتے۔ اب ان کا معمول تھا کہ لاہور آتے تو ملاقات کے لیے ضرور وقت دیتے۔

ایک دن فرمانے لگے میں علی پور سے مرید کے" زعفران کالونی" میں آگیا ہوں۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی حدائق بخشش کا مطالعہ کر رہے تھے مرید کے ان کی قیام گاہ کا

نام زعفران زار کالونی سنا تو اعلیحضرت کا شعر سنا دیا۔

وہ سوئے "لالہ زار" پھرتے ہیں   تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

شعر سن کر اٹھے اور اٹھ کر ہمارا ماتھا چوم لیا فرمانے لگے اب تو "لالہ زار" سے زیادہ محبت ہو گئی ہے اور زعفران زار" میں رہائش۔

ہماری دلی خواہش تھی۔ کہ صاحبزادہ نثار قطب ایک پیر طریقت ایک مجددی بزرگ اور ایک نقشبندی شیخ ایک سید والا مرتبت اور پیرزادہ یا جبہ و دستار پہن کر آیا کریں۔ مگر وہ نہ مانے۔ اور ہم نہ انکے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے نہ ان کے پاؤں دباتے۔ بس ساری زندگی یونہی گزر گئی۔

وہ محکمہ تعلیم میں استاد تھے۔ شفیق استاد۔ قابل استاد، اپنے شاگردوں پر جان چھڑکنے والے استاد تھے۔ مگر ہمارے یار مہربان تھے۔ بلکہ قدردان تھے، ریٹائرمنٹ کے بعد ان کا آنا جانا زیادہ ہو گیا۔ جن دنوں انہوں نے تاریخ گوئی پر ایک کتاب" سیاہ بر سفید" لکھی تو ہمیں کئی تواریخ سے آشنا اور تواریخ گوئی کے اسرار رموز سے آگاہ کیا کتاب چھپی تو ایک جلد اپنے دستخط سے عنایت فرمائی بیمار ہوئے تو اپنی علالت کے تمام حالات سے واقف رکھتے تھے یہ انکی محبت تھی۔ ورنہ ہم نہ حکیم نہ طبیب، نہ ڈاکٹر نہ معالج، ایک دن ہم نے از راہ محبت کہا۔ کاش ہم ڈاکٹر یا حکیم ہوتے آپ کا علاج کرتے مسکرائے اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فرمایا۔

اے تو افلاطون و جالینوس ما

صاحبزادہ نثار قطب دیکھتے دیکھتے ہی ہم سے جدا ہو گئے۔ انکی اولاد سادات کا ایک باغیچہ تھی۔ انکے بچے بچیاں گلستان سادات کے مہکتے ہوئے پھول تھے مجھے ایک ایک پھول یاد آتا تو پیر صاحبزادہ نثار قطب کو یاد کرتا ہوں۔ انکے ایک نواسے عزیزی سید غفران شرف جیلانی نے شاید اپنے نانا جان کے کاغذات میں کہیں ہمارا نام دیکھ لیا تھا آئے اور اپنے نانا جان کی یادیں تازہ کرتے گئے صاحبزادہ سید غفران شرف الجیلانی بڑے خوبصورت اور دلنشین شخصیت لے کر ایک طالب علم کے روپ میں ہمارے پاس آئے۔ تعارف کرایا پھر بار بار تشریف لائے اور اپنے نانا جان کی یادوں کی خوشبوئیں لے کر آتے ہم بھی انہیں سادات زعفران زار کا ایک غنچہ جان کر ملتے ہیں اور وہ بھی ہمیں اپنے مرحوم نانا جان کے دوست کی حیثیت سے عزت بخشتے ہیں۔

صاحبزادہ غفران شرف جیلانی بڑے علم دوست، کتاب آشنا اور تحقیقی ذہن کے نوجوان ہیں۔

خدایا! ذوق او شاداب بادا!

فیصل آباد اور شیخوپورہ کی سرزمین پر حضرت سیاحِ حرمین رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں

عظیم الشان سیمنار اور تعزیتی جلسہ

رپورٹ ..... علامہ ضیاء الاسلام

(۱)

دنیائے اسلام کے عظیم بزرگ سیاحِ حرمین حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں 10 اکتوبر 2004ء کو جامعہ قادریہ رضویہ (بولے کی جھگی) سرگودھا روڈ فیصل آباد میں علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری (ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ) کی زیرِ صدارت عظیم الشان سیمنار منعقد ہوا۔ جس میں شیخ الحدیث علامہ محمد سعید قمر، پروفیسر ڈاکٹر محفوظ احمد (نائب صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد) ملک محبوب الرسول قادری (چیف ایڈیٹر..... مجلہ انوار رضا جوہرآباد) صاحبزادہ سید فہیم ظفر شاہ (ملتان) الحاج شیخ دوست محمد (نیشنل ہاؤس لاہور) مولانا لیاقت علی چشتی (فیصل آباد) باباجی کے بہت پیارے عزیز چوہدری عبدالغفور، حکیم صوفی محمد صادق (قصور) باباجی کے خادم صوفی محمد نصر اللہ (جوہرآباد) نے خصوصی شرکت کی۔ شیخ الحدیث علامہ محمد سعید قمر نے خطاب کرتے ہوئے کہا بزرگانِ دین حضور ﷺ کی شریعت کے تابع فرمان ہوتے ہیں اور وہ دین کے خادم ہوتے ہیں دین کی تبلیغ واشاعت ان کا کام ہوتا ہے اس کے علاوہ مختلف حیلوں بہانوں سے مفادات حاصل کرنے والے، شریعتِ مطہرہ کی مخالفت کرنے والے اور دینی قوتوں کو نقصان پہنچانے والے اللہ تعالیٰ کے دوست نہیں ہوسکتے پروفیسر ڈاکٹر محفوظ احمد نے کہا کہ حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جو کام کیے وہ ہمارے لیے مشعل راہ ہیں ہمیں اتحاد واخوت کے ذریعے سے ان کا مشن جاری رکھنا چاہیے۔ ملک محبوب الرسول قادری نے کہا کہ حضرت سیاحِ حرمین باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسلاف کی عظیم یادگار تھے انہوں نے ساری زندگی اسلام کی خدمت میں گزاری وہ دینی مدارس کی سرپرستی کرنے

والے عظیم بزرگ تھے انہوں نے مساجد و مدارس قائم کروائے، بے سہارا اور مجبور خاندانوں کی سرپرستی کی، دکھی انسانیت کے سر پر ہاتھ رکھا۔ حرمین شریفین کی حاضریوں کو اپنی ساری زندگی کا مستقل معمول بنایا۔ معاشرے سے رسوماتِ بد کا خاتمہ کیا۔ جوہرآباد میں خانقاہ، مسجد اور مدرسہ کی بناء رکھ کر اپنی ذمہ داریاں نبھائیں وہ ادارہ معین الاسلام بیربل شریف کے سرپرست اعلیٰ تھے۔ ان کی دینی خدمات کو ہمیشہ سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ سیمنار میں علامہ محمد سلمان مجددی نے استقبالیہ خطبہ دیا جبکہ نقابت کے فرائض راقم الحروف (محمد ضیاء الاسلام) نے ادا کیے سیمنار میں حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خدام اور ارادت مندوں کی بھاری تعداد نے شرکت کی۔ خضر حیات ورک چوہدری سخاوت علی ولد حاجی سراج دین مرحوم (کونسلر) رانا بشارت علی، سید حافظ محمد اختر علی شاہ چک نمبر 4 رسالہ (شیخوپورہ) سمیت اہم شخصیات موجود تھیں۔ محفل درود وسلام کے بعد حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایصالِ ثواب کے لیے ختم شریف پڑھا گیا اور پھر پر تکلف لنگر شریف تقسیم کیا گیا۔

(۲)

جامعہ نقشبندیہ رضویہ طاہر العلوم چک نمبر 4 رسالہ شیخوپورہ میں 30 ستمبر 2004ء بروز جمعرات حضرت پیر طریقت صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر شرقپوری کی زیرِ صدارت حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں تعزیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں پیر آف کوٹلہ شریف حضرت صاحبزادہ میاں فیض عالم اور حاجی نعیم حسین مہمانانِ خصوصی تھے بزم طاہر کے زیرِ اہتمام منعقدہ اس تعزیتی جلسہ سے علامہ صاحبزادہ محمد عبدالرحمٰن الحسنی (شاہ والا شریف) استاذی مکرم حضرت علامہ صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی سجادہ نشین بیربل شریف، مولانا محمد نصر اللہ، حضرت صاحبزادہ سید فہیم ظفر شاہ، حضرت صاحبزادہ سید افضال حسین شاہ، صوفی محمد لطیف چوہان اور صدر بزم طاہر پیر سید حافظ اختر علیشاہ نے خطاب کرتے ہوئے قبلہ باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عالی شان خدمات کو خشان دار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔ مقررین نے اس عزم کا اعادہ کیا کہ ہم باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ

کے روشن کیے ہوئے چراغوں کی روشنی میں سفر جاری رکھیں گے۔

اہم شرکاء میں مندرجہ ذیل شخصیات شامل تھیں۔ شیخ دوست محمد، شیخ محمد اقبال بھائی نیشنل ہاؤس لاہور، قاری محمد یوسف سیالوی صدر جمعیت علماء پاکستان ضلع شیخوپورہ، پروفیسر محمد اقبال، پروفیسر محمد نوید، پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض شیخوپورہ، ڈاکٹر حافظ محمد بشیر لاہور، حافظ مختار احمد ندیم ریسرچ آفیسر ادارہ معارف اولیاء داتا گنج بخش لاہور، حکیم محمد صادق قصور، مہر محمد ممتاز سرگودھا، مولانا حافظ محمد عالم صاحب، ملک حبیب اللہ جوہر آباد، خادم خاص حضور باباجی جناب مولانا نصر اللہ جوہر آباد، سید انور علی شاہ، قاری محمد ابرار الحق علوی، قاری محمد امیر تو گیروی، جناب میاں اسد حسین، جناب میاں قلب عباس، میاں امتیاز حسین، محمد اسلم ناظم، سید اشرف علی شاہ، جناب حاجی عبدالرزاق، بزم طاہر کے صدر پیر سید حافظ اختر علی شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے مرشد کریم کا فیض قیامت تک جاری رہے گا جوہر آباد شریف سے ساری دنیا میں آپ کا فیضان پھیلے گا۔ حضرت باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پیارے اور حضور ﷺ کی بارگاہ کی مقبول ہستی تھے انہوں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور حضور ﷺ کی غلامی واطاعت کا درس دیا۔ آج بھی ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے مشن کو جاری رکھا جائے بعد ازاں درود وسلام، ایصال ثواب اور تقسیم لنگر کا اہتمام کیا گیا۔

حفیظ تائب مرحوم کے لیے عہد حاضر میں فنِ تاریخ گوئی کے قادر الکلام عظیم شاعر جناب صابر براری (کراچی) کا عطا فرمودہ قطعۂ تاریخ رحلت

"صورتِ سالِ رحلت"......۱۴۲۵ھ......"صاحب کمالات حفیظ تائب"......۲۰۰۴ء

صد حیف ہوگئے ہیں دنیا سے وہ بھی رخصت
اہلِ قلم میں تھے جو مشہور مردِ صائب
سالِ وفات ان کا کہہ دیجئے یہ صابر
"فردوس میں ہیں دانا حاجی حفیظ تائب"
(۲۰۰۴ء)

۱۳ جولائی ۲۰۰۴ء (صابر براری)

الجامعۃ الاشرفیہ گجرات کا پہلا دورۂ تفسیر القرآن

رپورٹ: ملک محبوب الرسول قادری

گجرات میں قائم ہونے والی عظیم دینی درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ کے زیر اہتمام پہلے چالیس روزہ ''دورۂ تفسیر القرآن'' کی تکمیل پر جلسہ تقسیم اسناد اور دستار بندی کی تقریب سے ممتاز عالم دین اور عظیم روحانی پیشوا حضرت شیخ الحدیث خواجہ پیر مفتی محمد اشرف القادری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ اشرفیہ نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا ہے کہ ''الجامعۃ الاشرفیہ قدیم و جدید علوم کی معیاری درسگاہ ثابت ہوگی اور ہم اس پلیٹ فارم سے امت کی اصلاح و فلاح کے لئے رجال کار تیار کرنے کا فریضہ نبھاتے رہیں گے انہوں نے کہا کہ آج پونے دو سو طلبہ کو یہ شرف حاصل ہوا ہے تو ان شاء اللہ آئندہ یہ تعداد ضرور بڑھے گی دورہ تفسیر القرآن کی تکمیل کے علاوہ تین فارغ التحصیل مفتیان عظام کو اسناد فراغ اور جبہ و دستار عطا کی گئی۔ جن میں مفتی عبدالسلام ہاشمی، مفتی صاحبزادہ عبدالرحمٰن اشرفی اور مفتی محمد یعقوب رضوی شامل تھے۔ علاوہ ازیں صاحبزادہ پیر محمد معروف سبحانی، مولانا فضل غنی خان، مولانا محمد خالد، مولانا علی اصغر کو بھی جبہ و دستار فضیلت پہنائی گئی۔ واضح رہے کہ علامہ صاحبزادہ مفتی پیر محمد معروف سبحانی نے اس چالیس روزہ کورس میں حضرت استاذ العلماء علامہ مفتی محمد اشرف قادری کے ساتھ تدریسی فرائض بھی سرانجام دیئے۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے بزرگ عالم دین علامہ پیر سید مراتب علی شاہ نے کہا کہ قرآن کریم ہر سطح پر راہنما، شفا اور رحمت ہے اس کے نور سے بدی، بدعقیدگی، ظلم اور جہالت کے اندھیرے کافور ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت پیر مفتی محمد اشرف قادری محدث نیک آبادی کی زیر نگرانی ''الجامعۃ الاشرفیہ'' کا قیام خوش آئند ہے اور پورے علاقے کے لئے نیکی کے فروغ اور بدی کا راستہ روکنے کے لئے عظیم پلیٹ فارم ہے نامور خطیب اور آستانہ عالیہ باولی شریف کے سجادہ نشین علامہ صاحبزادہ غلام بشیر نقشبندی نے کہا کہ مفتی محمد اشرف القادری اس دور کے اہل علم و فضل میں اس لحاظ سے ممتاز ہیں کہ انہوں نے علم دین کے فروغ کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر رکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام اور علم لازم و ملزوم ہیں جہاں تک اس کی اہمیت اور فضیلت کا تعلق ہے اس پر قرآن کی سب سے پہلی نازل ہونے والی آیت مبارکہ گواہ ہے قرآن تمام علوم کا خزانہ ہے انہوں نے کہا کہ عہد حاضر میں فتنوں اور فرقوں

کا مقابلہ کرنے کے لئے علم کی دوڑ میں آگے نکلنا ضروری ہے۔ اس وقت ایمان بچانا مشکل ہوگیا ہے ایمان بچانے کے لئے علم اور اہل علم کی طرف بڑھنا چاہیے۔ اس موقع پر گجرات کی سماجی و کاروباری شخصیات صابر حسین جنجوعہ اور راڈو فین والے محمد شفیق کی طرف سے کامیاب طلبہ کی حوصلہ افزائی کے لئے امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اردو زبان کے بہترین ترجمہ قرآن کنز الایمان شریف کے نسخے عطیہ کیے گئے۔ اجتماع میں مفتی پیر محمد معروف سبحانی، علامہ عنصر القادری، قاری شاہد محمود اشتی، علامہ محمد جمیل اعظمی، صاحبزادہ قاضی محمد محمود قادری (آوان شریف) ملک محبوب الرسول قادری، چوہدری تنویر احمد کے علاوہ اہم شخصیات نے بھی شرکت کی۔

یاد رہے کہ الخانقاہ القادریہ العالمیہ کے قائم کردہ الجامعۃ الاشرفیہ گجرات (پاکستان) کے شعبہ جات کا اعلان بھی حضرت شیخ الحدیث پیر خواجہ مفتی محمد اشرف القادری (نیک آبادی) نے خود فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب کے دوران تفصیلات بیان کرتے ہوئے درج ذیل شعبے گنوائے۔

شعبۂ تحفیظ القرآن مع الحدر، شعبۂ تجوید و قراءت، شعبۂ درس نظامی (جدید و قدیم)، شعبۂ انگریزی، شعبۂ کمپیوٹر سائنس، دورۂ حدیث شریف، شعبۂ تصوف و احسان، شعبۂ تبلیغ، دار الافتاء، دار القضاء الشرعی (شریعت کورٹ)، دورۂ تفسیر القرآن، دورۂ تجوید و قراءت، دورۂ علم میراث، دورۂ علم صرف، دورۂ علم نحو، شعبۂ سکالر سازی و مفتی کورس، الادارۃ الشرعیہ للتحقیق والترجمۃ والتصنیف، ایک عظیم تر دار المطالعہ (گرینڈ لائبریری)، شعبۂ افاضہ و ارشاد برائے مریدین، شعبۂ اسلامی تربیتی کورسز، الجمعیۃ القادریہ الاشرفیہ (برائے رابطہ مریدین و تلامذہ و مستفیدین)، جماعت خدام اہلسنت العالمیہ اور شعبۂ دینی تعلیم برائے ملازمین و کاروباری حضرات ان خطوط پر کام شروع ہونے سے قوی امید ہے کہ ان شاء اللہ کامیابیاں قدم چومیں گی اور مسلک اہل سنت و جماعت کا بول بالا ہوگا۔

یہاں اس امر کی طرف متوجہ کرنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس وقت پورے ملک میں نو مسلم افراد کی تعلیم و تربیت کا کوئی ایک مرکز بھی قائم نہیں ہے جس کی طرف علماء، مشائخ، دینی و روحانی شخصیات، اہم دینی تنظیمات اور جماعتوں کی توجہ نہیں ہے اور اسلام قبول کر لینے والے افراد تعلیم و تربیت کا خاطر خواہ انتظام موجود نہ ہونے کے باعث پھر سے اپنے آبائی مذہب کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور یوں مرتد ہو کر ارتداد کے فروغ کا باعث بنتے ہیں اگر فی الحال اس عظیم کام کے لئے کم از کم ایک شعبہ ہی

قائم کرلیا جائے تو کافی حد تک کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

ان تمام شعبہ جات کی تکمیل اور پھر ان مقاصد واہداف کے حصول کے لئے ہر مسلمان اور بالخصوص اصحاب خیر وثروت کا فوری اور بھرپور تعاون ازحد ضروری ہے۔ کیونکہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون اہم ترین دینی فریضہ ہے۔

الجامعۃ الاشرفیہ بیرون کابلی گیٹ گجرات کے ناظم نشرواشاعت اور نوجوان دینی سکالر علامہ محمد جمیل اعظمی (ایڈیٹر ماہنامہ "اہل سنت" گجرات) نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ العزیز جہالت، بدی اور بدعقیدگی کے خلاف یہ چراغ روشن رہے گا۔ اور اس کا نور چار دانگ عالم میں پھیلے گا۔ ۱۰ اکتوبر ۲۰۰۴ء (بروز اتوار) جامع مسجد صرافاں نزد "الجنت میرج ہال" غریب پورہ گجرات میں فارغ التحصیل ہونے والے طلبہ جن کی دستار بندیاں کی گئیں اور انہیں اسناد سے نوازا گیا درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام	ولدیت	ایڈریس
۱	محمد عمران	محمد شفیع	ساکن عادووال گجرات
۲	جنید احمد فریدی	فیض احمد	عادوال گجرات
۳	قاری اشتیاق احمد	نور احمد	منڈی بہاؤالدین
۴	محمد عبداللہ	عبدالرحمٰن بٹ	لالہ موسیٰ
۵	قاری عبدالرشید نقشبندی	محمد بشیر	بمقام ملوٹ آزاد کشمیر
۶	قاری اصغر علی عطاری	اکبر علی	ساکن جوکالیاں منڈی بہاؤالدین
۷	بلال حسین	صفدر حسین	بھگوال کھاریاں
۸	قاری محمد آصف صدیقی	میاں محمد صدیق	کھمب کلاں منڈی بہاؤالدین
۹	حافظ محمد خالد صدیقی	میاں محمد صدیق	کھمب کلاں منڈی بہاؤالدین
۱۰	سید مزمل حسین	سید گلزار حسین کاظمی	منڈی بہاءالدین
۱۱	قاری شہزاد احمد	فضل حسین	محلہ اسلام نگر گجرات
۱۲	محمد انور ندیم	اللہ دتہ	گجرات
۱۳	شعیب عارف	محمد عارف قادری	برنالہ آزاد کشمیر
۱۴	ملک محمد لطیف	ملک محمد عالم	ماڈل ٹاؤن گجرات

نمبر شمار	نام	ولدیت	ایڈریس
۱۵	محمد عبدالخالق	سردار خان چوہدری	خیروال علاقہ بجوات سیالکوٹ
۱۶	محمد صفدر سلطانی	محمد اشرف وڑائچ	لنگے محلہ کاکے چک گجرات
۱۷	محمد حفیظ احمد طاہر کیلانی	حاجی حافظ محمد منظور	کوٹ ستار شرقی منڈی بہاؤالدین
۱۸	چوہدری اکرام اعظم	چوہدری محمد اعظم	عادوال گجرات
۱۹	ڈاکٹر تاج محمد	رحمت اللہ	محلہ قدرت آباد گجرات
۲۰	قاری محمد الیاس رضوی جلالی	محمد سلیمان	کوٹ رحم شاہ منڈی بہاؤالدین
۱۲	علی رضا	محمد ایوب منگا	محلہ غریب پورہ گجرات
۲۲	محمد شہباز چشتی	محمد حیات	بھلوٹ رسول گجرات
۲۳	صاحبزادہ راجہ محمد طاسین یوسف	حاجی محمد یوسف راجپوت	محلہ خالد آباد گجرات
۲۴	محمد علی	محمد اقبال	محلہ غریب پورہ گجرات
۲۵	حافظ محمد عبدالرؤف	محمد شریف	پیرخانہ کوٹلی آزاد کشمیر
۲۶	صاحبزادہ نثار احمد قادری	محمد الیاس	گوجرانوالہ
۲۷	ڈاکٹر محمد ریاض	غلام رسول (مرحوم)	دھاروال گجرات
۲۸	مبین اسلم	محمد اسلم	دھارووال گجرات
۲۹	محمد علی عمران	منظور حسین	دھارووال گجرات
۳۰	اعجاز احمد جلالی	فضل حسین	پنڈی لوہاراں گجرات
۳۱	اعجاز احمد	بشیر احمد	سائن عاروال گجرات
۳۲	حافظ قدیر حسین قادری	گل بہار	ایسر بنڈ کلاں میرپور آزاد کشمیر
۳۳	محمد الیاس منہاس	سید محمد منہاس	ڈنگہ کھاریاں
۳۴	محمد عبدالرقیب	رشید احمد	شاہ پور شریف کھاریاں
۳۵	مزمل کریم شہزاد	عبدالکریم	شاہجہانیاں کھاریاں
۳۶	قاری مدثر حسین	عدالت خان	بھلوٹ رسو کھاریاں
۳۷	محمد ندیم	حاجی ہدایت اللہ	محلہ خواجگان گجرات
۳۸	حافظ محمد خالد محمود قادری	رحمت خان	بھدانہ گجرات
۳۹	حافظ محمد شہباز قاری	امانت علی	بھڈانہ گجرات

۴۰	مبشر حسین نقشبندی	محمد حسین	محلہ خالد آباد گجرات
۴۱	حافظ محمد عمر	عبدالروف منگا	محلہ غریب پورہ گجرات
۴۲	محمد حنیف قادری	مہر عبدالحمید	جلال پور جٹاں
۴۳	حافظ محمد اویس	محمد ولایت	ضلع گجرات
۴۴	قاری راشد محمود	محمد رفیق	گجرات
۴۵	محمد نفیس	حاجی محمد لطیف قادری	محلہ قدرت آباد گجرات
۴۶	قدیر احمد عطاری	دلاور حسین	محلہ نظام آباد سیالکوٹ
۴۷	حافظ محمد طفیل نقشبندی	محمد فاضل	برناہ کوٹلی آزاد کشمیر
۴۸	محمد اسد اللہ	مہدی خان	دوکھوڑا نوالہ بھمبر آزاد کشمیر
۴۹	امتیاز احمد	چوہدری محمد اسلم	عادووال گجرات
۵۰	چوہدری جمشید ارشد	چوہدری محمد ارشد	عادووال گجرات
۵۱	قاری محمد خلیل احمد نورانی	عبدالکریم	محلہ صوفی پورہ سیالکوٹ
۵۲	محمد عرفان مہر	حاجی عبدالرحمٰن	بھلوٹ رسو گجرات
۵۳	قاری سید وقار حسین	سید ابرار حسین جماعتی	چک ڈھلو گجرات
۵۴	محمد اقبال قادری عطاری	شیر محمد	اترا...... خوشاب
۵۵	عمران خان	محمد نواز	رحمت آباد گجرات
۵۶	عامر خورشید قادری فاضلی	حاجی خورشید علی	محلہ امین آباد گجرات
۵۷	ڈاکٹر حافظ محمد عظمت اللہ	حاجی محمد اشرف	چڑیاولہ گجرات
۵۸	قاری ظہور احمد تبسم	اللہ دتہ (مرحوم)	بہاء الدین کے...... حافظ آباد
۵۹	یاسر محمود	محمد طفیل	سبز پیر سیالکوٹ
۶۰	محمد عمر اظہر	محمد اظہر	محلہ غریب پورہ گجرات
۶۱	حافظ قاری عبدالرحمٰن	نور محمد	شادماں کالونی گجرات
۶۲	عامر سہیل قادری	نصر اللہ خان	محلہ سردار پورہ گجرات
۶۳	حافظ محمد نوید احمد	محمد صدیق	محلہ کوٹ رفیق کسو کے روڈ کاموکے
۶۴	محمد شہباز	محمد شریف وڑائچ	سوک کلاں گجرات

۶۵	محمد شعیب	مولانا غلام محمد	محلہ رضا آباد...... ملتان
۶۶	صاحبزادہ محمد فرید اقمر چشتی	حافظ غلام حسین سیالوی	فتح گڑھ (تواں لوک) کھاریاں
۶۷	عبدالجبار احمد قادری	محمد اعظم	جانی چک خورد...... کھاریاں
۶۸	حافظ قاری محمد ظفر اقبال	نور محمد	شادمان کالونی گجرات
۶۹	محمد اعظم	محمد صالح	سوہادہ وڑائچاں منڈی بہاؤالدین
۷۰	سید مہدی حسین القادری	سید مزمل حسین شاہ	ساکن پیارا شریف گجرات
۷۱	واحد حسین قادری اشرفی	محمد مشتاق	جلالپور جٹاں
۷۲	محمد عنایت	محمد دین	محلہ ضیاء الاسلام گجرات
۷۳	صاحبزادہ سید طارق حسین شاہ	سید شاہ حسین	رانیوال سیداں گجرات
۷۴	قاری محمد فیاض نقشبندی	محمد ریاض	جلالپور جٹاں
۷۵	محمد یاسر	محمد عنایت	لیبر کالونی بلا کی گجرات
۷۶	امانت علی	محمد بوٹا	جتوکل گجرات
۷۷	حافظ عمران خاں	جہاں خاں	لالہ موسیٰ
۷۸	لیاقت علی	محمد شریف	عادووال گجرات
۷۹	سید ضیاالحسن	سید الطاف الحق	پنڈ عزیز برائے عالمگیر
۸۰	مولانا محمد احمد فاروق	محمد عبداللطیف	محلہ چاہ ٹرینگ گجرات
۸۱	شہزاد ریاض	راجہ محمد ریاض انور	ڈھیٹی گجرات
۸۲	قاری خلیل الرحمٰن نقشبندی	مولوی عبداللطیف	منڈھیر کھاریاں
۸۳	صوفی غلام نبی قادری	غلام رسول	عادووال گجرات
۸۴	مولانا محمد اقبال قادری	خدا بخش	پنوں اٹاری ڈسکہ سیالکوٹ
۸۵	حافظ سید نعیم رضا بخاری	سید عبدالقیوم بخاری	بھون کلاں حافظ آباد
۸۶	قاری محمد امجد گولڑوی	محمد حسین بھنڈر	بھنڈر خورد...... منڈی بہاؤالدین
۸۷	حافظ محمد افضل	محمد علی	بھون کلاں حافظ آباد
۸۸	احمد رضا عطاری	حافظ احمد خاں	پسوال کھاریاں
۸۹	قاری مسعود اختر مصطفائی	محمد رمضان	کھمب کلاں...... منڈی بہاؤالدین

۹۰	رئیس اعظم مصطفائی	محمد اعظم	گورالیہ...... گجرات
۹۱	حافظ محمد عارف	محمد علی	پچھیاں خاص...... گجرات
۹۲	حافظ انعام علی	محمد یعقوب	کائرہ کلاں
۹۳	حافظ غلام عباس	عبدالغفور	سالار بھٹیاں شیخوپورہ
۹۴	عابد سعید	محمد شریف	اعوان شریف...... گجرات
۹۵	طاہر احمد	افتخار احمد	جنڈ راٹک
۹۶	محمد الیاس	غلام حیدر	عادووال...... گجرات
۹۷	محمد کاشف سرفراز	محمد کاشف	محلہ شاہ حسین...... گجرات
۹۸	احمد رضا	قاری محمد ہدایت اللہ	دھاڑیوال...... گجرات
۹۹	محمد اعظم قادری	بشیر احمد	محلہ چاہ نور احمد (ابدال کے) اوکاڑہ
۱۰۰	افضال حسین	محمد مشتاق	دھاڑیوال گجرات
۱۰۱	الحافظ حسین محی الدین	محمد صدیق عابد	پی اینڈ ٹی کالونی لاہور
۱۰۲	محمد رضی المصطفیٰ	عبدالستار	پچھوڑ لائن کراچی
۱۰۳	حافظ حسنین مرزا	حاجی مرزا انور حسین	گجرات
۱۰۴	محمد ریاض عطاری	فضل حسین	ساکن داؤد پور جلالپور جٹاں
۱۰۵	ناصر محمود	محمد صادق سندھو	بھلوکی جلالپور جٹاں
۱۰۶	محمد اظہر اقبال	محمد شریف	ٹانڈہ گجرات
۱۰۷	محمد ندیم اقبال قادری	محمد انور	چک جانی خورد گجرات
۱۰۸	قاضی مشتاق احمد قادری	قاضی امیر حسین چشتی	لئی تلہ گنگ (چکوال)
۱۰۹	قاری احسان اللہ نقشبندی	حاجی فیض احمد	ساکن چک نمبر ۱۳ جنوبی بھلوال سرگودھا
۱۱۰	قاری محمد ضیاء المصطفیٰ سیالوی	فیروز دین (مرحوم)	ٹیگراں پونچھ آزاد کشمیر
۱۱۱	بشیر احمد	دیوان علی	محلہ اسلام نگر گجرات
۱۱۲	محمد عارف قادری	شیر محمد	گجرات
۱۱۳	خرم شہزاد	مہر محمد بشیر	عادووال گجرات
۱۱۴	غلام سرور	غلام حسین نقیبی	شیر گڑھ...... گجرات

۱۱۵	حافظ محمد عامر سیفی	غلام حیدر	شیر گڑھ...... گجرات
۱۱۶	صاحبزادہ محمد الیاس قمر القادری	خواجہ پیر رکن الدین	میر پور آزاد کشمیر
۱۱۷	صاحبزادہ محمد شمیم نعمانی	خواجہ پیر رکن الدین	میر پور آزاد کشمیر
۱۱۸	محمد راشد	محمد سعید	گل علی کلیاں قدر موسے
۱۱۹	محمد شہباز سیفی	محمد صادق	شیر گڑھ گجرات
۱۲۰	رشید	قاری عبدالرشید	عادووال گجرات
۱۲۱	تلاوت خاں	المولوی رضا خاں	شملانی (بٹ گرام) مانسہرہ
۱۲۲	شفقت احمد قادری	حافظ محمد حسین	محلہ چاترنگ گجرات
۱۲۳	یاسر علی قادری	محمد افضل	محمود چھینا گجرات
۱۲۴	محمد طاہر رضا قادری	محمد رفیق	ساکن چک نمبر ۱۰ اٹھل جھنگ
۱۲۵	ندیم احمد قادری	عبدالرشید	سراں والی ڈسکہ سیالکوٹ
۱۲۶	عبدالجبار	مہندی خاں	چاہ کھوئے گجرات
۱۲۷	حافظ عبدالرؤف نقشبندی	محمد شریف	چک گجراں خورد حافظ آباد
۱۲۸	جنید احمد	خالد پرویز	مراڑیاں شریف گجرات
۱۲۹	محمد امتیاز قادری اشرفی	محمد انور	میکن شریف منڈی بہاؤالدین
۱۳۰	محمد ادریس قادری	محمد شریف	مہراڑیاں شریف گجرات
۱۳۱	محمد یونس	محمد بشیر	منگووال غربی گجرات
۱۳۲	شکیل احمد اویس	نور الٰہی	محلہ فیض آباد گجرات
۱۳۳	عرفان اکرم	محمد اکرم	مراد پور گجرات
۱۳۴	توقیر الحسن قادری	غلام محمد باجوہ	سیالکوٹ
۱۳۵	حافظ محمد مشتاق	غلام رسول	چھیرانوالی گجرات
۱۳۶	عابد حسین	محمد مشتاق	جلالپور جٹاں
۱۳۷	عبدالقادر مصطفائی	محمد خان	داؤد پور جلالپور جٹاں
۱۳۸	قاری امجد محمود قادری	حاجی محمد اسلم	عادووال گجرات
۱۳۹	حافظ شبیر احمد نقشبندی	عمر دین	مغل کالونی گجرات

۱۴۰	اعجاز نبی	غلام نبی	عادووال......گجرات
۱۴۱	امجد حسین ہاشمی	....	گوجر خاں
۱۴۲	حاجی عزیز احمد	حاجی میاں خاں	فیض آباد گجرات
۱۴۳	ماسٹر عظمت رسول	....	ریلوے روڈ......گجرات
۱۴۴	شہزاد احمد	محمد بشیر	وزیر آباد
۱۴۵	محمد علی	محمد اقبال	محلہ حسین پورہ

اس کے علاوہ فارغ التحصیل طلبہ کے اسمائے گرامی کی فہرست کمپوزنگ سے رہ جانے کے سبب شامل نہیں ہوسکی۔ میری دلی دُعا ہے اللہ کرے یہ چراغ عظیم ہمیشہ اپنے نور سے فروغ علم کی تحریک میں اضافہ کا باعث بنے علامہ محمد جمیل اعظمی (ناظم نشر و اشاعت' الجامعۃ الاشرفیہ گجرات سے رابطہ کے لئے فون 0433-512935 نوٹ فرمالیں جبکہ موبائل نمبر 0333-8403147 ہے۔

حاجی محمد نواز رحمانی کو شادی مبارک

مجلہ ''انوار رضا'' کے ایڈیٹر محمد تاج قادری کے بڑے بھائی حاجی محمد نواز رحمانی سلمہ اللہ تعالیٰ رشتۂ ازدواج سے منسلک ہوگئے ان کی شادی خانہ آبادی مورخہ ۱۹ اکتوبر ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ اپنے آبائی گاؤں چک نمبر ۳۱۳......ای بی گگو منڈی (تحصیل بورے والا) میں بخیر و خوبی سرانجام پائی۔ چیف ایڈیٹر ملک محبوب الرسول قادری نے خصوصی طور پر شادی کی تقریب میں شرکت کی۔ دولہا کے والد بزرگوار ڈاکٹر محمد بشیر رحمانی سے ملاقات کی. خوشی کے اس موقع پر اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا اور مبارک باد پیش کی۔

اہلسنت ڈائریکٹری کی اشاعت پر مبارکباد

ہم بین الاقوامی اہلسنت ڈائریکٹری کی اشاعت پر ماہنامہ کنزالایمان لاہور کے چیف ایڈیٹر محترم محمد نعیم طاہر رضوی کو مبارک باد پیش کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس ڈائریکٹری کے ذریعے اہل سنت کے کارکنوں کے لئے دنیا بھر میں مسلکی و دینی بنیادوں پر رابطوں میں آسانی پیدا کردی ہے۔ اللہ ان کی اس سعی کو مشکور فرمائے اور انہیں اس جدوجہد کی بہتر جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔......''انوار رضا'' جوہر آباد

مرکزِ تحقیق فیصل آباد............ایک تعارف

تحریر......علامہ صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ

قرآن مجید کا یہ اعلان سرمدی پیغام بھی ہے اور ہمہ جہت کامرانی کی نوید بھی' نبی رحمت ﷺ کا اسوہ حسنہ اس قدر جامع' ہمہ گیر اور جاودانی ہے کہ حیات انسانی کا کوئی گوشہ اس کی کرم بخشیوں سے محروم نہیں' افراد کے مسائل ہوں یا اجتماع کے' معاشرتی پیچیدگیاں ہوں یا معاشی الجھنیں' تہذیبی رویوں کی بوقلمونی ہو یا تمدنی پیش رفت کی اثر آفرینی' مادی معاملات ہوں یا روحانی کیفیات' سیرت سازی کا مرحلہ ہو یا تعمیر کردار کا دورانیہ' انسانی زندگی کا کوئی رخ ہو یا کوئی پہلو' رحمت عالمین ﷺ کی سیرت' اسوۂ حسنہ' رہبرو راہنما ہے۔ اسی نسبت سے نظریاتی پاکیزگی اور عملی طہارت کا سامان ہوتا ہے اور اسی تعلق نے انسانی زندگی کو پُر بہار بنایا ہے۔ تاریخ عالم گواہ ہے کہ فلاح و نجات اور اصلاح و تعمیر کی ہر صورت گری اسی وجود کرم ﷺ کی نورانیت سے مستنیر ہے۔ یہ اسی وجود محترم کی مرکزیت کا فیض ہے کہ انسانی رویوں میں معاشرتی تنوع اور سماجی انفرادیت کے باوجود یکسانی کی نمود ہوئی' اس لیے کہ اسلامی تعلیمات میں زمینی حوالہ بھی ایک ہے اور ماورائی نسبت بھی یکتا' وحدتِ نسل انسانی کا عملی اظہار انہی آقاء رحمت ﷺ کی ذات اور تعلیمات کا مرہون ہے' امت مسلمہ دراصل اسی تصور وحدت کی نقیب ہے عصر حاضر کا انسان انتشار و اضطراب کا شکار ہے یقین و اعتماد کے حوالوں کے باوجود ذہنی بے کیفی اور عملی بدچلنی کی صرف یہ وجہ ہے کہ انسان نے اپنے مفاد پرستانہ افکار اور خود ساختہ نظریات کو نجات دہندہ شمار کرلیا ہے' بدقسمتی سے وہ عقل و دانش کے دعووں کے باوجود سرابوں میں سرگرداں ہے' وہ تقسیم در تقسیم کے عمل کا نخچیر ہے ظالم و مظلوم' آقا و غلام' حاکم و رعایا امیر و غریب کی تفریق نے وہ ستم ڈھائے ہیں کہ مظلوموں کی آہیں' بے بسوں کی چیخیں اور ستم رسیدہ انسانوں کے نوحے ہر کہیں سنائی دے رہے ہیں' یہ پکار داد طلب ہے اور یہ نوحے مسیحائی کے طلب گار ہیں' آج کا انسان اس دور ہمایوں کی تلاش میں ہے جس میں انسان انسان کے ہاتھوں ذلیل نہ ہو' کوئی کسی کا حق غصب نہ کرسکے' جہاں نہ کسی کا ہاتھ دراز ہو اور نہ زبان بلکہ ہر طرف سلامتی کی جلوہ گری ہو اور ہر طرف

حقوق کی پاسداری ہو۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی اور سیرت طیبہ کی رہنمائی میں پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنا صاحب علم و دانش پر لازم ہے اس لئے کہ یہ یقین ہر ایمان والے میں ودیعت ہے کہ اسلام ہر دور کے تقاضوں کا حل پیش کرتا ہے۔ یہ یقین ہی پرورشِ خیر کا محرک اور اصلاح کا ضامن 'حل موجود ہے۔ ضرورت اس پر عمل کرنے اور اس کو بروئے کار لانے کی ہے یہ تب ہی ممکن ہوگا جب ماخذ تک رسائی کا ولولہ اور استخراج کی صلاحیت کی قوت نمایاں ہوگی' حیرت ہے کہ مادی سرفرازی کا حامل اور آسائشوں کی بہتات سے فیض یاب ہونے والا بھی سماجی ہم آہنگی حاصل نہیں کرسکا۔ اس اضطراب نے ایک میلان کو جنم دیا ہے' مجبوراً ہی سہی قافلہ انسانیت ایک مربوط تصور کے ساتھ اسلام کی آفاقی تعلیمات کی طرف بڑھ رہا ہے آثار ہویدا ہو رہے ہیں' حساس نوعیت کے لمحے دعوت فکر و عمل دے رہے ہیں' اس لیے احتیاط لازم ہے کیونکہ ذراسی غفلت' معمولی سی بے اعتدالی اور ہلکی سی خام خیالی مہلک ہوسکتی ہے اور اسلام کی راحت بخش تعلیمات سے دور لے جاسکتی ہے' غور کیجئے کیا تشدد پسندی کے رجحان نے اسلام کی طرف بڑھتے ہوئے قدم روک نہیں لیے اور کیا مومن کی امن پسندی اور مسلمان کی سلامت روی کا تابندہ چہرہ دھندلا نہیں رہا؟ اصحاب درد پر واجب ہے کہ دین اسلام کے حوالے سے بے ہودہ انسانیت کا روّیہ سامنے لائیں اور امن عالم کی کفالت کا حق ادا کریں' اس سلسلے میں علمی افق پر محبت و یگانگت کے فانوس روشن کرنا ضروری ہے' اسلامی تعلیمات کو سیرت مطہرہ کے اجلے حوالوں کے ساتھ نقد و تحقیق کے اعلیٰ معیار کے ساتھ پیش کرنا لازم ہے یاد رہے کہ کوتاہی صرف پیش کش کی ہے تعلیمات کی پختگی اور ضوابط کی ہمہ گیری کی نہیں' ادائے فرض کے اسی جذبہ نے تحریک دی کہ ارباب تحقیق کو ایک مرکز مہیا کیا جائے' چند درد مند اہل علم مدت سے اس مرکز کے حوالے سے کوشاں رہے' غور و فکر جب ایقان کی حدت سے منور ہوا تو مرکزِ تحقیق کی تشکیل کا فیصلہ کرلیا گیا' مرکزِ تحقیق کے قیام کا مقصد صرف یہ ہے کہ ارباب فکر و حکمت اور اصحاب نقد و تحقیق کو اشتراک عمل کی دعوت دی جائے تاکہ پیغام رحمت کے عملی نفاذ کی راہیں تلاش کی جاسکیں' یہ اشتراک عمل اس لیے ضروری ہے کہ مجموعی فکر' بہرصورت زیادہ نتیجہ خیز اور اثر آفریں ہوتا ہے۔ مرکزِ تحقیق اسی اشتراک کے لیے جدوجہد کرے گا اسی کاوش کی حدود و قیود اور اس کے ابتدائی محرکین اور منتظمین کا تعارف ہے۔

مرکزِ تحقیق کے اغراض مقاصد درج ذیل ہیں۔

(۱) مرکزِ تحقیق فیصل آباد اسلامی موضوعات پر مثبت' متوازن اور بامقصد تحقیق کے لیے کام کرے گا۔ (۲) مرکزِ تحقیق کے تحت کئی ایسے مراکز قائم کیے جائیں گے جہاں حوالہ کی کتب موجود ہوں اور محققین کی ٹھوس راہنمائی اور مشاورت کا باقاعدہ اہتمام ہو۔ (۳) مرکزِ تحقیق مختلف موضوعات پر تحقیق کرنے والے اصحاب کے درمیان رابطہ کو موثر بنائے گا اور انہیں ایک دوسرے کے کام سے آگاہ رکھنے میں معاونت کرے گا۔ (۴) مرکزِ تحقیق کے تحت ایک یا متعدد تحقیقی رسائل شائع کیے جائیں گے۔ (۵) مرکزِ تحقیق علمی موضوعات پر ورکشاپس' فکری نشستیں اور سیمینارز کا اہتمام کرے گا۔ (۶) مرکزِ تحقیق کے تحت ہونے والی تحقیق کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا۔ (۷) مرکزِ تحقیق کے مقاصد کی تکمیل کے لئے پاکستان اور بیرونی پاکستان میں اس کی شاخیں قائم کی جائیں گی۔ (۸) مرکزِ تحقیق، محققین کی کفالت اور ان کے محققانہ کاوشوں کو منظر عام پر لانے کے لیے مالی معاونت کا اہتمام کرے گا۔ (۹) تحقیق کے مقاصد کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے ملٹی میڈیا اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کو استعمال میں لایا جائے گا۔ (۱۰) بلادِ اسلامیہ میں جدید تحقیقی نگارشات کے ترجمہ و اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا نیز وہاں کے محققین سے علمی و تحقیقی روابط استوار کیے جائیں گے۔ (۱۱) مرکزِ تحقیق کے تحت ایسا نشریاتی ادارہ قائم کیا جائے گا جس سے تحقیقی پیش رفت کو عام کیا جاسکے۔

جبکہ مرکزِ تحقیق کی مجلس انتظامیہ درج ذیل محققین پر مشتمل ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (صدر)...... عطا المصطفےٰ نوری (سینئر نائب صدر)...... رضا الدین صدیقی (نائب صدر)...... ڈاکٹر عبدالشکور ساجد (جنرل سیکرٹری)...... ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس (سیکرٹری نشر و اشاعت)...... پروفیسر محمد ریاض قریشی (خازن)...... اس کے علاوہ پروفیسر منظور حسین سیالوی...... میاں شوکت علی...... اور محمد راشد تینوں حضرات ممبران ہونگے۔

مرکزِ تحقیق کے ساتھ رابطہ کے لئے ایڈریس یہ ہے...... جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ) مصطفےٰ آباد' سرگودھا روڈ' فیصل آباد

جبکہ ٹیلی فون نمبر 041-760777 یا موبائل 0300-8660128 ڈائل کیا جاسکتا ہے یوں ہی انٹرنیٹ کا ایڈریس یہ ہے۔ www.jamiaqadria.net

نئی کتابیں

کتب نما

تبصرہ کے لیے ہر کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں

تبصرہ نگار......ملک محبوب الرسول قادری

حضرت سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ......از......علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

امام الائمہ سراج الامہ حضرت سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی امت مسلمہ میں جس عظیم مقام و مرتبہ پر فائز ہے اس کا ادراک ہر صغیر و کبیر کو اچھی طرح حاصل ہے اس وقت پوری دنیا میں امت مسلمہ کی غالب اکثریت آپ ہی کے مسلک پر کاربند ہے اور الحمد للہ مسلکِ احناف ہی غالب ہے اس کا سبب سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کا تفقہ فی الدین تقویٰ و طہارت اور عظیم روحانی مقام ہے جو ان کو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اور حضور سرور کائنات علیہ السلام کی بارگاہ سے نصیب ہوا ہے زیر نظر کتاب نہایت جامع، مدلل، عام فہم اور سلیس ہے جسے مبلغ اسلام پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے بڑی محنت، عرق ریزی اور دل سوزی سے مرتب فرمایا ہے۔ کتاب کے سترہ ابواب اس کی اہمیت افادیت اور جامعیت پر دال ہیں۔ کتاب کو محترم نجابت علی تارڑ کے زیر اہتمام زاویہ پبلشرز۔ 6 مرکز الاولیس (ستا ہوٹل) دربار مارکیٹ لاہور نے عمدہ انداز میں شائع کیا ہے کتاب کے 352 صفحات ہیں کاغذ سفید، سرورق دیدہ زیب اور جلد اچھی ہے جبکہ -/120 روپے ہدیہ مناسب ہے کتاب کے تاریخی مادہ ہائے سن اشاعت......"لیل ونہارِ امام اعظم"......(۱۴۲۵ھ)......اور......"نور درگاہِ جلوۂ نور سیدنا امام اعظم"......(2004ء)......استخراج کیے گئے ہیں۔

ضیاء الحدیث......از......علامہ سید شاہ تراب الحق قادری

مبلغ اسلام حضرت پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے "ضیاء الحدیث" میں

سرورِ عالم نور مجسم ﷺ کے روح پرور اور ایمان افروز ارشادات مبارکہ کو جمع کر کے آنے والی نسلوں کی راہنمائی کا سامان کر دیا ہے ان احادیث مبارکہ میں احکام بھی ہیں، فضائل بھی ہیں، شمائل بھی ہیں، عقائد بھی ہیں، نظریات بھی ہیں، معاملات بھی ہیں عبادات بھی ہیں، حتیٰ کہ روحانیات اور اخلاقیات کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں جس میں راہنمائی نہ کی گئی ہو۔ عصری تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھ کر بالخصوص نئی نسل کی ضرورتوں کے عین مطابق کتاب ترتیب دی گئی ہے نہایت جامع اور مدلل کتاب۔ اس ایک کتاب کا مطالعہ قاری کو کئی کتابوں کے مطالعہ سے بے نیاز کر سکتا ہے۔ کتاب پر مختصر تبصرہ یہ ہے...... اس کا مطالعہ "صحبتِ کلامِ نبوی ﷺ" میں چند لمحات گزارنے کی بہترین سبیل ہے" جس پر فاضل مصنف باج طور پر مبارک باد، ہدیہ تبریک اور خراج تحسین کے لائق ہیں یہ کتاب بھی زاویہ پبلشرز لاہور نے شائع کرنے کی سعادت پائی ہے۔ صفحات 256 اور ہدیہ -/90 روپے مناسب قیمت ہے۔ کتاب کے سن اشاعت کے حوالے سے تاریخی مادے...... دولت بے زوال، ارشاداتِ حبیب...... (۱۴۲۵ھ)...... اور...... "آدابِ عالم، ارشاداتِ سرورِ کائنات"...... (2004ء)...... استخراج کیے گئے ہیں۔

تجوید وقرأت کو سمجھنے کا آسان مجموعہ...... از...... قاری محمد انیس نعیمی

انٹرنیشنل نعیمیہ قرأت فورم پاکستان نے حکیم میاں بشیر احمد بھجناں چنیوٹ پاکستان کے اشتراکِ عمل سے یہ نہایت اہم اور عام فہم کتاب شائع کر کے ملت مسلمہ کی ایک نہایت اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ قرآن کریم کو اس کے صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا لازم ہے جبکہ تلفظ کی غلط ادائیگی حرام اور گناہ کبیرہ ہے کیوں کہ اس سے مفاہیم و معانی بدل جاتے ہیں ریڈیو پاکستان اور ٹیلی ویژن کے مشہور قاری محترم، استاذ القراء قاری محمد انیس نعیمی نے وقت کی ضرورت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ کتاب ترتیب دی ہے، جس کا عربی نام...... الشمس المضیة الدروسِ التجویدیۃ رکھا گیا ہے جو عوام کے لیے خاصا مشکل ہے کتاب کا نام عام فہم اور آسان ہونا چاہیے۔ یہ کتاب فن تجوید کے خواہاں قارئین کے لیے معلم کا درجہ رکھتی ہے اور تشنگان علم کے لیے

سرمایہ عظیمہ سے کم نہیں۔ کتاب پر شیخ الحدیث مولانا محمد اشرف سیالوی، استاذ القراء قاری سید صداقت علی شاہ، عمدۃ القراء قاری کرامت علی نعیمی جیسی مقتدر شخصیات کی آراء اور تقریظات نے اس کی اہمیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ زیر نظر کتاب کے تاریخی مادے...... "مسودۂ نایاب، کلیدِ فنِ قرأتِ قرآن"...... (۱۴۲۵ھ)...... اور...... نایاب کلیدِ فنِ قرأت، قاری محمد انیس نعیمی...... (2004ء)...... استخراج کیے گئے ہیں۔ جبکہ کتاب کے حصول کے لیے ایڈریس یہ ہے۔
مطلب حکیم بشیر احمد بھجناں نزد گورنمنٹ ہائی سکول چنیوٹ ضلع جھنگ فون نمبر 0466-332759 یا دوسرا ایڈریس مکتبہ المرتضویہ۔ ادارہ معین الاسلام (مرتضیٰ آباد) بیربل شریف ضلع سرگودھا فون نمبر 0451-799592-Ex-228 نوٹ فرمالیں کتاب کے صفحات 96 ہیں کاغذ بہترین، چھپائی عمدہ، سرورق دیدہ زیب اور لیمینیشن شدہ کارڈ پیک۔

جمالِ مصطفیٰ ﷺ...... از...... علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ

شمائل شریف پر حضرت علامہ پیر سید تراب الحق قادری کی یہ روح پرور اور ایمان افروز کتاب آٹھ ابواب پر محیط ہے جس میں سرور عالم نور مجسم ﷺ کے اعضائے جسمانی کے فضائل، کمالات، خوبیاں اور خصوصیات قرآن و حدیث کی روشنی میں شرح و بسط کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ حیات مبارکہ سے اخلاقیات کے خوبصورت پہلو اس انداز میں بیان فرمائے ہیں کہ قاری کے دل و دماغ پر نقش ہو جاتے ہیں۔ معاشرتی حوالے سے روزمرہ زندگی میں سنتِ نبوی ﷺ سے کیسے مدد لی جاسکتی ہے؟ اس کتاب میں قدم قدم پر راہنمائی کا بہترین مواد موجود ہے۔ کتاب پر نصف درجن کے لگ بھگ مقتدر علماء کرام کی نہایت دیانت دارانہ آراء کتاب کی حیثیت کو مسلم ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں اور ان سے کتاب کی اہمیت میں اضافہ ہو گیا ہے اس کتاب سے قارئین کے عقائد و اعمال میں صحت مند انقلاب آئے گا اور عقائد حقہ پر استقامت کے لیے مدد ملے گی۔ صفحات 266 قیمت فقط 90 روپے یہ کتاب بھی محترم نجابت علی تارڑ زاویہ پبلشرز لاہور ہی سے شائع کی ہے۔

نعت عشق محمد ﷺ......از......سید صادق شاہ

زاویہ پبلشرز۔ 6 مرکز الاولیس (سستا ہوٹل) دربار مارکیٹ لاہور نے مراکہ پنڈ (لاہور) کے مقامی شاعر سید صادق حسین شاہ نقوی البخاری کا لکھا ہوا پنجابی عارفانہ کلام ہے پنجابی زبان میں شاعر نے اپنے مافی ضمیر کو بیان کرنے کی بھرپور اور پوری کوشش کی ہے کتاب کا ظاہری حسن مثالی ہے اور اس کی فنی حیثیت کا تعین اس کے مطالعہ کے بعد قارئین ہی کر سکیں گے ابتداء میں شاعر کے اپنے قلم سے خود نوشت حالات شامل اشاعت کیے گئے ہیں جو ایک قدیم ریت درروایت کے احیاء کی بہترین کوشش ہے قیمت -/100 روپے صفحات 212۔ جلد اچھی، سرورق دیدہ زیب اور جاذب نظر۔

تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ (برکاتیہ)......از......محمد صادق قصوری

مورخ اہل سنت محترم محمد صادق قصوری نے زیر نظر کتاب مرتب کر کے تصوف وصوفیاء سے دلچسپی رکھنے والے قارئین پر بڑا احسان کیا ہے کتاب میں سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کے جملہ مشائخ عظام اور پھر اس کی ابتدء سے اصل تک تمام بزرگان دین، صوفیاء، صلحاء، صحابہ، اہل بیت اور حتی کہ سرور عالم نور مجسم ﷺ کے سیرت وسوانح، تعلیمات، افکار ونظریات، خدمات، کارناموں اور جدوجہد کے حوالے سے سبق آموز واقعات بڑی تفصیل سے جمع کر دیئے ہیں جو اصلاح احوال کے حوالے سے خاصے کی چیز ہے آخر میں سلسلہ شریف کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ برکاتیہ، سلسلہ قادریہ طاہریہ، سلسلہ چشتیہ نظامیہ سراجیہ اشرفیہ سمیت متعدد سلاسل طریقت کے شجرہ ہائے طریقت شامل اشاعت کر دیئے گئے ہیں۔ صفحات 464، سرورق نہایت دیدہ زیب اور جاذب نظر جلد مضبوط جبکہ قیمت صرف 200 روپے ہے یہ کتاب بھی زاویہ پبلشرز نے شائع کی ہے محترم نجابت علی تارڑ سے ٹیلی فونک رابطہ کے لیے نمبر 042-7248657 اور موبائل نمبر 0300-9467047 ہے۔

”حیاتِ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی“ پر ایک نظر

ہمارے علم دوست رفیق خاص بلکہ علمی حوالے سے رضا کار ساتھی محترم ظہور الدین خان امرتسری ثم لاہوری صحت مند لٹریچر کی اشاعت کے حوالے سے عمدہ ذوق کے حامل ہیں انہی کے ادارہ کی شائع کردہ ایک کتاب پر ایک ماہر تعلیم کی رائے نذر قارئین ہے ...... (ادارہ)

مبصر......پروفیسر سید صغیر حسین
پرنسپل گورنمنٹ کالج آف کامرس، رحیم یار خان

ادارہ پاکستان شناسی 35۔ رائل پارک لاہور بجا طور پر تحسین کا مستحق ہے کہ اس نے ”حیات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی“ کچھ مفید مطلب اضافوں کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کی ہے۔ اصل عنوان سے متعلق حصہ جو کتاب کے آخر پر ہے کم ہے، مگر اس کتاب کا مقدمہ از ظہور الدین خاں اور ”مجھے کہنا ہے کچھ“ کے عنوان سے مختار جاوید صاحب کی تحریر خاصے کی چیزیں ہیں۔ یہ اک قابل داد معقول دستاویز ہے، مطالعہ پاکستان کے شائقین اور طلبہ واساتذہ کے لئے اس کا مطالعہ موجودہ حالات میں از بس ضروری ہے۔ مختار جاوید صاحب کا یہ کہنا بجا ہے کہ ”حصول آزادی کے بعد قومی سطح پر جدوجہد آزادی پر کوئی قابل قدر کام نہ ہونے کی وجہ سے ایک تو میدان کار کچھ ایسے لوگوں کے ہاتھ آ گیا جنہوں نے جہاں ایک طرف داستان آزادی کو حالات و واقعات کے برعکس اپنی ذاتی فکر کے مطابق تراشنے کی بھرپور کوشش کی تو دوسری طرف وہ علمائے حق واکابرین جنہوں نے دوقومی نظریہ کا احیاء کیا اور تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا، کو نظر انداز کیا“ نیز قیام پاکستان کو گناہ قرار دیا گیا۔ قیام پاکستان کو گناہ قرار دینے والوں کے نئے جانشین کمیت وکیفیت کے اعتبار سے زیادہ موثر رہے اور احوال وظروف تبدیل ہو گئے۔ تعلیمی اداروں میں اساتذہ اور طلبہ تک وہ نہ رہے جو ہونے چاہیے تھے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مقصدیت سے بے بہرہ نسل تیار ہوتی گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کو بقول فانی بدایونی مرحوم۔

زباں کٹتی ہے نام آشیاں پر
تمنا بھی بہت تھی آشیاں کی

بین الاقوامی سیاست اور بڑی طاقتوں کی آویزش کے نتیجے میں پیدا ہونے والا جبر اس پر مستزاد ہے۔ عاقبت نااندیشی کا یہ عالم کہ ناخوب بتدریج خوب ہوگیا۔ ہر شے، ہر نظریہ، ہر شخص اور ہر معروف، متنازعہ بن چکا ہے۔ ذاتی خیالات اور پسند و ناپسند، مذہب و دین، دھرم قرار پا چکے ہیں۔ دانش مند، دشمن دانش اور فروع، اصول قرار پا گئے۔ عبرت پذیری کا نشان ہی نہیں ملتا۔ وہ زوال جس کا آغاز صدیوں پہلے ہو چکا تھا اپنی پوری تاریکیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ تقدیر الٰہی یہ ہے کہ ان یشا یذھبکم ویات بخلق جدید ○ وماذا لک علی اللہ بعزیز ○ یہ کہ اگر اللہ چاہے وہ تمہیں مٹا دے اور تمہاری جگہ نئی نسل کو لا کھڑا کرے۔ تاہم کوئی بعید نہیں کہ کچھ بندگان خدا اب بھی ایسے پیدا ہو جائیں جن کی مساعیٔ جمیلہ کی برکت سے قوم کسی مقصد اور مرکزی نقطہ پر مرتکز ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔کوئی شک نہیں کتاب ''حیات شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثانیؒ'' اپنے سلسلہ کی ایک بہترین کاوش ہے مگر اس سلسلہ میں ابھی کچھ اور کرنے کی ضرورت ہے۔ مایوسی گناہ ہے۔ حضرت اقبال خوب فرما گئے۔

رمز باریکش بحرفے مضمر است ‌ ‌ خاک شو نذر ہوا سازد ترا
تو اگر دیگر شوی، او دیگر است ! ‌ ‌ سنگ شو برشیشہ اندازد ترا !
شبنمی؟ افتندگی تقدیر تست ‌ ‌ گر ز یک تقدیر خوں گردد جگر
قلزمی؟ پایندگی تقدیر تست ! ‌ ‌ خواہ از حق حکم تقدیر دگر
تو اگر تقدیر نو خواہی روا ست
زانکہ تقدیر است حق لا انتہا است

صفحات: 264

قیمت: 120 روپے

درود شریف ۱۱ بار	الحمد شریف ۴۱ بار	کلمہ تمجید ۱۱۱ بار
اَلَمْ نَشْرَحْ ۷۹ بار	سورۃ یٰسٓ ۱ بار	سورۃ اخلاص ۱۰۰۰ بار

یَا شیخ عبد القادر جیلانی شَیْأً لِلّٰہ ۱۱۱ بار ـــ یا غوث اَغِثْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ۱۱۱ بار

یا سیّدانت ولی اللّٰہ ۱۱۱ بار ـــ یاغوث مشکلکشا بالخیر ۱۱۱ بار

یَا خَالِصُ یا مُخْلِصُ ۱۱۱ بار ـــ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ۱۱۱ بار

یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ ۱۱۱ بار ـــ یَاحَلَّ الْمُشْکِلَاتِ ۱۱۱ بار

یارَافِعَ الدَّرجات ۱۱۱ بار ـــ یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ ۱۱۱ بار

یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ ۱۱۱ بار ـــ یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ۱۱۱ بار

یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ۱۱۱ بار ـــ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۱۱۱ بار

یَا بَاقِیْ اَنْتَ الباقی ۱۱۱ بار ـــ یَاهَادِیْ اَنْتَ الْهَادِیْ ۱۱۱ بار

اِمْدادکُن اِمْدادکُن از بندِغم آزاد کن
در دین و دُنیا شاد کن یا شیخ عبدالقادرہ ۱۱۱ بار

درود شریف ۱۱۱ بار

سورۃ فاتحہ شریف ۷ بار، سورۃ اخلاص ۳ بار، آیت الکرسی ۱ بار، استغفار شریف ۳ بار ختم سے پہلے پڑھ کر دعا کرکے شروع کریں۔

جاں بہ لب مسلم کی پکار!

میں آج کا بدنصیب مسلمان ہوں

میں مہلک، موذی روحانی بیماریوں میں

مبتلا ہوں میری بقا خطرے میں ہے.

میں "دھن" کے ایڈز میں مبتلا ہوں

میں "تکاثر" کے کینسر کا شکار ہو گیا ہوں

مجھے خوف، بزدلی جیسی قلب کی بیماریاں لاحق ہو گئی ہیں

مجھے یہود و نصاریٰ کی تقلید کا یرقان ہو گیا ہے

میں حرص و طمع، لالچ اور حسد کی ٹی بی کا مریض ہوں

مجھے انتشار و فرقہ واریت کے مہلک جراثیموں نے چاٹ لیا ہے

کوئی ایسا مسیحا جو مجھے قال اللہ اور قال رسول اللہ کے آبِ حیات پلا دے؟

جو شہادت کے جام سے میرے تن مردہ میں ابدی روح پھونک دے؟

کوئی تو ہو ایسا مسیحا، ایسا طبیب روحانی جو اس بیمار معاشرے میں میرے درد کا درماں بنے

میری دکھتی ہوئی روح کے دکھ کا مداوا کرے اللہ کوئی تو ہو!!!

دو جھنڈا مارکہ

کوالٹی غذائیت سے بھرپور آٹا

710504
711055
711360

مجاہدِ ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی

سفیرِ اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی

شیخ الاسلام مولانا شاہ احمد نورانی

حضرت پیر سید بشیر احمد شاہ سوہدروی

شاہ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی لاہور

حضرت پیر طریقت حافظ عبدالغفور قادری

مجاہدِ ختم نبوت حضرت صوفی ایاز خان نیازی

حضرت پیر محمد سید شاہ بخاری بہاری شریف

حضرت خواجہ معین الدین چشتی نظامی دہلوی

حضرت پیر سید علی اصغر شاہ قادری رضوی

حضرت پیر غلام مرشد قادری سروری سلطانی

مولانا ضیاء اللہ قادری

پیر آف کوٹلہ شریف پیر فیض عالم مدظلہ حضرت باباجی کے ہمراہ تشریف فرما ہیں سید اختر علی شاہ اور دیگر احباب بھی بیٹھے ہیں

میو ہسپتال لاہور میں حضرت باباجیؒ کے دیرینہ رفیق ملک قادر یار ٹوانہ اور دیگر

استاذ العلماء
مولانا محمد عبدالحق بندیالوی مدظلہ
کے ساتھ اپنے رفیق خاص
الحاج دوست محمد
(نیشنل ہاؤس والے)
کا تعارف کراتے ہوئے

حضرت باباجی کی ایک یادگار پرانی تصویر
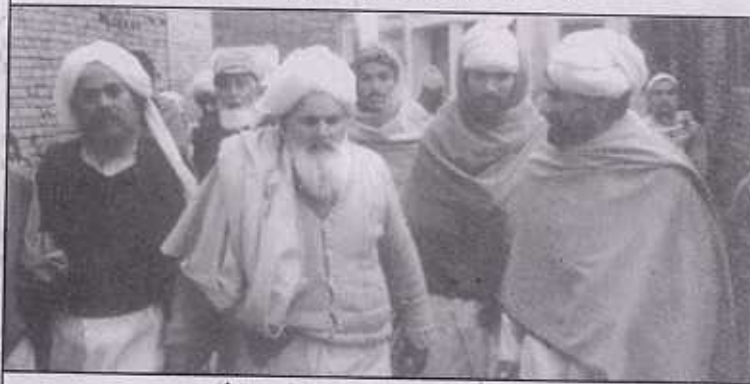
حضرت باباجیؒ کی بیربل شریف میں جوہر آباد کے سابق خطیب
مولانا حافظ دوست محمد نقشبندی (مرحوم) کے ساتھ ایک یادگار تصویر

حضرت باباجیؒ
عالم شباب میں
اپنے کسی
دوست کے
ہمراہ

آفتاب و ماہتاب چہرے

علامہ ابوالبرکات سید احمد قادریؒ

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ

حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمیؒ

حضرت مولانا محمد عمر اچھرویؒ

خواجہ محمد قمرالدین سیالوی

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

حضرت علامہ عطا محمد بندیالویؒ

حضرت علامہ عبدالغفور ہزارویؒ

حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ

خواجہ غلام فخرالدین سیالویؒ

صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ

حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ

برِصغیر کی وہ عظیم المرتب ہستیاں جو ماضی قریب میں جنت سدھار گئیں

باباجی کی دعا پر شیخ الحدیث مولانا پیر نور سلطان قادری (بھکر) اور خطیب پاکستان مولانا محمد ابوبکر چشتی (سرگودھا) آمین کہتے ہوئے۔

محبوب قادری
اور
حضرت باباجی
سید طاہر حسین شاہؒ

پیر بل شریف میں حضرت پیر سید طاہر حسین شاہ۔ پروفیسر محبوب حسین چشتی
پروفیسر الطاف عابد اعوان اور پروفیسر قاری محمد مشتاق انور

حضرت باباجیؒ نامور عالم دین علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل الحسنی اور قاری محمد امین حسنی کے ہمراہ

باباجی سید طاہر حسین شاہ کا ایک انداز

حضرت باباجی اور شیخ دوست محمد

جامعہ اسلامیہ مہریہ جوہر آباد کے سنگ بنیاد کے موقع پر محبوب الرسول قادری
حضرت استاذ العلماء
مولانا محمد رشید تونسوی
اور قاری محمد اسلم گولڑوی
کے ہمراہ

حضرت باباجی اپنے دوست الحاج شیخ دوست محمد نیشنل ہاؤس کے پاس قیام فرما ہیں

خطیب پاکستان مولانا عبدالوحید ربانی، باباجیؒ کی خدمت میں حاضر ہیں

جامعہ اسلامیہ مہریہ جوہر آباد کے سنگ بنیاد کے موقع پر باباجیؒ کے ہمراہ ملک محبوب الرسول قادری قاری محمد اسلم گولڑوی، ملک شہزاد اعوان، قاری احمد خان چشتی اور دیگر شرکا دعائے خیر کر رہے ہیں

صد سالہ جشن ولادت کے موقع پر نیشنل ہاؤس کی یادگار تصویر
پیر محمد ابوبکر شرقپوری اور صاحبزادہ پروفیسر محبوب حسین چشتی ہمراہ ہیں

محفل درود وسلام
پیر سید قطب الحق شاہ
گولڑہ شریف
پروفیسر پیر محبوب حسین چشتی
پیر مظہر قیوم اور دیگر
(علالت طبع کے سبب حضرت باباجی
جائے نماز پر تشریف فرما ہیں)

ہو حلقۂ یاراں تو ابریشم کی طرح نرم

قاضی عبدالجبار حضرت باباجی کی
خدمت میں حاضر

سیاحِ حرمین حضرت باباجی پیر سید طاہر حسین شاہ، الحاج چوہدری بشیر احمد خان نقشبندی
اور پیر سید قلندر حسین شاہ ضلع قصور میں حکیم صوفی محمد صادق کے گھر محفلِ میلاد میں شریک ہیں

الجامعۃ الاشرفیہ گجرات کے ۔۔۔ دورہ تفسیر القرآن ۔۔۔ کے اجتماع سے شیخ الحدیث خواجہ پیر مفتی محمد اشرف القادری
پیر سید مراتب علی شاہ، صاحبزادہ پیر مفتی محمد معروف سبحانی قادری، علامہ غلام بشیر نقشبندی (باولی شریف)
پیر قاضی محمد محمود قادری (آوان شریف) اور قاری امجد سعید خطاب کر رہے ہیں

بابا جی اور ملک عبدالرسول قادری کی ایک یادگار ملاقات

بابا جی اور مولانا عبدالستار خاں نیازی

بابا جی اور ملک محبوب الرسول قادری

پیر میاں عبدالباقی (ہمایوں شریف) مفتی محمد جان نعیمی
مفتی عبدالحلیم ہزاروی اور علامہ سید مرید کاظم بخاری
سہون شریف کانفرنس میں شریک ہیں

حضرتِ حافظ الملت کانفرنس سے
مجن سائیں کا روح پرور خطاب

پیر آف بیربل شریف اور بابا جی رحمۃ اللہ علیہ